بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ

پڑھو کہ تمہارا رب کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا انسان کو جس سے وہ ناواقف تھا

گلدستۂ عقیدت

حمدیہ، نعتیہ و منقبتیہ کلام کا مجموعہ

مکاشفاتِ سالم
اور
نوائے سرمدی

از

حقیر و فقیر شیخ سالم باوزیر قادری و چشتی سالم

بہ سرپرستی حضرت قبلہ میر احمد علیخان سامس قادری مدظلہٗ عالی
مُشیرِ اعلیٰ مولانا حافظ سیّد خورشید علی صاحب قبلہ کامل جامعہ نظامیہ
سنہ اشاعت یکم ربیع الاوّل شریف سنہ ۱۴۰۹ھ
تعداد بارِ اوّل دو ہزار
ترتیب خواجہ نصیر الدین
ترقیم وسرِ ورق ظ' اشرف - ۱۷-۱-۱۷۵/۲۵۹' ریِن بازار نہرو کالونی حیدرآباد
طباعت ھُدیٰ آفسیٹ پریس' پرانی حویلی حیدرآباد
قیمت 30 روپے

محرکین جناب یوسف ذکی صاحب (صدر جواہر پورہ ویلفیر اسوسی ایشن حیدرآباد)
جناب یوسف الدین صاحب (معتمد عمومی سٹی یوتھ کونسل چھاونی نادِ علیبیگ)
کارکنانِ خصوصی شیخ عثمان باوزیر قادری' جہانگیر خان صاحب' محمد نورالدین
محمد باقر' محمد حسین' عنایت صاحب' عبدالرحمٰن کونسلر

اِس دیوان کی طباعت کے لیے بے شمار میرے کرم فرماؤں نے' دامے' درمے' سخنے تعاون کیا ہے وہیں خاص طور پر جناب محمد یوسف ذکی صاحب اور جناب محمد یوسف الدین صاحب کی کاوشیں ناقابلِ فراموش ہیں اللہ ان سب کو جزائے خیر اور برکت عطا کرے۔ آمین'

ناشر

اِلکیلانی عالمی سوسائٹی' برانچ حلقہ یاقوت پورہ حیدرآباد اے پی' انڈیا

فہرست!

گراں قدر تبصرے

مکاشفاتِ سالم

نوائے سرمدی

ارشادِ عالیہ

عظیم المرتبت جگر گوشۂ غوث الثقلین حضرت پیر سید سلمان گیلانی
جانشین حضرت پیر نجم الدین صاحب قبلہ رح و سرپرست
اعلیٰ الگیلانی عالمی سوسائٹی



یہ سن کر بڑی مسرت ہوئی کہ الگیلانی عالمی سوسائٹی کی برانچ یاقوت پورہ حیدرآباد اے پی انڈیا کے صدر جناب شیخ سالم باوزیر قادری کا حمدیہ، نعتیہ و منقبتیہ مجموعۂ کلام مکاشفاتِ سالم و نوائے سرمدی کی طباعت کا اہتمام کیا جا رہا ہے میری دعا ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ ان کے کلام کو مقبولیت عطا فرمائے انھیں اور ان کے معاونین کو اجرِ عظیم سے نوازے۔ آمین!

گرانقدر ارشادات

جلیل القدر جلالۃ العلم فصیح البیان علامہ

سیّد حبیب اللہ قادری المعروف رشید پاشا صاحب قبلہ

امیر جامعہ نظامیہ

مُبَسمِلاً محمِّدلاً مُصلّیاً مُسلِّماً۔

امابعد مولوی شیخ سالم صاحب باوزیر کے کلامِ منظوم "مکاشفات سالم" اور "نوائے سرمدی" کے دونوں حصے شروع سے اخیر تک میں نے حرفاً حرفاً دیکھے۔ تصنّع اور تکلّف سے کلام کو پاک پایا، آمد ہی آمد محسوس ہوئی۔ آورد میں یہ خوبی کہاں! قبولِ خاطر و لطفِ سخن خداداد است۔

یوں بھی شعراء کرام کو حق تعالیٰ سے تلمّذ جب حاصل ہے تو ان کے کلام کو الہامی تاثیر ضرور پائی جائے گی الشعراء تلامیذ الرحمٰن۔ یہاں تو نعت گوئی اور منقبت کا فیضان علیحدہ ہے جو صدقہ ہے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلّم سے حلقہ بگوشی کی نسبت کا۔ نبی اُمّی ارواحنا فداہُ کو کسی استاد کے آگے زانوے شاگردی تہہ نہیں کرنے پڑے تھے اور نہ ہی آپ کی تربیت کسی مُربّی کی مرہونِ منت بنی، جیسا فرمایا علمنی ربی فاحسن تعلیمی وادبنی ربی فاحسن تادیبی (میرے رب نے مجھے عِلم سِکھایا اور خوب سکھایا، اور میرے رب نے مجھے ادب سکھایا اور خوب سِکھایا۔) حضورؐ کی "صفتِ اُمّی" کا یہی وہ معنیٰ ہے جس سے آپ کی شان دوبالا جاتی ہے۔ ورنہ اُمّی کے معنیٰ ان پڑھ و جاہل کے اگر لیے جائیں تو اس سے آپ کی کوئی تعریف نہ نکلے گی۔ بلکہ آپ کی مذمت ہو جائے گی۔ العیاذ باللہ!

علّامہ بوصیری نے قصیدہ بردہ میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے عِلم کو دورِ جاہلیت میں آپ کا معجزہ بتلاتے ہوئے فرمایا ہے کفاک بالعلم فی الامی معجزۃ؛ فی الجاھلیۃ والتادیب فی الیتیم۔ (دورِ جاہلیت میں اُمّی کے

اندر علم کا پایا جانا اور یتیمی کے زمانہ میں آپ کا مؤدب و مہذّب ہونا دلیل نبوت اور معجزہ ہونے کیلئے تیرے واسطے کافی ہے۔) فارسی میں اسی مضمون کو شیخ سعدیؒ نے بھی کیا خوب ادا کیا ہے ؎ یتیمے کہ ناکردہ قرآں درست ؛ کتب خانہ چند ملت بشست (وہ یتیم عبداللہ جس نے قرآن کو بھی درست نہ کیا تھا یعنی پہلی کتاب بھی نہ پڑھی تھی کئی مذاہب و ملل کے کتب خانہ دھو ڈالے) نبی اُمّی کی وساطت کی برکت سے حق تعالیٰ کے ساتھ اس اُمت کا علمی کنکشن بھی کچھ ایسا ہی قائم ہے اور فیضان علیم و خبیر امیوں سے بھی جاری وساری ہے۔ باوجودیکہ اُمّتِ مرحومہ امّت امیہ ہے۔ حساب کتاب اسے کچھ نہیں آتا۔ جیسا کہ فرمایا انّا امۃ امیۃ لانکتب ولانحسب (ہم ایک اُمّی امّت ہیں ہم کو نہ لکھنا آتا ہے اور نہ حساب کرنا) یہ ہے دراصل اللہ کا فضل جو ایک وہبی چیز ہے۔ کسبی نہیں، محنت واجتہاد کا اس میں دخل نہیں خانہ کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہو کر حضرتِ ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام نے دعا کی تھی کہ ہمارے پروردگار تو ان میں مبعوث فرمادے ایک ایسا رسول جو ان پر تیری آیتیں تلاوت کرے اور ان کا تزکیہ فرمادے اور انھیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے۔

انبیاؑ کو وحی کے ذریعہ علمِ حاصل ہوتا ہے اور اسے علمِ غیبی کہتے ہیں، اور اولیاؒ کو الہام کے ذریعہ علم ہوتا ہے جسے علمِ لدّنی کہتے ہیں۔ جبکہ خضر علیہ السلام کے تعلق سے فرمایا وعلمنٰہ من لدنّا علما یہ دونوں علم وحی ہو کہ الہام اللہ تعالیٰ اسے حاصل ہوتے ہیں۔ اولیا کو صرف الہام ہوتا ہے اور انبیاؑ کو منجانب اللہ وحی بھی ہوتی ہے اور الہام بھی۔ وحی میں امرِ غیبی کی تصریح ہوتی ہے اور الہام میں تعریض جب تک آدمی علمِ لدّنی کے مقام پر فائز نہ ہو حکیم نہیں کہلا سکتا۔ اِس طرح حکمت موہبت وعطائے الٰہی ہے۔ اسی لیے فرمایا یؤتی الحکمۃ من یشاء (وہ دیتا ہے حکمت جسے چاہے۔) یعنی حکمت کی عطا اس کی مشیّت پر موقوف ہے۔ اور جس کسی کو حکمت مِل جائے اسے خیر کثیر مِل گیا۔ ومن یؤت الحکمۃ فقد اُوتی

خیراً کثیرا۔ شعر کا تعلق بھی حکمت سے ہے، جیساکہ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ان من الشعر الحکمة وان من البیانِ لسحراً۔

یعنی بعض اشعار میں حکمت ہوتی ہے اور بعض بیان جادو کا کام کرتے ہیں۔

دربارِ نبوی کے شاعر حضرتِ حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ کا کلام الہامی ہوتا تھا اور حکمت پر مبنی، روح القدس کے واسطے سے تائیدِ الہٰی حضرتِ حسّان کو حاصل ہوا کرتی تھی جیساکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تھی اللھم اید الحسان بروح القدس۔ بدقسمتی سے میں شاعر نہیں ہوں مگر اظہارِ رائے کی مجھ سے فرمائش کی گئی ہے۔ اس لیے کسی تنقید یا تبصرہ کے بغیر میں نے اپنا خیال ظاہر کردیا ہے۔

دعا ہے کہ مولوی سالم باوزیر صاحب کا زورِ قلم اور زیادہ ہو اور ان کی مساعی جمیلہ مشکور ہوں۔ اللہ اور اللہ والوں کے ساتھ قارئین کی محبت و عقیدت میں مزید اِضافہ ہو اس کے ساتھ ساتھ کمالِ اتباع حبیب پاکؐ ہم سب کو میسّر آئے جو حاصل زِندگی ہے۔ "السلام علیٰ خیر الانام"

فقیر حقیر

سید حبیب اللہ قادری

المعروف رشید پاشاہ

امیر جامعہ نظامیہ

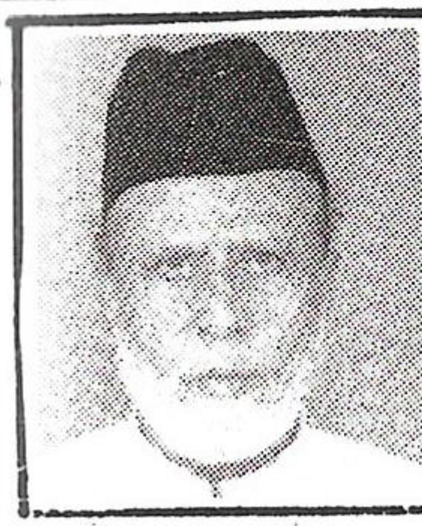
دستخط

فرمانِ جلیلہ

تقدس مآب حضرت سید شاہ محمد محمد الحسینی المعروف خواجہ پاشاہ صاحب قبلہ سجادہ نشین
بندگی مخدوم سید محمد خواجہ بندہ نواز گیسودراز قطب دکن، گلبرگہ شریف



میں نے جناب شیخ سالم صاحب باوزیر سالم کے مجموعہ کلام "مکاشفاتِ سالم"
و "نوائے سرمدی" کا سرسری طور پر مطالعہ کیا۔ یہ صنفِ سخن حمد، نعت اور منقبت
پر اچھا عبور رکھتے ہیں۔ زبان و بیان پر قدرت حاصل ہے
میں دعا کرتا ہوں کہ خدائے تبارک تعالیٰ ان کے کلام کو مقبولیت عطا فرمائے



تقریظ

محترم المقام صاحبزادہ سید محمد فضل المتین
گدی نشین آستانہ غریب نواز خواجہ خواجگان
خواجہ معین الدین چشتی و سنجری، اجمیر شریف۔

سچی اور کھری شاعری، وارداتِ قلب کا اظہار ہوتی ہے۔ اور یہ اظہار سراسر دلی کیفیات کی صداقت ہوتا ہے۔ ایسی صداقت جو شاعر کے باطن کی ترجمان ہوتی ہے۔

خوشی کی بات ہے کہ شیخ سالم باوزیر قادری وارداتِ قلب کے اظہار دلی کیفیات کی صداقت کی ترجمانی میں کامیاب رہے ہیں اور ان کی شاعری عشقِ رسولؐ، اولیائے کرام کی عقیدت اور ان کی نسبت سے حاصل شدہ سرشاری سے بھرپور ہے۔

عرضِ حال میں جو کچھ انہوں نے کہا ہے وہ ان کی شاعری کے لیے مفید بھی ہے اور کارآمد بھی ہے۔ ان کی تحریر کی روشنی میں ان کی شاعری کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے یہ بزرگوں کی ظاہری اور باطنی تعلیمات کا فیضان ہے کہ وہ کسی اُستادِ سخن کے تلمذ کے بغیر ایسی پختگی کا ثبوت فراہم کرتے ہیں جو کسی مشاقِ سخن کا طرۂ امتیاز ہوتی ہے۔ بعض اشعار نہ صرف دل و دماغ کو متاثر کرتے ہیں بلکہ شاعرانہ اُسلوب و اظہار اور فن کارانہ انداز پر ان کی قدرتِ کلام اور کامیاب شعری سند کی آئینہ داری بھی کرتے ہیں۔

یہ بڑی اچھی بات ہے کہ وہ اپنے تعلق سے کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہیں اپنی خامیوں اور کمیوں کا احساس رکھتے ہیں اور اعتراف کرتے ہیں یہ اس کا ثبوت ہے کہ ان کو شعراء کی صف میں اپنا مقام بنانے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ انہوں نے

جو کچھ کہا ہے اپنی کیفیاتِ قلبی سے مجبور ہو کر کہا ہے۔ وہ یہ بات بہت صاف الفاظ میں کہتے ہیں، شاعر کہلانے کا حق تو اسی کو حاصل ہے جو فنِ شاعری سیکھے اور کسی استاد سے تلمذ حاصل کرے۔

میں ایک زمانہ سے ان سے واقف ہوں۔ یہ ایک صاحبِ دل اور اہلِ سلوک و ارادت، فقیر منش صوفی ہیں۔ اجمیر شریف کے ایک زمانہ سے حاضر باش ہیں میرے آقائے ولیٔ نعمت خواجۂ کل خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی غریب نواز سے انھیں والہانہ عشق ہے۔

نسبتاً قادری ہیں مگر چشتی رنگ ان پر غالب ہے۔ محفلِ سماع میں ان کی کیفیت دیدنی ہوتی ہے۔ پابندی سے مجالس سماع کا اہتمام بھی ان کے ذوق وشوق کی دلیل ہے میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے پیران عظام کے طفیل میں ان کے اشعار کو قبولیت کا شرف عطا کرے اور جسطرح ان کا کلام محفلِ سماع میں گرمی پیدا کرتا ہے۔ دلوں میں بھی گرمائے۔ اور ان کے کیفیتِ قلبی کا اثر ان قلوب پر بھی ہو جو اس لذت سے بے بہرہ ہیں جو قلب گداز اور چشمِ گریاں کا حصہ ہوتی ہیں جس سے مقاماتِ سلوک طے ہوتے ہیں۔ قلب آشنائی پیدا کرتا ہے اور نظر میں وسعت پیدا ہوتی ہے اور شاعری عبادت کا درجہ حاصل کر لیتی ہے۔

سید فضل المتین چشتی معینی

۱۰ رجب المرجب ۱۴۰۸ھ

۲۹ فروری ۸۸ء

مقام اجمیر شریف



توصیف

پیرِ طریقت مولانا سید حبیب عمر حسینی قادری
جانشین شیخ الاسلام حضرت سید محمد بادشاہ حسینی
قادری رحمتہ اللہ علیہ (قادری چمن، فلک نما)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؐ

تمام تر تعریف اللہ تبارک تعالیٰ کے لیئے ہے جس نے انسان کو علم سے نوازا اور بیان کرنے کی صلاحیت عطا فرمائی اور بے شمار افضل ترین درود وسلام حضرت نبی کریم پر جنھوں نے حق شناسی وحق گوئی سے ہمیں سرفراز فرمایا۔

اما بعد۔

اکثر بزرگانِ دین، شاعری کو سلوک کی تعلیم، عشق رسولِ کریم اور اولیا اللہ و شیوخ سلسلہ سے عقیدت و محبت کے اظہار کا ذریعہ بناتے ہیں۔ ہمارے برادر طریقی جناب شیخ سالم باوزیر قادری سلمہٗ الباری نے بھی اس طریق کو اپنایا ہے ان کے مجموعۂ کلام کا میں نے سرسری مطالعہ کیا اور بہت مسرور رہوا۔ اُن کے اس قلبی جذبات وارادات کی ترجمانی سے صاف ظاہر ہے کہ اُن پر اللہ عزوجل کا خاص فضل و کرم ہے اور ان کے پیرانِ طریقت کے تصرفات، شاملِ حال ہیں تب ہی تو وہ کسی استادِ سخن کے تلمذ کے بغیر ایسی بہتر شعر گوئی کا ثبوت پیش کرتے ہیں کہ انشا اللہ تعالیٰ قارئین کرام پسند فرماتے ہوئے دادِ تحسین دیے بنا نہ رہ سکیں گے۔ ان کا کلام حمدِ باری تعالیٰ، مناجات سرتاجِ انبیاء کی نعتوں اور پیرانِ عظام کی منقبتوں پر مشتمل ہے جو اُن کے بے انتہا عجز اور والہانہ عشق و محبت و عقیدت کی عکاسی کرتا ہے اللہ جل شانہ کی جناب میں عرض کرتے ہیں۔

عاصی ہے بہت سالم تو کردے کرم اس پر
شرمندہ بہت تجھ سے بندہ ہے تیرا یا رب

اور آقائے دوجہاں حبیبِ خدا کی حضور میں یوں مدح سرائی کرتے ہیں

خود خدا ہے جبکہ سالم مدح خوانِ مصطفےٰ!
کیا ادا تجھ سے ثنا ہے سیدِ کونین ہو!

اور سیدنا غوث الاعظم اور خواجہ اعظم کی نسبت کہتے ہیں۔

محی الدین معین الدین میرے سرکار ہیں دونوں!
میں شیدائی ہوں دونوں کا میرے دلدار ہیں دونوں

خصوصاً اُن کے کلام میں ٹھمری کا انداز بہت پیارا ہے۔ بہت کم شعراء اس طریق کو اختیار کرتے ہیں، جو خسرو علیہ رحمہ کا طرز سخن ہے، کہتے ہیں

اللہ صاحب کی مجھ پر ہے کرپا بڑی میں جو ختم الرسل کی ہوں اک امتی
پھر کرم مجھ پہ یہ کہ سونپی گئی غوثِ اعظم کے ہاتھوں لے ری سکھی

میرا یہ کہنا بجا ہوگا کہ مکاشفات سالم عشق و عقیدت کا ایک بے بہا خزانہ ہے جو شمع محمدی کے پروانوں کے لیے ایک نعمتِ عظمیٰ ثابت ہوگا۔ میری دعا ہے کہ پروردگارِ عالم ان کے کلام کو مقبولیت عطا فرمائے اور انھیں اجرِ عظیم سے نوازے۔ آمین!

سید حبیب عمر حسینی قادری
سجادہ نشین حضرت شیخ الاسلام سید محمد بادشاہ حسینی رحمتہ اللہ علیہ

تحمید

گرامی قدر جگر گوشہ حضرت شیخ کلیم اللہ شاہجہاں آبادی
سید محمد حمید الحسن الجیلی الکلیمی سجادہ نشین
آستانۂ کلیمی درگاہ حسین شاہ ولی رح
ٹولی چوکی، حیدر آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم ہ
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ہ

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

محترم بھائی شیخ سالم باوزیر صاحب' مکاشفاتِ سالم اور نوائے سرمدی' اُن کی دِلی اور عشق میں ڈوبے ہوئے تاثرات ہیں۔ اگر فن کی کسوٹی پر پرکھا جائے تو مشکل ہے' ہاں اُن دلوں کے لیے سکون کا باعث ہیں جو عشق سے لبریز ہیں حمد و نعت اور منقبت کے ہر شعر پر لُطف و مزہ حاصل کرتے ہیں دیوانے کو تو صِرف اس کا محبوب چاہیئے یا پھر اسکی یاد' اسی میں وہ ہمیشہ دُنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر اپنے ہی عِشق کی دُنیا میں گُم رہتا ہے۔ یہی حال بھائی سالم صاحب اور ان کے کلام کا ہے۔

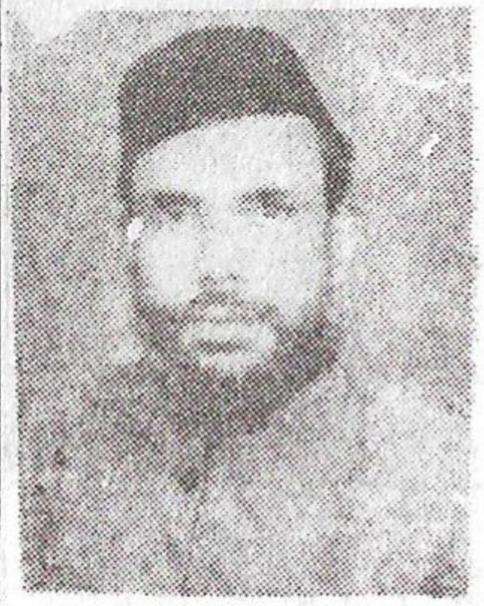
مُجھ جیسے بے مایہ فقیر سے بھائی سالم صاحب کے کلام پر لکھنے کیلیے فرمائے ہیں تو یہ فقیر مندرجہ بالا سطور لکھا ہے جو شائد تنقیدی نظر میں لغو اور مہمل ثابت ہوں جراءت کی ہے شائد قبول ہو جائے۔

این سعادت بزور بازو نیست ؎ تانہ بخشد خدائے بخشندہ

خاکپائے اولیاء

فقیر سید محمد حمید الحسن الجیلی الکلیمی غفرلہٗ ۲۵ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ

قلبی تاثرات



عالی قدر حضرت سید شہاب الدین قادری شطاری
سجادہ نشین بارگاہِ عالیہ شطاریہ حضرت سید شاہ احمد گجراتی
قادری شطاریؒ، اورنگ آباد

برادرِ عزیز مولوی شیخ سالم باذیر صاحب سالم قادری کا یہ دیوان نعت و منقبت کا ... ارباب فکر و سخن جانتے ہیں کہ جملہ اصنافِ سخن میں نعت و منقبت گوئی کوئی آسان کام نہیں اور یہ ہر ایک کے بس کی بات بھی نہیں بقول حضرتِ کامل شطاری علیہ الرحمہ ؎

یہ دولت عظمیٰ بھی قسمت ہی سے ملتی ہے ؛ اللہ کرے سب کو دیوانہ محمد کا

سالم قادری صاحب کی کہی ہوئی نعتیں و منقبتیں بہت سی ہیں جن میں انہوں نے آداب کا پورا پورا پاس و لحاظ رکھا ہے فی الحقیقت ان کے کلام میں دربارِ رسالت پناہ ﷺ اور غوثیت مآب رضؓ سے جو والہانہ عقیدت و محبت کا اظہار ہے وہی ان کے کلام کے کمالِ قبولیت کیلئے کافی ہے عقیدت و محبت کیوں نہ ہوگی جبکہ خود سالم صاحب کے قبیلہ "باذیر" کا تعلق اس خطۂ ارضی (حضرموت جنوبی عرب) سے ہے جہاں عاشقانِ رسول ﷺ و فدائیانِ غوث رضؓ کی کثرت رہی ہے اسطرح ان کے اسلاف کی گھٹی میں پڑا ہوا عشقِ نبی وراثتاً سالم صاحب کے حصہ میں بھی آیا۔ یہی وجہ ہے کہ سالم صاحب کا سوزِ دل ان کے اشعار میں جا بجا نظر آتا ہے ازل ہی سے جو کشتہ محبت کا مارا ہو اسکی محبت کا پوچھنا ہی کیا۔! سالم صاحب ہمیشہ اہلِ نسبت کی صحبت میں رہے ہیں۔ اور "صحبت صالح ترا صالح کند" کے مصداق اپنی افتادِ طبیعت سے انہوں نے ان بزرگوں سے جو کچھ استفادہ و بہرہ فیضِ نسبت حاصل کیا وہ آج ہمارے سامنے اس مجموعۂ شعری کی شکل میں موجود ہے جیسے

... تری قسمت پہ سالم رشک کرتے ہیں جہاں والے ؛ کہ چشتی قادری کیا نسبتیں شاہکار ہیں دونوں

بارگاہِ خداوندی میں دستِ بدعا ہوں کہ سالم صاحب کا بارگاہِ رسالت میں یہ نذرانۂ عقیدت شرفِ قبولیت حاصل کرے۔ آمین۔

دعا گو سید شہاب الدین قادری شطاری۔

تاثرات قلبی



۷۸۶ / ۹۲
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

معزز و مکرم سید محمد قبول پادشاہ حسنی الحسینی قادری شطاری ادیبؔ

سجادہ نشین آستانہ شطاریہ، جانشین حضرتِ کاملؒ

ایمان نام ہے صحیح الاعتقادی کا اور وہ اس وقت تک تکمیل نہیں پاتا جب تک رسولِ اکرم ارواحنا فداہ صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت نہ ہو اس معیار پر جو جتنا راسخ العقیدہ ہوگا اتنا ہی اس کا ایمان پختہ ہوگا۔ اسی بنیاد پر اعمال کی قیمت ہوتی ہے اگر ایمان نہیں تو اعمال کتنے بھی اچھے کیوں نہ ہوں کی کوئی قیمت نہیں۔

افسوس ہے علم دین اور بزرگوں کی صحبت سے محرومی نے ایمان کی بنیادوں کو کہیں متزلزل کر دیا ہے تو کہیں بیخ دین ہی سے اسکو اکھاڑ پھینک دیا ہے اس مختصر تمہید کے بعد شاعری جو ایمانی حلاوت کا عطیہ ہے اسی کو جناب برادرم مولوی سالم باوزیر صاحب قادری نے مکاشفات سالمؔ (نوائے سرمدی کے نام سے نعتیں، منقبتیں، ٹھمریاں وغیرہ کے انمول جواہر پارے نظم کر اپنے لیے نجاتِ اخروی کی سند رکھتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ نعتِ شریف کہنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں، آداب النبی کو پیشِ نظر رکھنا شاعر کے لیے ازبس ضروری ہوتا ہے۔

جناب سالم صاحب کو دربار رسالتؐ اور بارگاہِ غوثیت رضؓ سے جو بے پناہ عقیدت و محبت ہے اسی نے دراصل شعر کا روپ اختیار کیا ہے۔ میں شاعر تو نہیں کہ فکر سخن پر روشنی ڈالوں اتنا کہتا ہوں کہ زبان عام فہم اور سلیس ہے۔ جناب سالم باوزیر قادری حضرتِ مولانا سید شاہ عبدالرزاق قادری شطاری کے داماد ہوتے ہیں اس لحاظ سے علم کا کچھ حصّہ خسر سے بھی ملا ہے

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ان کے کلام کو مزید قبولیتِ خاطر عطا ہو۔ فقط

خاکپائے فقراء خادم العلماء سید محمد قبول پاشاہ قادری شطاری

اظہارِ تاثر



عزت مآب نواب **محمد ابراہیم خلیل** صاحب قبلہ

خلیفہ حضرت پیر سید نجم الدین رحمۃ اللہ علیہ

صدر الگیلانی عالمی سوسائٹی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۹۸۴ء میں الگیلانی عالمی سوسائٹی کی شاخ حلقہ یاقوت پورہ حیدرآباد کیلئے جناب شیخ سالم باوزیر قادری کا بہ حیثیت صدرِ حلقہ انتخاب عمل میں آیا۔ اس کے بعد ہی سے موصوف کی دینی علمی ادبی اور تنظیمی صلاحیتوں سے کما حقہٗ واقفیت حاصل ہو رہی ہے جو قابلِ ستائش ہیں ہر اتوار کو سہ پہر اپنے مکان پر درس و تدریس، تفسیرِ قرآن، ذکر و اشغال کے مجالس کا پابندی سے اہتمام کرتے ہیں جو کہ سوسائٹی کے مقاصد کا ایک اہم پہلو ہے

موصوف اہل نسبت و صاحب طریقت ہیں۔ علوم دین و مذہبی کاموں سے بے انتہا لگاؤ رکھتے ہیں۔ ان کی تجویز بلکہ دلی خواہش ہے کہ ایک ماہنامہ بنام "الگیلانی" کی اشاعت کا اہتمام ہو جس کے ذریعہ تفسیرِ قرآن، احادیث تعلیمات غوثیہ اور علم دینیہ کی تشہیر ہو سکے اللہ ان کے ارادوں میں کامیابی عطا کرے

شعر گوئی بھی جناب کا دلچسپ مشغلہ ہے۔ قابلِ تحسین بات یہ ہے کہ اپنے ذوق سخن کو موصوف صرف حمد باری تعالیٰ، نعتِ رسول اور اولیا اللہ کی منقبتوں کے لیے مخصوص کر دیا ہے۔ جیسا کہ اپنے ایک شعر میں کہتے ہیں ؎

میری تحریر کے سالمؔ یہی عنواں ہیں فقط ؛ حمد اللہ کی، نعت نبی، قصیدۂ پیر

خصوصاً ان کو حضرت سیدنا غوثِ اعظم پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے والہانہ عقیدت ہے چنانچہ غوثِ پاک کی شان میں بڑی مرصع منقبتیں کہی ہیں۔ میرے پیر و مرشد جگر گوشہ غوث الثقلین حضرت پیر سید نجم الدین رحمۃ اللہ علیہ

شان میں فرماتے ہیں

محی الدین کی آنکھوں کا تارا پیر نجم الدین
جمالِ پنجتن کا اک نظارہ پیر نجم الدین!

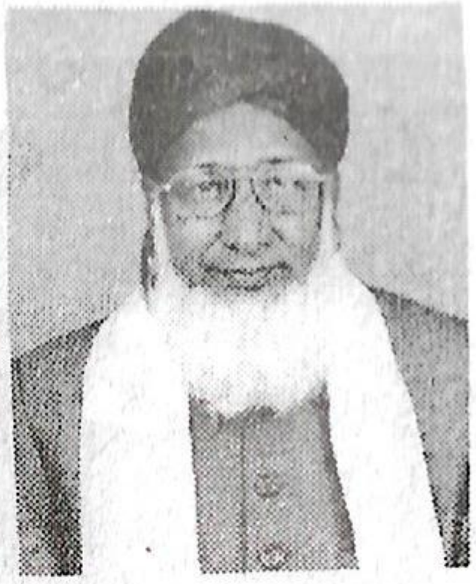
ان کے اشعار یقیناً وارداتِ قلبی کا نتیجہ ہیں جن پر کیف و تجلی اور حضوری کی فضاء چھائی نظر آتی ہے۔ بہت ہی آسان لفظوں میں بڑی ہی سادگی کے ساتھ فکر کی بلند پروازیاں، عشق و عقیدت کی وارفتگیاں اور پیرانِ عظام سے نسبت کی اثر انگیزیاں اشعار سے جھلکتے ہیں، جس سے قارئین کے قلوب عشقِ حقیقی کی عمیق وادیوں میں محو ہو کر غور و فکر میں ڈوب جاتے ہیں۔

یہ بڑی مسرت کی بات ہے کہ موصوف کے کلام کو زیورِ طباعت سے آراستہ کیا جا رہا ہے اور اس سے ہونے والی آمدنی سے دینی مضامین کی نشر و اشاعت کا کام جاری رکھنے کا منصوبہ ہے۔

میری دُعا ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ ان کے کلام کو مقبولیت کا شرف عطا کرے، آمین!

مُحَمَّد ابراہیم الخلیل
صدر الگیلانی عالمی سوسائٹی

تاثر!



عالی متنزلت پیر طریقت خواجہ سید ابراہیم شاہ قادری الچشتی یمنی
بندہ نوازی عفی عنہ
(صاحب قدیری)
جانشین قدیر آستانہ قدیری ہلکٹہ شریف،
ضلع گلبرگہ شریف (واڑی)

۷۸۶
۹۲

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم ؐ

برادر طریقت محترم المقام مولوی شیخ سالم صاحب باوزیر قادری کا مجموعۂ کلام "مکاشفاتِ سالم" "نوائے سرمدی" نظر سے گزرا۔ ماشاءاللہ ہر کلام فن اور فنکار کا آئینہ دار ہے، دراصل حُبِّ نبوی اصل زندگی ہے۔ عشق رسولؐ کو نسبت کی راہ سے اپنانا ہی مومن کی معراج ہے، بحمداللہ یہ کیفیت کلامِ سالم کی خصوصیت ہے۔

سالم شعور علم و ادب کی بہار ہیں
فیضانِ غوث و چشت کے آئینہ دار ہیں

فیضانِ غوثیت و فیضانِ خواجگان سے جناب سالم مشرف ہیں۔
دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ بزرگانِ ملت کے صدقہ و طفیل سے سالم صاحب کے کلام کو مقبولیت عطا ہو، آمین۔

الٰہی حضرتِ سالم کو شادابی میسر ہو!
نوائے سرمدی کی دھوم ہو سارے زمانے میں

دعا گو خاکپائے خیر و قدیر
جانشینِ قدیر خواجہ سید ابراہیم شاہ قادری الچشتی یمنی بندہ نوازی عفی عنہ
آستانہ قدیری، ہلکٹہ شریف



تعارف

مکرم و معظم حضرت میر احمد علیخان سامسؔ

صاحبزادہ و جانشین میر نجف علی خان مہاجر مدینہ و

خادم النبی خلیفۂ سید احمد شرف الدین آفندی کلیدار

روضۂ غوثِ اعظم، بغداد شریف

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہٖ الکریم سید المرسلین، وآلہٖ الطاہرین واصحابہٖ المکرمین، رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ امابعد۔ میں فقیر و حقیر میر احمد علیخان سامس (سگِ آستانہ محبوب سبحانی) سابق جاگیردار جیونگی ضلع گلبرگہ شریف، سلسلہ بہاریہ میں اپنے محترم پدر نواب میر نجف علیخاں قادری و مہاجر و خادم النبی (اندرون حجرۂ سعادہ) سے غلامی حاصل کیا بعد ازاں حضرت سید عبدالرحمٰن نقیب الاشرافؒ سے غلامی و خلافت حاصل کیا۔ پھر حضرت سید احمد شرف الدین آفندی کلیدار بارگاہِ غوثیہ نے اندرونِ جالی مبارک لیجاکر ضریح پاک کے پاس اپنی غلامی و خلافت سے مفتخر و سرفراز فرمایا۔ برخوردار شیخ سالم بن صالح باوزیر قادری کو میں ان کے بچپن سے جانتا ہوں جو بمقام نجفی باغ حالیہ مکان نمبر 5-2-17، موقوعہ چھاؤنی نادِ علی بیگ یاقوت پورہ حیدرآباد اے پی میں پیدا ہوئے یہ میرے پیر بھائی، اتالیق و جاں نثار وفادار، دیانت دار، فرشتہ صفت، خدا رسیدہ، نیک صفات اور میرے مختارِ عام و معتمد شیخ صالح باوزیر مرحوم کے فرزند اکبر ہیں، بچپن ہی سے خوددار، سنجیدہ مزاج، کم سخن، سعادت مند، نیک خو، رقیق القلب، حساس و مفکر و ہمدرد واقع ہوئے ہیں چنچل گوڑہ ہائی اسکول سے انٹر پاس کرنے کے بعد دفتر بلدیہ میں ملازمت

اختیار کرلی۔ ملازمت کے ساتھ ساتھ دو سال اردو آرٹس کالج میں، بی اے میں زیرِ تعلیم رہے لیکن پریشان کُن حالات کی بنا، پر تعلیم جاری نہ رکھ سکے، ابتدا سے ہی مذہبی لگاؤ صوفیانہ رنگ ان پر غالب تھا ۱۹۶۴ء میں اُن کی شادی سید عبدالرزاق صاحب شطاری مرحوم کی اکلوتی صاحبزادی سے ہوئی سادات و مشائخ گھرانے کی دامادی نے ان کے رنگ کو اور نکھارا، اور شیخین احمد صاحب شطاری کاملؒ کی صحبتوں نے اہلِ سخن کی صف میں کھڑا کر دیا ان کے کلام میں حضرتِ کاملؒ کی چھاپ نظر آتی ہے حیرت کی بات یہ ہے کہ کسی استاد سے تلمذ کئے بغیر اتنی بہتر اور پختہ شاعری کرتے ہیں کہ جس کا جواب نہیں۔

اینِ سعادت بزورِ بازو نیست ؛ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ!

وہ خود کہتے ہیں کہ میں شاعر نہیں ہوں، بلکہ میرے دِلی جذبات و کیفیات، قلبی واردات اشعار کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں، فنی اور ادبی اعتبار سے غلطیاں و خامیاں ہونا ممکنات سے ہے۔ جس کے وہ مُعترف بھی ہیں بقول کہ ؎

شعر می گویم بہ از آبِ حیات ؛ من نہ دانم فاعلاتن فاعلات

بحیثیت مجموعی ان کا کلام عشقِ رسولؐ اور اولیا اللہ سے عقیدت سے بھرپور ہے جو دل و دماغ کو متاثر کر دیتا ہے سماع کی محفلوں میں اکثر ان کا کلام گایا، سنایا، جاتا ہے۔ اور سامعین پر وجدانی کیفیتیں طاری کر دیتا ہے۔ سچ ہے "جو بات دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے"۔ جیسے کہ شمع خود جل کر ماحول کو منور کر دیتی ہے

میں یہ بات واضح کر دیتا ہوں کہ ۱۹۷۴ء میں، میرے پیٹ کا آپریشن ہوا موت وحیات کی کشمکش کے دوران یہ خیال آیا کہ میرے بعد میرے حاصل کردہ، علوم و سلاسل کو کون جاری رکھ سکے گا؟ ان تخیلات کے درمیان سالم میاں کی تصویر میری آنکھوں کے سامنے آگئی (یا غیب سے لائی گئی) یہ اللہ تعالیٰ کی

جانب سے میرے لیئے واضح اشارہ تھا۔ جوں ہی ذرا طبیعت سنبھلی میں نے دواخانہ عثمانیہ ہی میں اپنی بیوی اور اکلوتے لڑکے میر بہار علی خان نجفی کے رُوبرو شیخ سالم بُار باوزیر طول عمرہٗ کو اپنا خلیفہ گردانے کا اعلان کر دیا۔ بعد رسمِ دستار بندی واجرائی سند کی تقریب انجام دی گئی۔ ظاہر ہے اللہ تبارک تعالیٰ نے انھیں اپنے افضال و انعامات کیلیئے منتخب فرمالیا ہے۔ اور صاحب عزت و صاحب طریقت و ہر دلعزیز بنا دیا ہے اللّٰھم زدفزد۔ بارگاہِ غوثیہ میں مقبولیت کی واضح دلیل یہ ہے کہ ۱۹۸۵ء میں الگیلانی عالمی سوسائٹی نے اپنے شاخ حلقۂ یاقوت پورہ کا انھیں صدر منتخب کیا جس کے زیرِ اہتمام ہر اتوار کو درس و تدریس ذکر و اشغال کی محفلیں پابندی سے منعقد ہوتی ہیں۔ اور لوگ فیضیاب ہوئے ہیں۔ بقول سالم طولعمرہٗ

ہو عطا سالم کو کچھ ایسا مقام ❊ قادری کہنے لگے دنیا تمام

فیض کا دریا بنے یہ بھی غلام ❊ لو میرا محبوب سبحانی سلام

اللہ تبارک تعالیٰ بہ طفیل پنجتن پاک و پیرانِ عظام، سالم طولعمرہٗ کی استدعا قبول فرمائے۔ اور ان کو مرکزِ فیضان بنائے۔ آمین

ایک خاص بات یہ ہے کہ انھوں نے قرآن مجید کے ساتٹ پاروں کا منظوم ترجمہ کیا ہے۔ جو بے انتہا آسان اور عام فہم الفاظ میں ہے۔ خدا کرے کہ یہ بھی منظرِ عام پر آجائے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ وہ اپنی بے انتہا مصروف زندگی میں ایسے عظیم کام انجام دے رہے ہیں اللہ تعالیٰ قبولیت اور دونوں جہان میں اجرِ عظیم سے نوازے۔ آمین

بڑی خوشی کی بات ہے کہ اِن کا حمدیہ، نعتیہ، و منقبتی کلام کا مجموعہ مکاشفاتِ سالمؔ کے نام سے طباعت کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ خصوصاً ان کے کلام میں جو قرآنی آیات کے حوالے ہیں وہ قابلِ تحسین ہیں، کہتے ہیں ؎

ہوئیں کیا فکر دنیا کی، ہیں کیا خوف عقبیٰ کا ؛ سہارا مل گیا "لا تقنطو من رحمۃ اللہ" کا

ایک جگہ امام ہمامؑ کی منقبت میں لکھتے ہیں۔

قربانئ ذبیح اللہ فدیناہ بذبح عظیم ؛ تکمیل پائی کربلا میں حضرتِ شبیر سے

اور عارفانہ انداز بھی خوب ہے۔ کہتے ہیں

اڑا کرتا ہوں چھت پر سے کہ لاہوتی پرندہ ہوں ؛ میری یہ طاقت پرواز کب دنیا سمجھتی ہے

ایک جگہ کہتے ہیں

زبان جوہری نے "قل" کہا جب توسری نوری و قلبی، روحی

ہر اک زباں ہو کے گویا مجھ کو خدا کی تسبیح سنا رہی ہے

اور نازک خیالی کا بھی جواب نہیں۔ کہتے ہیں ؎

کہیں زحمت نہ پابوسی سے ہو ان پائے نازک کو ؛ اسی خاطر میں ان کے نقشِ پا آنکھوں سے چوموں گا

ذرا دیکھو تو چشمِ یار کی دو پتلیوں میں بھی ؛ کہ کس انداز نازک منظری میں رقص کرتا ہوں

بہر حال ان کا کلام قارئین کیلئے ایک نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوگا۔ قلوب کو ایمان کی حلاوت اور روحوں کو عشق کی سرشاری سے معمور کرائے گا۔ بارالٰہا، تیرا یہ نود سالہ ضعیف گناہ گار، حقیر بندہ تیری بارگاہ میں دست بہ دعا ہے کہ شیخ سالم باوزیر کو اپنے محبوب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے تصرفات اور فیضان کا قاسم بنا دے۔ اور اپنے مقربوں میں شامل فرمالے۔ اور ان کے درجاتِ ظاہری و باطنی میں ترقی و بلندی عطا فرما۔ اور ان کے کلام کو مقبولیت عطا فرما۔ اور جان کی سلامتی عمر کی درازی صحت و عافیت کے ساتھ دونوں جہان میں شاد و آباد و بامراد رکھ، آمین برحمتک یا ارحم الراحمین وبجاہِ وحرمۃ حبیبک رحمۃ للعلمین وآلہ الطاہرین واصحابہ المکرمین وشیوخنا المعظمین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین۔ آمین۔ فقط

المرقوم: ۲۰ رجب المرجب ۱۴۰۸ھ میر احمد علیخاں ساسںؔ

تبصرہ

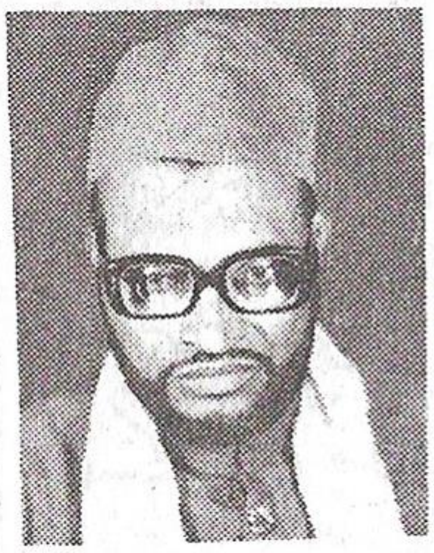
عالیجناب صوفی شاہ محمد سلطان شطاری قادری مخدومی (بی اے)
سجادہ نشین حضرت پیر کاملِ صوفی فیاض علی شاہ
شطاری قادری مخدومی نبی نگر تعلقہ اوٹنور ضلع عادل آباد

ادب کی تمام اصناف میں نعت اور منقبت سب سے مشکل اور نازک اصنافِ سخن ہیں اسمیں شدید احتیاط اور ادب کی پابندی انتہائی ضروری ہوتی ہے یہاں با ادب بانصیب بے ادب بے نصیب والی بات ہے اللہ نے جس ذاتِ گرامی کے لیے ساری کائنات کو وجود میں لایا اسی عالی مرتبت ہستی کے تذکرے کو نعت کہتے ہیں اور اصحابِ رسول و اولیا اللہ کے تعریف کو منقبت' باخدا دیوانہ باشد با محمد ہشیار والی منزل ہے ۔ چونکہ حب رسول عین ایمان و متاعِ نجات ہے اس لیے ہر مومن کا فرض ہے کہ اپنے نبی کریم کی مدح و ثناء کرے' میری دعا ہے کہ ؎ جب تک بھی زندگی کا میری سلسلہ رہے

ذکرِ رسول پاک کا بس مشغلہ رہے

یہ خدا کا حکم اور اسکی سنّت ہے ۔ چاہے نثر ہو کہ شاعری ہیں ۔ اشعار میں بہ نسبت نثر کے تیزی' لوچ گیری و گہرائی زیادہ ہوتی ہے جو سامعین کو بے انتہا متاثر و مسرور کر دیتی ہے ۔ اگر شاعر صاحب دل ہو تو اشعار کی معنویت اور بڑھ جاتی ہے ۔ محترم جناب شیخ سالم با وزیر قادری صاحب کی شخصیت کا شمار احید آباد کے ایسے ہی چند گنے چنے شعراء میں ہوتا ہے جو کہ بہترین نعت گو ہیں' آپ نے اپنے کلام سے شمع محمدی کے پروانوں کے دلوں میں ایمان کی حرارت پیدا کر دی ہے ۔ موصوف سلسلہ قادریہ و چشتیہ کی جانی مانی شخصیت ہیں' اور شعری روایت' فکر سے ہم آہنگ ہو کر انھیں اس طرح ملی ہے کہ اب وراثت معلوم ہوتی ہے ۔

اظہار حقیقت



محترم مولوی غلام مصطفیٰ قادری چشتی سیفی
جانشین حضرت پیر محمد علی شیدا رحمۃ اللہ علیہ حیدرآباد

۲۸۶

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ھو المعین

بڑی خوشی کی بات ہے کہ میرے مخلص دوست جناب شیخ سالم صاحب وارث قادری کے کلام کی طباعت ہو رہی ہے جو انمول رتن ہیں، میری دیرینہ خواہش پوری ہو رہی ہے موصوف کو میں ایک عرصۂ دراز سے بخوبی جانتا ہوں وہ ایک صوفی منش، عاشق رسولؐ، حضرت غوث پاکؓ کے فدائی حضرت خواجہ اعظم کے شیدائی ہیں۔ انکی شاعری درحقیقت ان کے قلبی واردات وجذبات کا اظہار ہے عشق ومحبت کی چاشنی نسبت وعقیدت کی سرشاری اور اسرار و رموز سے بھرپور رہے شاعر کا کلام ہی شاعر کی شخصیت کا آئینہ دار ہوتا ہے، قارئین خود ہی ان کے اشعار سے اندازہ لگا لیں گے کہ یہ کس رنگ کا شاعر اور کس رنگ کے بزرگ ہیں۔ اکثر سماع کی محفلوں میں ان کا ایسا تصور رہتا ہے، بعض اوقات کیفیت کے عالم میں فی البدیہہ اشعار موزوں کر دیتے ہیں جس سے اہل محفل محظوظ و مسرور ہو جاتے ہیں ان کی یہ منقبت "یہ تو میرا نصیبہ کہ میں جو بکی" نہ صرف حیدرآباد کی کئی محفلوں میں بلکہ اورنگ آباد، گلبرگہ شریف، اجمیر شریف اور دیگر بارگاہوں پر اکثر قوال حضرات سنا کر سماں باندھ دیتے ہیں۔ یقیناً ایک عاشق کے سینے میں جب آتش عشق بھڑک اٹھتی ہے تو اس کے احساسات خود بخود الفاظ کے جامہ ظاہر ہوتے ہیں۔ یہاں تو عشق ر

رسول کی بات ہے ان کا یہ شعر ایک ٹھوس حقیقت پر مبنی ہے ؎

جلا کر جو ہستی کو گلزار کر دے ۔:۔ وہ عشقِ محمد کی چنگاریاں ہیں،

ایک مرتبہ اجمیر شریف میں عرس کے موقعہ پر بالکل درگاہ شریف کے رُوبرُو ان کے اس شعر نے تو ایک عجیب سی کیفیت طاری کر دی

؎ نکل آئیں گے وہ گھر سے تماشہ دیکھنے میرا ۔:۔ اسی امید پر انکی گلی میں رقص کرتا ہوں

اور کئی محفلوں میں اس شعر پر عاشقوں کا وجد و رقص میں نے دیکھا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک عاشق کے دِل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی بات ہے تب ہی تو تیر ہدف، کا کام کر جاتی ہے۔ میں تو یہ کہوں گا کہ سالم صاحب کی ہستی سرتا پا عشق ہی عشق ہے۔ اور ان کا ہر شعر ان کے دِل و ضمیر کی آواز ہے۔

اِن کے کلام سے متاثر ہو کر میں نے بھی چار مصرعے دادِ تحسین میں کہے ہیں ؎

رنگ عاشقانہ ہے مزعارفانہ ہے جذبۂ عقیدت بھی خوب والہانہ ہے

مکاشفاتِ سالم کو پڑھ کے سیفؔ کہتا ہوں یہ تو دین و ایماں کا بے بہا خزانہ ہے

آخر میں، میں خدائے قدوس سے دُعا کرتا ہوں کہ جو شجرۂ خلافت سالم صاحب کو ملا ہے اس کے طفیل میں ان کے کلام کو مقبولیت کا شرف عطا فرمائے اور قارئین کے دِلوں میں بھی اللہ اور اس کے رسول کی سچی محبت پیدا ہو۔ سالم صاحب کی یہ دیرینہ خواہش بھی پوری ہو جائے جیسا کہ ان کے یہ شعر سے ظاہر ہے

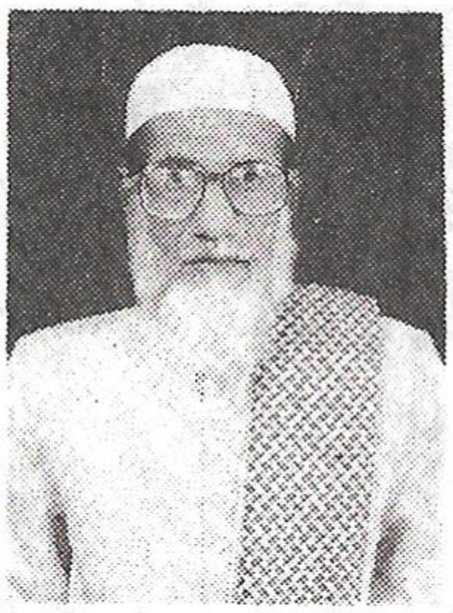
تھی بڑی آس مجھکو اب کے برس آئیگا مورے بلما کو مجھ پہ ترس

ہائے بیتن لاگے برس یہ بھی مو ہے سجنا نا ہی، بلاوت ہے

خاکپائے اولیا فقیر و حقیر!

غلام محمد مصطفےٰ قادری چشتی سیفؔ جانشین حضرت پیر شیدا رح

قدیم عیدگاہ ساون پیٹھ، حیدرآباد (اے پی)



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ حال!

الحمد للہ الذی نور قلوب المومنین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین!

معزز ناظرین کرام :-

السلام علیکم رحمۃ اللہ - اما بعد اس حقیر و فقیر شیخ سالم باوزیر قادری کا اولین فرض یہ ہے کہ اپنے ان بزرگوں کو نذرانۂ عقیدت پیش کرے جن کے تصرفات اور فیضان سے مستفید ہوا۔ جن میں پہلی شخصیت خود میرے اپنے والدِ محترم مرحوم شیخ صالح باوزیر قادری کی ہے جو ایک فقیر منش، عاشقِ رسول تھے، جن کی تربیت، محبت و شفقت نے مجھے اس رنگ میں رنگ دیا۔ وہ مجھے بچپن ہی سے اکثر دینی مجالس و بزرگانِ دین کی بارگاہوں پر اپنے ساتھ لیے حاضر ہوتے تھے جو کچھ میری اپنی حسنِ عقیدت ہے ان ہی کی دین ہے دوسرے میرے پیر و مرشد حضرت سید محمد بادشاہ حسینی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کے ظاہری و باطنی تعلیمات و فیضان کی بدولت یہ ذرّہ صفت سالم اپنے آپ میں آفتاب پاتا ہے۔ تیسرے میرے اپنے چچا خسر حضرت سید شیخن احمد شطاری کامل رحمۃ اللہ علیہ جو ایک عالمگیر صوفی شاعر، شیخ کامل، پیرِ طریقت تھے۔ جن کا تعارف سورج کو چراغ دکھانے کے مماثل ہے۔ اس ناچیز کو اکثر ان کے ساتھ سماع کی محفلوں میں شرکت کا شرف حاصل رہا ہے۔ درحقیقت ان ہی کی صحبتوں اور ان ہی کے کلام کے تاثرات کا

نتیجہ ہے کہ مجھ بے علم و بے ہنر کو اپنی اہلیت کے موافق شعر گوئی میں مبتلا کر دیا لیکن یہ میری کم نصیبی ہے کہ اپنے احساسِ کمتری اور کم علمی کی وجہ ان سے اپنے کلام کی اِصلاح لینے کی جُرات نہ کرسکا۔ چوتھے میرے ایک اور چچا خسر حضرت سید محمد فخر الحسن الجیلی الکلیمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو حضرت شیخ کلیم اللہ شاہ جہاں آبادی کے صاحبزادوں میں سے ایک پیرِ کامل تھے۔ جن کی باسعادت صحبتوں نے عاشقانہ مزاج، کیف و سرور کی کیفیت کا حامل بنا دیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان ذواتِ قدسیہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مدارج عطا فرمائے۔ آمین

الحمد اللہ میرے پیر ثانی حضرت میر احمد علی خاں سالمؔ جو سلسلۂ بہاریہ کے خلیفہ حضرت خادم النبی میر نجف علی خاں کے صاحبزادے و جانشین اور نقیب الاشراف سید عبدالرحمٰن قادری و سید احمد شرف الدین قادری کلید دار روضۂ غوث الثقلین (بغداد شریف) کے خلیفہ ہیں اس ادنیٰ غلامِ غوث کو اپنا خلیفہ بنایا۔ جن کی عمر شریف ۹۰ برس ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحت عطا فرمائے اور دیرپا ہمارے سروں پر سلامت رکھے اور اللہ تعالیٰ میرے پیر زادہ حضرت سید حبیب عمر حسینی قادری صاحب قبلہ کو بھی صحت و عافیت کے ساتھ دیرپا سلامت باکرامت رکھے جن کی نظرِ عنایت اس حقیر کے لیے خاص ہے۔ ان ہی بزرگوں نے احقر کو شرابِ شوق و مئے عشق پلا کر مستانہ و دیوانہ بنا دیا ہے۔ حضرات یہ ایک دیوانے کا کلام ہے، شاعر کا نہیں۔ شاعر کہلانے کا حق تو اسی کو حاصل ہے جو فنِ شاعری سیکھے اور کسی استادِ سخن سے تلمذ حاصل کرے جو باعثِ فخر بھی ہوتا ہے۔ میری اپنی بے انتہا مصروف زندگی نے اتنی فرصت ہی نہ دی کہ کسی استاد کے آگے زانوئے ادب تہہ کروں۔ اور یہ بات بھی ہے کہ اس دور کے شعرا کرام کی مزاج سے اپنی مزاج میل نہ کھا سکی۔ شعراء حضرات کی خدمت میں ملتمس

ہوں کہ وہ میرے کلام کو فنِ شاعری کے معیار پہ نہ جانچیں اور نہ تنقیدی نظر سے مطالعہ فرمائیں۔ ہوسکتا ہے کہ ادب اور فنی اعتبار سے بے شمار غلطیاں ہونگی براہِ کرم نظر انداز و درگذر فرماتے ہوئے اظہارِ کیفیات پر توجہ فرمائیں۔ میں نے اپنے چاہنے والوں کے اصرار پر اپنے اس مجموعہ کلام کو شائع کرنے کی جراءت کر رہا ہوں یہ میری شاعری نہیں بلکہ اپنے احساسات و جذبات کا اظہار ہے۔ میں اپنے اس مجموعہ کلام کو دو باب، دو عنوانات کیساتھ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ ایک مکاشفاتِ سالم جو اللہ تبارک تعالیٰ کی حمد وثناء رسولِ کریم کی نعتیں اور سیدّنا غوث اعظم و خواجہ اعظم رضی اللہ عنھما اور دیگر اولیا اللہ کی منقبتوں پر مشتمل ہے اور دوسرا حصہ نوائے سرمدی جو ایک طویل نعت شریف ہے جسمیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ پر مختصر و جامع انداز میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کیا ہوں اور یہ کہوں گا کہ ہر ایک مسلمان کو کم از کم اپنے رسول مکرم سے متعلق ایسے ضروری معلومات رکھنے ضروری ہیں جو میں نے نوائے سرمدی میں بیان کئے ہیں۔

آخر میں میں ان تمام حضرات کا تہہ دل سے شکر گذار اور ان کے حق میں دعاگو ہوں جنھوں نے دامے درمے سخنے تعاون فرمایا اور خاص طور پر ان حضرات کا مشکور ہوں جنھوں نے اپنے تاثرات کا اظہار فرماکر اس حقیر و فقیر کا حوصلہ بڑھایا۔ بالخصوص مولانا رشید پاشاہ صاحب قبلہ مدظلہ عالی امیر جامعہ نظامیہ کا بے انتہا ممنون اور احسان مند ہوں کہ وہ اپنی پیرانہ سالی اور گوناگوں مصروفیات کے باوجود ایک ایک لفظ کا مطالعہ فرماکر تصحیح فرمائی اللہ جل شانہ ان تمام کو ہر دو جہاں میں اجرِ عظیم سے نوازے

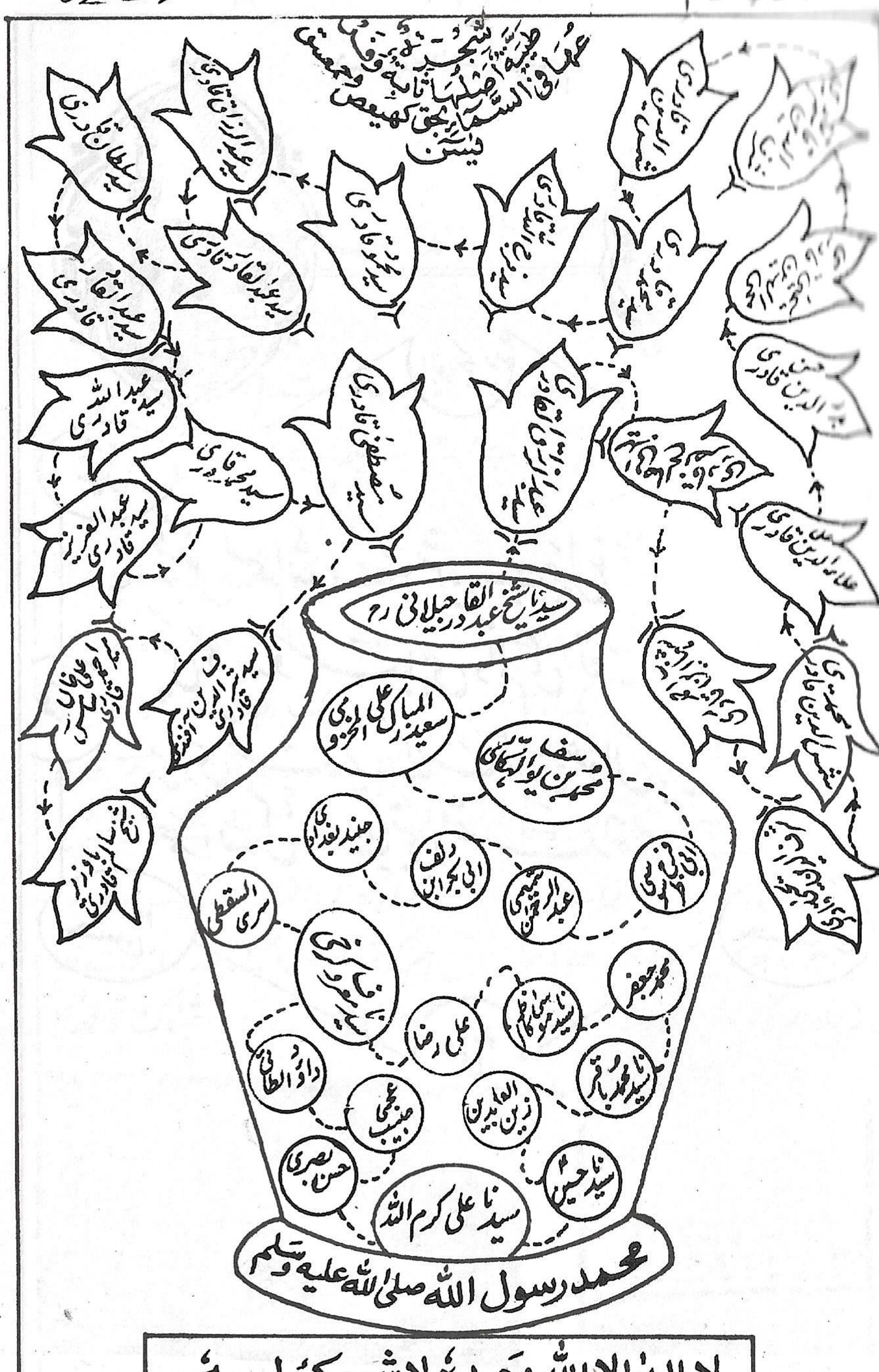
ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم ؕ

انتساب

میری والدۂ محترمہ کے نام جن کی دلی تمنا تھی کہ جلد از جلد اس مجموعہ کلام کی طباعت ہو جائے جس کی سعی جاری ہی تھی کہ وہ رحلت فرما گئیں۔ جن کی تاریخِ وفات حسبِ ذیل رباعی میں ملاحظہ فرمائیں۔

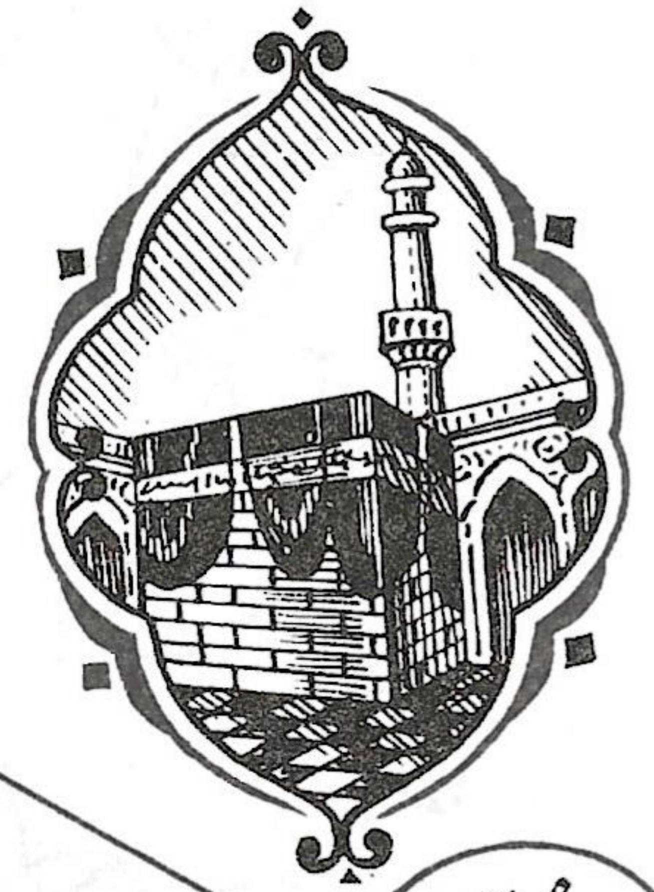
مجھ کو لحد میں پہلی رات، ملی مبارک شبِ برات
یہاں برستی ہے دن رات، نور و رحمت کی برسات
تیرا ۱۳ شعبان یوم جمعہ، ہجری سن چودہ سو آٹھ
بعد از مغرب، پائی وفات، مادرِ سالمؔ ام الحسنات

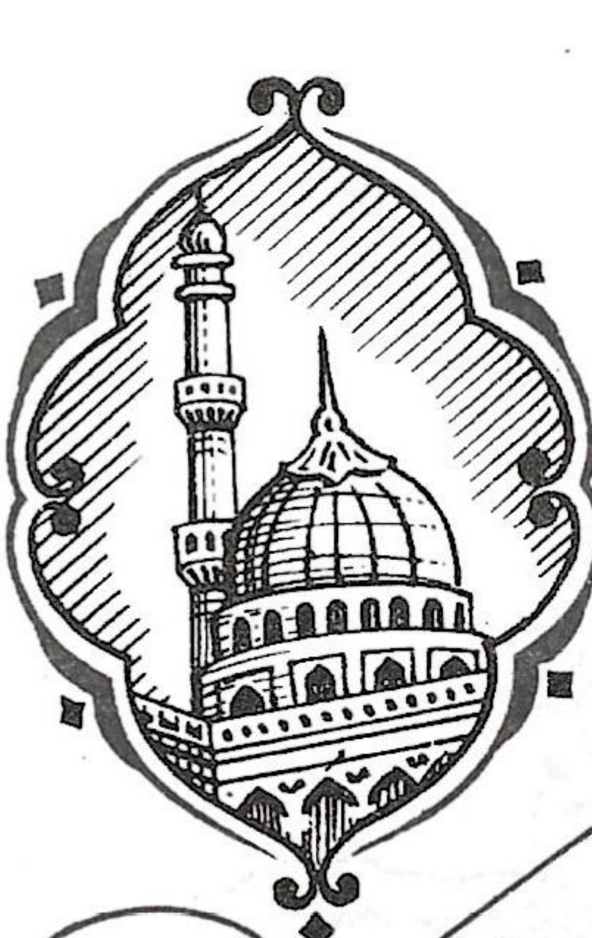
اور ان ذواتِ قدسیہ کے نام جن کا میں نے اپنے عرض حال میں تذکرہ کیا ہے انتساب کرتا ہوں



لا الہٗ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم





ابوبکرؓ

محمدؐ

فاطمہ

فیضِ بسم اللہ سے روشن ہے چراغِ تحریر
چمکی کاغذ و سیاہی و قلم کی تقدیر
میری تحریر کے سالکؔ یہی عنواں ہیں فقط
حمدِ اللہ کی، نعتِ نبی، قصیدۂ پیر

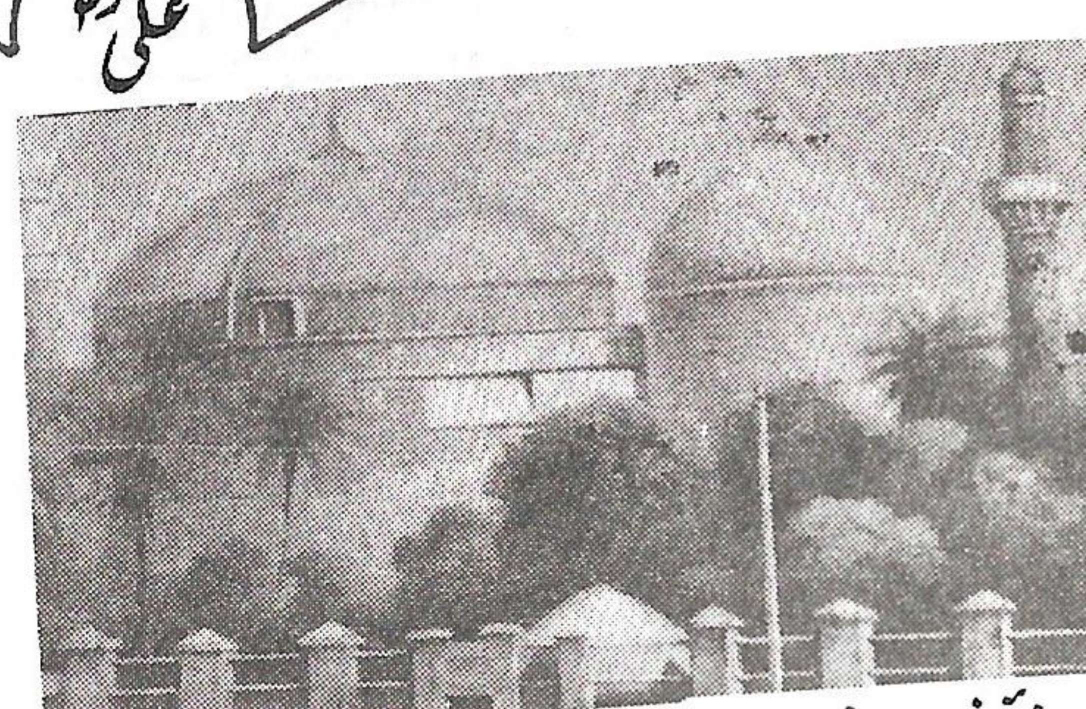
عثمانؓ

عمرؓ

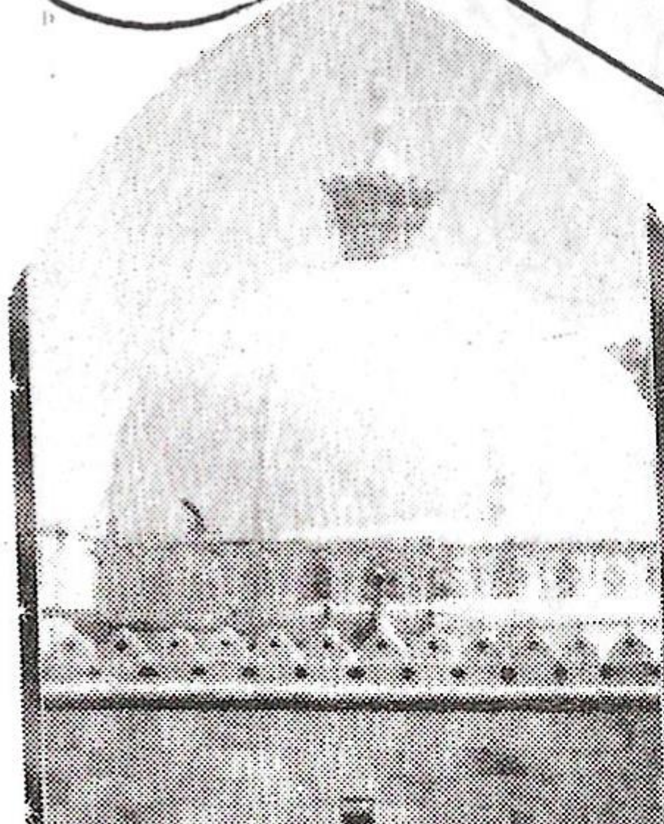
حسینؑ

حسنؑ

علیؓ



روضۂ غریب نوازؒ اجمیر شریف



روضۂ غوث الاعظم بغداد شریف

افضل الدعا

میں نام سے اللہ کے کرتا ہوں ابتدا
بے حد جو مہربان ہے، رحیم ہے بڑا

تعریف ہے تمام تر اللہ کو زیبا، ہے مدح کے لائق وہی وہ شان میں یکتا
پروردگار سارے عوالم کا ہے خدا، بے حد جو مہربان ہے رحیم ہے بڑا
ہے آخرت کے دِن کا وہی ایک بادشاہ، قادر ہے نیک و بد کی سزا اور جزا کا
کرتے ہیں صِرف ہم تو عبادت تیری خدا، تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں اے میرے مولیٰ
جو تجھ کو ہے پسند سیدھا راستہ دکھا، خوشنودی تیری جس میں ہے وہ راستہ چلا
جس راہ میں بندوں پہ ہوا فضل ہے تیرا، جس رَاہ میں اِنعام سے تو اپنے نوازا
یارَب قبول ہو کہ یہ ہے تجھ سے اِلتجا، ہم کو شریک کر انھیں بندوں میں اے خدا
الٰہی نہ چلا ہم کو وہ گمراہی کا رستہ، جس راہ میں بندوں پہ غضبناک تو ہوا

منہ پھیر دے اس راہِ تباہی سے ہمارا
کافی ہے تیری ذات کا بس ایک سہارا

نعتِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم

مِراۃِ[1] حسنِ ذات ہے صورت رسول کی
کُل احسنِ صفات ہے سیرت رسول کی
نعتِ رسولِ پاک ہے، ہر آیتِ قرآن
ظاہر کہیں باطن کہیں مدحت رسول کی
زیبائشِ طٰہٰ کہوں یا زینتِ یٰسٓ
للہ رے یہ شان یہ عظمت رسول کی
"لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ"[2] کہا ہے
پھر تو خدا ہی جانے حقیقت رسول کی
چاہتے ہو اگر تم سے محبت کرے خدا!
لازم ہے کیجے جاؤ اطاعت رسول کی
مرنے کے بعد قبر میں پہچاننا ہوگا
دیکھو اسی حیات میں صورت رسول کی
خلقت تمام حشر میں حسرت سے تکے گی
کس شان کی ہے دیکھیے اُمت رسول کی

۱۔ آئینہ، ۲۔ ہم نے یہ کائنات آپ ہی کی خاطر بنائی ہے۔

بوذرؓ، بلالؓ، سلمانؓ، بوبکرؓ، عمرؓ، عثماںؓ
حیدرؓ، اُویسؓ، جانے محبّت رسُول کی
سالمؔ نبی کی مدح میں محسوس یوں ہوا
ہے نعت کی صورت میں معیّت رسول کی

○

جلوۂ گنجِ خفی صلی اللہ علیہ وسلم

مظہرِ گنجِ خفی[1] نور کا جلوہ دیکھو — پیکرِ حسنِ اَتم، حق کا سراپا دیکھو
مرحبا صلِ علیٰ از ظہورِ نورِ نبی — ظلمتِ دہر میں ہر سمت اُجالا دیکھو

جس کا سایہ نہیں انسان نرالا دیکھو — رُو کے پٹکہ نہ کر، نور کا ہالہ دیکھو
پیکرِ نور ہے یہ، نورٌ علیٰ نور ہے یہ — شاہِ لولاک کا یہ قامتِ زیبا دیکھو

ہے یہ قرآنِ محمّد کا قصیدہ دیکھو — زینتِ یٰسین زیبائشِ طٰہٰ دیکھو
"والضحیٰ"[2] اور ہے "والشمس"[3] کی تفسیر یہی — دیکھو دیکھو میرے سرکار کا چہرہ دیکھو

قربِ محبوبُ محبّ "دنیٰ فتدلّٰی"[4] دیکھو — منظرِ "قابَ قوسین" ابرُوے والا دیکھو
چشم "مازاغ" کا اندازِ "ماطغیٰ" دیکھو — دیکھو موسیٰ یہ ذرا شانِ مصطفیٰ دیکھو

۱۔ پوشیدہ خزانہ۔ ۲ قسم ہے صبح کی۔ ۳ قسم ہے سورج کی۔ ۴۔ قریب اور قریب

رفعتِ ذکرِ نبی بالا سے بالا دیکھو　　بزمِ کونین میں ہر آن مقالہ دیکھو
حرمتِ مصطفوی "لاترفعوا" سے ہے ظاہر　　شانِ محبوبِ خدا عظمتِ اعلیٰ دیکھو

ثنائے حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم

صاحبِ "لولاک" ہو تم، زینتِ کونین ہو
میرے دل کا چین ہو تم، تم ہی نورِ عین ہو

آپ کی بے سائگی سے مِل گیا واضح ثبوت
نورِ ذاتِ کبریا ہو، یعنے نورِ عین ہو

والضحیٰ، والشمس، گویا آپ کے رخسار ہیں
منبعِ انوار ہو تم، رونقِ دارین ہو

آیتِ "واللیل" کی تفسیر گیسو آپ کے
کیوں نہ پھر ہم کو بھلا ہر شب میسّر چین ہو

یا شفیع المذنبین، یا رحمۃ للعالمین
ہم غلاموں کو عطا کچھ صدقہ حسنین ہو

میں تڑپتا ہوں غمِ فرقت میں آقا دیکھئے
اک نظر بہرِ خدا، یا سیّدِ کونین ہو

یا رسول اللہ، مری اب سجدہ گاہ ہی کے لیے
میری نظروں میں تمہارے ابروئے قوسین ہو

چاہتا ہوں زندگی میں اور مر کر بھی یہی
میرے رہنے کا ٹھکانہ آپ کے پائین ہو

تو خدا ہے جب کہ سالم مدح خوانِ مصطفیٰ
کیا ادا تجھ سے ثنائے سید کونین ہو

رُباعی

محمد مصطفیٰ سے ہم نے پہچانا خدا کو
خدا سے ہم نے پہچانا محمد مصطفیٰ کو
یہ باہم ایک کا اک آئینہ ہے دیکھو سالم
خدا کو اس نے دیکھا جس نے دیکھا مصطفیٰ کو

ثنائے سلطانِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم

سلطانوں کے سلطان ہیں سلطانِ مدینہ
دونوں جہاں کی جان ہیں جانانِ مدینہ
ایمان کی دلیل ہے، طیبہ کی آرزو!
ہر اک دلِ مومن میں ہے ارمانِ مدینہ
ہے رشک جس پہ خلد کو، نازِ عرشِ بریں کو
کس شان کا ہے دیکھئے ایوانِ مدینہ
بزمِ حبیب میں ہے خدا خود ہی میزباں
اللہ کا مہمان ہے مہمانِ مدینہ
عشقِ نبی میں جو ہوئے مستانے، دیوانے
حاصل ہے بس ان ہی کو کچھ عرفانِ مدینہ

مخدومِ دو عالم ہے وہ اللہ کا محبوب
کیا پوچھتے ہو عظمتِ دربانِ مدینہ
برکات سے انوار سے، رحمت سے نوازو
جاری رہے سالم پہ بھی فیضانِ مدینہ

ثنائے غوث الوری رحمۃ اللہ علیہ

اے سراپا جلوۂ نورِ نبی
غوثِ اعظم قطبِ دوراں سیدی
اے کہ اولادِ حسن آلِ حسین،
نورِ قلبِ فاطمہ، جانِ علی،
آپ کی کیا شان ہو مجھ سے بیاں
آپ ہی کے زیرِ سایہ ہر ولی،
آپ سے نسبت، محبت آپکی
زندگی کا لطف شانِ بندگی
المدد یا غوثِ اعظم المدد
رات دن میرا وظیفہ ہے یہی،
شیئاً للہ از جمال روئے تو
اتنا ہو جائے کرم یا سیدی
گر خدا سے تم کہو اپنا مجھے
بالیقیں ہو جائیگی بخشش میری
چپ سے رضواں چھوڑ دیگا خلد میں
ہاں اگر ہو دستگیری آپ کی

مجھکو رکھنا آپ اپنے ساتھ ساتھ
موت ہے سالم کی، دوری آپ کی

ثناءِ غوث الورٰی رضی اللہ عنہ

غلامِ غلامانِ غوث الورٰی ہوں
دِل وجاں سے قربانِ غوث الورٰی ہوں

ملائک کو ہے رشک قسمت پہ میری
کہ خوش بخت دربانِ غوث الورٰی ہوں

ملی زندگانی کو اب جاودانی!
کہ کشتہ چشمانِ غوث الورٰی ہوں

میری عظمتوں کا بھلا پوچھنا کیا
محبِّ محبانِ غوث الورٰی ہوں

بگاڑیں گے کیا میرا یہ دنیا والے
مشرف بہ فیضانِ غوث الورٰی ہوں

بھلا آفتوں کا یہاں پر گذر کیا!
کہ میں زیرِ دامانِ غوث الورٰی ہوں

الٰہی مہک سے میری مہکے دنیا
گلابِ گلستانِ غوث الورٰی ہوں

ہے سالم کو اِس بات پر ناز بے حد
کہ ادنیٰ ثنا خوانِ غوث الورٰی ہوں

حمدِ باری تعالیٰ

فَاَیْنَمَا۱ سے ظاہر جلوہ ہے تیرا یا رب
خطرہ ہی میرے دِل کا، پردہ ہے تیرا یا رب

پنہاں ہے نگاہوں سے، احساس میں پیدا ہے
کیا خوب تماشے کا جلوہ ہے تیرا یا رب

خالق ہے تو ہی کُل کا، مالک ہے تو ہی کُل کا
کونین کی ہر شئے پر، قبضہ ہے تیرا یا رب

ظاہر ہے لطافت کی، صورت تو نہیں ہوتی
ہر شکل کثافت کی، پردہ ہے تیرا یا رب

میں اپنی جان ہی کو تیرا وجود جانوں
زندہ یہ تیرے دم سے، بندہ ہے تیرا یا رب

کیوں خود کو کہوں قطرہ جب واصِل دریا ہوں
کیا خوب "نحنُ اقرب"۲ مژدہ ہے تیرا یا رب

کرتا ہے نِت نئی تو، یاں جلوہ گری اپنی
نظّارہ یہاں ہر دم، تازہ ہے تیرا یا رب

تجھ ہی کو سجدے کرنا، تیری ہی دُھن میں رہنا
اِس سَر میں میرے ہر دم سودا ہے تیرا یا رب

۱- ہر طرف، ۲- قریب تر۔ (اللہ کا ارشاد ہے کہ میں تیری شہ رگ سے قریب تر ہوں)

ہے دوڑ بشر کی تو اس کے حدود ہی ہیں
جائے گا کہاں باہر، حلقہ ہے ترا یا رب
عاصی ہے بہت سالمؔ، تو کردے کرم اس پر
شرمندہ بہت تجھ سے بندہ ہے ترا یا رب

○

نعتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

ہر شئے ہے دو جہاں کی نورِ محمدی سے
روشن ہے میری ہستی انوارِ احمدی سے

معمور جن کے دل ہوں عشقِ محمدی سے
ہوں گے وہی مشرف افضالِ ایزدی سے

ہو بے نیاز کوئی، اپنی اگر خودی سے ....
وہ سرفراز ہوگا پیغامِ سرمدی سے

جانِ جہاں محمد، روحِ رواں محمد
تاباں ہیں سب مظاہر نورِ محمدی سے

لطف و کرم ہے سب پر، سرکارِ مدینہ کا
ہو منتہی سے کوئی یا کہ ہو مبتدی سے

جو اسوۂ حسنہ کا، ہو جائے مقتدی سے
محفوظ وہ رہے گا، ہر شر سے ہر بدی سے

پاتا ہے یہاں سائل، دونوں جہاں کی دولت
خالی کوئی نہ لوٹا، دربارِ احمدی سے

کیف سرور و مستی، طاری ہے یہاں سب پر
رحمت برس رہی ہے دربارِ ایزدی سے
فیضِ اتم نبی کا، جاری ہے مرشدی سے
سالم بھی سرخرو ہے، اکرام سیدی سے

مدحِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

طلوع ہو شمس تو "شمس الضحیٰ" کی بات کرو
قمر کو دیکھ کر "بدر الدجیٰ" کی بات کرو!
کہاں کہاں نہیں اس صاحبِ لولاک کا ذکر
کرو تو تم بھی اسی حق نما کی بات کرو
کسی کے عشق و محبت کی بات رہنے دو
کرو تو عشقِ رسولِ خدا کی بات کرو
فساد و فتنہ کی باتوں سے شر اُبھرتا ہے
کرو تو خیر کی خیر الوریٰ کی بات کرو
ڈراؤ مجھ کو نہ اے زاہد و جہنم سے
خدا کے فضل، شفیع الوریٰ کی بات کرو
زمین پہ رہ کے سنوں گا میں آسماں کی صدا
ستارو تم جو میرے مصطفیٰ کی بات کرو
فضول باتوں میں نہ وقت گنواؤ سالم
خدا کی اور حبیبِ خدا کی بات کرو

نعتِ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم

جو بھی رسولِ پاک کا ادنیٰ غلام ہے،
شاہوں پہ شاہی کرتا ہے مختارِ عام ہے
جاں مست ہوئی جاتی ہے، دِل جھوم رہا ہے
شاید کہ یہاں آمدِ خیرُ الانام ہے
چھائی ہوئی ہے دیکھیے رحمت کی گھٹائیں،
لگتا ہے فرشتوں کا یہاں اژدھام ہے
عشقِ رسولِ پاک میں اجو بھی فنا ہوا
اللہ کا ولی ہے وہ ذی احتشام ہے
نبیوں کے نائبین ہیں یہ اولیاء تمام
کونین میں ان کا بہت اعلیٰ مقام ہے
کیجیے کسی ولی کی نفی اور نہ نبی کی
اللہ کا قرآن میں اعلانِ عام ہے
بٹتی ہیں یہاں نعمتیں دونوں جہان کی،
فیضِ برہنہ شاہ زمانے میں عام ہے
دیجیے برہنہ شاہ کچھ صدقہ رسول کا
حقدار ہوں کہ قرب میں میرا قیام ہے
شیدا ہے اولیاءؒ فدائی رسول کا
سالم جو غوثِ پاک کا ادنیٰ غلام ہے

ثنائے خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم

وہ دیکھو آج میرے گھر، میرے سرکار آتے ہیں
محمد مصطفےٰ صلِ علیٰ تشریف لاتے ہیں
یہ عاصی پُرخطا پر بھی کرم ان کا ذرا دیکھو
وہ آتے ہیں میرے گھر رحمت و انوار چھاتے ہیں
خوشی پوچھو نہ میری ان کے آنے کی خبر سُن کر
غلامی ناز کرتی ہے میرے مُختار آتے ہیں
منور ہوگئی ہر شئے فقط ہے نُور کا عالم،
در و دیوار سارے گھر کے میرے جگمگاتے ہیں
میں بڑھ کر لوں بَلائیں اور صدقے میں اُتر جاؤں
تصدّق ان پہ جن پر دو جہاں قربان جاتے ہیں
بٹھا لوں دل میں سینے میں، جگر میں اور آنکھوں میں
میرے سرکار میری آج نَس نَس میں سماتے ہیں
جھکائے اپنی گردن دور رہا تھا بارِ عصیاں سے
شفاعت کا مجھے دے کر یقیں وُہ مسکراتے ہیں،
ذرا دیکھو تو سالم اب شبِ معراج کا منظر
خدا سے عرش پر ملنے میرے سرکار جاتے ہیں

منقبت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

یہ تو مُورا نصیبہ کہ میں جو بِکی، غوثِ اعظم کے ہاتھوں اے رِی سکی،
موَرے بھاگ جگے موری لاج رہی، غوثِ اعظم کے ہاتھوں اے رِی سکی

اللہ صاحب کی مجھ پر ہے کر پا بڑی، میں جو ختم الرسل کی ہوں اک امتی
پھر کرم پر کرم یہ کہ سونپی گئی غوثِ اعظم کے ہاتھوں اے رِی سکی

مُورے سنگ سنگ ہی رہتے ہیں غوث الوریٰ میں جہاں بھی رہی ہر گھڑی ہر جگہ
میں تو ہاتھوں کو اپنے تھمائے رہی غوثِ اعظم کے ہاتھوں اے رِی سکی،

دشمناں لاکھ چاہے بُرا ہو میرا میں بگڑ جاؤں ہر گز یہ ہو نہ سکا،
کیسے بگڑوں گی جب کہ سنواری گئی غوثِ اعظم کے ہاتھوں اے رِی سکی

غوثِ اعظم کے دَر کی بھکارن ہوں میں جگ میں مشہور ان کی پجارن ہوں میں
دین و دُنیا کی دَولت مجھے مِل گئی غوثِ اعظم کے ہاتھوں اے رِی سکی،

کیسے ساجن کی سلمیٰ سہاگن بنی سر پہ سلمیٰ کے ساجے چندریا ھری
تھی بُری سے بُری سو بھلی بن گئی، غوثِ اعظم کے ہاتھوں اے رِی سکی

سلام بحضورئ خواجۂ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ

قبول خواجۂ اعظم سلام ہوجائے
کہ تیرے چاہنے والوں میں نام ہوجائے

لقب غریب نواز آپ کا ہے یا خواجہ
ہم مفلسوں پہ خدارا انعام ہوجائے

دکن میں رہتے ہیں خواجہ تمہارے در کے فقیر
ادھر بھی چشمِ کرم فیضِ عام ہوجائے

یہی ہے آرزو ہر ایک کی میرے خواجہ
درِ حضور پہ حاضر غلام ہوجائے

پہنچ کے چشت نگر روضۂ خواجہ دیکھوں
الٰہی ایسا کوئی انتظام ہوجائے

رہے ہمیشہ نگاہوں میں آپ کا جلوہ
نصیب دید کی مستی مدام ہوجائے

عجب نرالی تیری شان ہے معین الدین
کہ جس پہ ڈالی نظر وہ نظام ہوجائے

نگاہِ لطف و کرم ہو تو آج بھی در سے
قطب، فرید، نصیر و نظام ہوجائے

یہ کیسی بات کہ خواجہ کی بزم میں رہ کر
میں بے درم ہوں میسر کچھ تو دام ہوجائے

ہوں میکدے میں تیرے ساقیا کہ سالم کو
عطا شرابِ ولایت کا جام ہوجائے

حمد نبیؐ ہے نعت نبیؐ !

بولو بولو گھڑی گھڑی، اللہ اللہ نبی نبی
کرو کرو بس ذکر یہی، اللہ اللہ نبی نبی

ڈنکا ڈنکا نفس نفس، پرزہ پرزہ عضو عضو
کرتے رہنا ذکر سبھی، اللہ اللہ، نبی نبی

لمحہ لمحہ، روز روز، ماہ و ماہ، برس برس
بیتے کہتے کہتے یہی، اللہ اللہ، نبی نبی

کوچہ کوچہ، گلی گلی، بستی بستی، شہر شہر
گونجتی ہے اک صدا یہی، اللہ اللہ نبی نبی

منظر منظر، نظر نظر، جلوہ جلوہ، اِدھر اُدھر
کس کی ہے یہ جلوہ گری، اللہ اللہ، نبی نبی

پتا پتا، شجر شجر، ڈالی ڈالی، چمن چمن
کرتے ہیں سب ذکرِ خفی، اللہ اللہ، نبی نبی

ملک ملک، جناں جناں، بشر بشر، چرند پرند
سب کی زبانوں پر ہے یہی، اللہ اللہ، نبی نبی

خواجہ خواجہ، قطب قطب، غوث اعظم، ولی ولی
سب کا وظیفہ ہے یہ دلی، اللہ اللہ، نبی نبی

بیٹھے بیٹھے، لیٹے ہوئے، چلتے پھرتے، کھڑے کھڑے
ہر دم رکھنا وِرد یہی، اللہ اللہ، نبی نبی !

رنگ نیا ہے ڈھنگ نیا، طور نیا، انداز نیا
حمد نبیؐ ہے نعت نبیؐ، اللہ اللہ، نبی نبی

یارو یارو، آؤ آؤ، بیٹھو بیٹھو، سُنو سُنو
سالم نے کیا بات کہی، اللہ اللہ، نبی نبی

جلوہ ہائے شوق

یار کی جلوہ گری چاہیئے نظروں کے لیئے
ہاں مگر تابِ نظر چاہیئے جلوؤں کے لیئے

آج عُشّاق ہیں مائل نماز پڑھنے کو
طاقِ ابروئے صنم چاہیئے سجدوں کے لیئے

ہو کے روشن وہی کرتے ہیں جہاں کو روشن
شمس کی پہلی کرن چاہیئے ذروں کے لیئے

آئیگا اور مزہ عشق کے مریضوں کو
مرہم آبِ نمک چاہیئے زخموں کے لیئے

اس کے جلوؤں کی نمائش ہے بہر سو لیکن
ذوقِ دیدار نظر چاہیئے جلوؤں کے لیئے

دور چلتا رہے جاری رہے ساقی کی عطا
اور کیا اِس کے سوا چاہیئے رِندوں کے لیئے

تنہا پینا نہیں سالم کو گوارا ساقی
دے مجھے اور، مجھے چاہیئے اپنوں کے لیئے

درود و سلام بر خیر الانام ﷺ

صلِّ علیٰ حبیبنا صلِّ علیٰ محمدٍ
صلِّ علیٰ شفیعنا صلِّ علیٰ محمدٍ

مظہرِ نورِ کبریا شمعِ بزمِ انبیاء
تم ہی تو ہو تم ہی تو ہو صلِّ علیٰ محمدٍ

بزمِ جہاں کی رونقیں ہیں جس کے دم سے رونما
تم ہی تو ہو تم ہی تو ہو صلِّ علیٰ محمدٍ

معراج کی شب عرش پر واصلِ حق جو ہو گیا
تم ہی تو ہو تم ہی تو ہو صلِّ علیٰ محمدٍ

شق القمر کا معجزہ جس نے ہمیں دکھا دیا
تم ہی تو ہو تم ہی تو ہو صلِّ علیٰ محمدٍ

حور و ملائک، انبیاء ہر ایک جس پہ ہے فدا
تم ہی تو ہو تم ہی تو ہو صلِّ علیٰ محمدٍ

جس پر درود اور سلام خالق کا اور خلق کا
تم ہی تو ہو تم ہی تو ہو صلِّ علیٰ محمدٍ

جس کی نہیں کوئی مثال ایسا نبی ہمیں ملا
تم ہی تو ہو تم ہی تو ہو صلِّ علیٰ محمدٍ

حاصلِ زندگی ہے کون، ہے کون میرا مدعا
تم ہی تو ہو تم ہی تو ہو صلِّ علیٰ محمدٍ

ہم عاصیوں کے واسطے محشر میں جو شفیع بنا
تم ہی تو ہو تم ہی تو ہو صلِّ علیٰ محمدٍ

سالمِ خستہ حال کا دونوں جہاں میں آسرا
تم ہی تو ہو تم ہی تو ہو صلِّ علیٰ محمدٍ

نعت رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم

مطلعِ نورِ خدا ہیں، وہ رسولِ عربی
سارے عالم کی ضیا ہیں وہ رسولِ عربی
کیا ہوا ہے کوئی، بے سایہ بشر دنیا میں
مظہرِ خاص خدا ہیں وہ رسولِ عربی
کیوں تڑپتے ہو غمِ ہجر میں عشاق چلو
درد کی اپنے دوا ہیں، وہ رسولِ عربی
عاصیو غم نہ کرو، ہم کو بخشوانے کو
شافعِ روزِ جزا ہیں، وہ رسولِ عربی
کونسی شئے میں نہیں نورِ محمدؐ کا ظہور
جا بجا جلوہ نما ہیں، وہ رسولِ عربی
ان کی قربت کا ہمہ احساس ہے کہ زندہ ہوں
کب کہاں مجھ سے جدا ہیں وہ رسولِ عربی
تجھ کو اب خوف کیا دنیا ہو کہ عقبیٰ سالم
تیرے حامی ہمہ جا ہیں، وہ رسولِ عربی

مدحِ پیرانِ پیر رحمۃ اللہ علیہ

ہے خاکِ آستانِ پیر جب سے ضوفشاں سر پر
لگے ایسا اتر آئے فلک سے کہکشاں سر پر

خدائی سر نگوں ہے میرے آگے اے میرے آقا
لیے پھرتا ہوں میں جب سے کفِ پا کے نشاں سر پر

بڑی ہی مطمئن ہے زندگانی ہم غلاموں کی
جنابِ پیر کا دامن ہے مثلِ آسماں سر پر

یہ رتبہ ہے غلاموں کا، غلام غوث کے آگے
زمانہ سر جھکاتا ہے بٹھاتا ہے جہاں سر پر،

یقیناً دو جہاں کی کامرانی کے لیے بس ہے
ہے گر آپ کا دستِ کرم غوثِ زماں سر پر

جنابِ پیر کی بس اک نظر نے پاک کر ڈالا،
کہ مدت سے میرے عصیاں کا تھا بارِ گراں سر پر

کہاں سالکم، کہاں بارِ امانت، لاج رکھ لیجے
اٹھائے گا بھلا یہ بوجھ کیسے، ناتواں سر پر،

کیا نسبتیں شاہکار ہیں دونوں

محی الدین، معین الدین، میرے سرکار ہیں دونوں
میں شیدائی ہوں دونوں کا، میرے دلدار ہیں دونوں

محی الدین بغدادی، معین الدین اجمیری،
وقارِ جانشینِ سیدِ ابرار ہیں دونوں

یہ سرتاجِ ولایت ہے، وہ خواجاؤں کا خواجہ ہے
اَتم بہ شانِ وصفِ حیدرِ کرّار ہیں دونوں،

ضیا پھیلی ہے عالم میں بہر سو نورِ وحدت کی
ہمارے غوث، خواجہ منبعِ انوار ہیں دونوں،

نہ مجھکو فکر دُنیا کی نہ مجھ کو خوف عقبیٰ کا!
کہ میرے غوث، خواجہ حامی و غمخوار ہیں دونوں،

میں اِن دونوں کے ہاتھوں سونپ دی ہے زندگی اپنی
انھیں کو لاج ہے میری میرے مختار ہیں دونوں

تیری قسمت پہ سالمؔ رشک کرتے ہیں جہاں والے
کہ چشتی، قادری، کیا نسبتیں شاہکار ہیں دونوں،

ہند کے راجہؒ

ہند کے راجا مہاراجا پر میں واری، بلہاری، سکھی ری
خواجہ معین اجمیری پیا پر میں واری، بلہاری، سکھی ری
علی و نبی جی کے راج دُلارے، خواجہ عثمان کی آنکھوں کے تارے
ہند الولی محبوبِ خدا پر میں واری، بلہاری، سکھی ری
چمکا یوں آکاشِ[1] ولایت ولیاں تارے، غوث ہیں سورج
خواجہ معین الدیں چندا[2] پر میں واری، بلہاری، سکھی ری
آیا در پر جو بھی سوالی، بھر دی اُس کی جھولی خالی،
ایسے دیالو، ان داتا، پر میں واری، بلہاری، سکھی ری
دین خدا کی رحمتِ عالم، دین نبی کی خواجہ اعظم،
ایسی عطا، ایسے شاہا پر میں واری، بلہاری سکھی ری
بھاگ جگے، یہ تو مورا نصیبہ، میں جو بکی خواجہ نے خریدا
اس کی دیا، اس کی کرپا پر میں واری، بلہاری سکھی ری،
سلمٰی معین کی داسی بن کر، پھرتی ہے جگ میں سانچی بن کر
سنجر کے پیارے خواجہ پر میں واری، بلہاری سکھی ری

۱۔ آسمان، ۲۔ چاند

تجلّی حق تعالیٰ سبحانہٗ!

ہراک تجلّی برنگ دیگر میری نظر میں سما رہی ہے
کسی کی ہراک ادا نرالی، دِل حزیں کو لبھا رہی ہے
نہیں ہے نظّارہ عام جس کا، وہ حسن چلمن سے چھن رہا ہے
میں ایسی پیاری ادا کے قرباں، دیوانہ مجھکو بنا رہی ہے
ہزاروں، لاکھوں، دیئے جلانا، ہے جیسے ممکن بہ ایک شعلہ
وہ نورِ وحدت کی ایک شمع ہزاروں شمعیں جلا رہی ہے
گلوں میں جیسے مہک ہے بو کی، شکر میں جیسے مٹھاس پنہاں
اسی طرح ذاتِ باری چھپ کر ہزاروں جلووں میں آ رہی ہے
زبانِ جہری نے "قُل"[1] کہا جب، تو سِرّی، نوری و قلبی، رُوحی
ہراک زباں ہو کے گویا[2] مجھ کو خدا کی تسبیح سنا رہی ہے
لگایا غوطہ جو بحرِ تن میں، تو من کی سیپی میں پایا موتی
چمک سے جس کی یہ میری ہستی تمام تر جگمگا رہی ہے
خدا مخلِّف[3]، تو ہے خلیفہ، مخلِّف جیسا خلیفہ ویسا
سمجھ حقیقت کو اپنی سالم سمجھ میں کچھ بات آ رہی ہے

۱۔ کہہ، ۲۔ بولنے والی، ۳۔ خلیفہ بنانے والا

سرکارِ دوعالم ختمُ الرّسل کی جناب میں عرضی

یہ سال تو شاہا بیت گیا، پھر سال بُلانا مجھکو ضرور
سرکار میرے طیبہ نگری اک بار دکھانا مجھکو ضرور

حسرت سے تکا کرتا ہوں انھیں، جو لوگ مدینہ جاتے ہیں
جب تک نہ بلائیں پاس مجھے، تب تک تو جلانا مجھکو ضرور

ہے عرضی میری اتنی تم سے، آؤ تو رکھوں سر قدموں میں
قدموں سے اٹھا کر تم اپنے، سینے سے لگانا مجھکو ضرور

اک بار تصور ہی میں سہی، ہو جاؤں مشرف دید سے میں
دیکھوں گا مجسم جلوۂ حق، تم جلوہ دکھانا مجھکو ضرور

جب نزع کا عالم طاری ہو، ہو جائے اجل آساں میری
تم زلفِ معنبر کی خوشبو سرکار سونگھانا مجھکو ضرور

عاصی ہوں خدا سے حشر کے دن، چھپنے کی کوئی صورت تو نہیں
تم شافعِ محشر ہو آقا، کملی میں چھپانا مجھکو ضرور

میں روزِ قیامت تشنہ لب، آجاؤں گا حوضِ کوثر پر
تم دستِ مبارک سے اپنے اک جام پلانا مجھکو ضرور

ہر ایک نبی اپنی اپنی امت کو کرے پیش داور
تم ہاتھ پکڑ کر ختمِ رسل، اپنوں میں گنانا مجھکو ضرور

سرکارِ دوعالم دو جگ میں جب کوئی مصیبت آن پڑے
سالم یہ پکارے گا تم کو، سرکار بچانا مجھکو ضرور

منقبتِ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ'

مست رہتا ہوں شرابِ غوثِ اعظم سے مُدام
یہ وہ مستی ہے' ملک کرتے ہیں جس کا احترام
جلوہ گر' روشن تجلی' ہے خُدا کے نُور کی
پنجتن کی ہو بہو تصویر ہیں غوث الانام
غوثِ اعظم کی غلامی کا جو سر پر تاج ہے
یہ تو خاص الخاص ہے' اللہ کا مجھکو انعام
اس کے آگے سرنگوں رہتے ہیں شاہانِ زماں
اللہ اللہ' اک غلامِ غوث کا ہے کیا مقام'
جسم و جاں' قلب و نظر' روح و جگر' عقل و زباں
آپ کے ہیں' آپ یا پیر لیجیئے جو چاہے کام!
شاہ محی الدین جیلاں' غوثِ اعظم دستگیر
ہے یہی وردِ زباں' میرا وظیفہ صُبح و شام

ہے یہ حصہ آپ کا سالمؔ مبارک ہو تمہیں'
لو مئے دیدِ رخِ محبوبِ سُبحانی کا جام

ثنائے غوثِ صمدانی رضی اللہ عنہ

نرالی شان کا ہے پیر میرا غوثِ صمدانی
محبّ اللہ کا ہے وہ، وہی محبوبِ سبحانی
خدا کے نور کا مظہر ہے جلوہ غوث اعظم کا
عجب اک پیکرِ حُسنِ اتم ہے شاہ جیلانی
رسولؐ اللہ کو دیکھا جو دیکھا غوثِ اعظم کو
وہی نقشہ وہی سج دھج، وہی تصویر لاثانی
خدا نے سونپ دی ساری خدائی انکے ہاتھوں میں
کہ کل کونین پر ہے اختیار قطبِ ربانی
مزے آنے لگے مجھکو، میری اب زندگانی کے
نظر میں دل میں جب سے ہے رُخ محبوب سبحانی
سبھی کا ہے سہارا دینِ دنیا میں، بہر منزل
محمد مصطفٰی کے جانشین مشکل کشا ثانی
کروں کیوں فکر سالمؔ دو جہاں کی مطمئین ہوں میں
میرے حامی ہیں جب کہ شاہ محی الدین جیلانی

منقبت پیر نجم الدّین رحمۃ اللہ علیہ

کرم ہو نا تب پیرانِ پیر نجم الدین
نہ چھوڑو ساتھ میرا دستگیر نجم الدین

علی و فاطمہ، حسنین کے ہو نورِ نظر
اتم بہ شان سراجؒ منیر نجم الدین

میں اپنے آپ میں اک آفتاب پاتا ہوں
ہیں جب سے آپ میرے دل پذیر نجم الدّین

ہو ناز کیوں نہ بھلا ہم کو اپنی نسبت پر
خوش نصیب ہمارے ہیں پیر نجم الدّین

مراد پاتا ہے سائل سوال سے پہلے
حضورؒ آپ ہیں روشن ضمیر نجم الدّین

عطا ہو جدّ کا اُتار اُخدارا سالم کو
تمہارے در کا ہوں اَدنیٰ فقیر نجمُ الدّینؒ

یہ میرا چھوٹا سا دِل اللہ اکبر کا مکان

ہر طرف خلاقِ اکبر کے یہاں شاہکار ہیں
جس کی قدرت کے مناظر سے نگاہیں چار ہیں

حمد لکھنے کو قلم ہے بارہا سر بہ سجود
جس کے سجدوں کے نشاں کاغذ پہ کچھ اشعار ہیں

دم بدم ذکرِ خدا میں جن کے دِل شاغل ہیں وہ
پی کے جامِ مطمئنہ مست ہیں سرشار ہیں

یا الٰہ العالمین، اے نورِ افلاک و زمیں
ہر طرف دونوں جہاں میں تیرے ہی انوار ہیں

اول و آخر بھی تو ہے، ظاہر و باطن بھی تو
اب بجز تیرے بصیرت میں کہاں اغیار ہیں

یہ میرا چھوٹا سا دِل، اللہ اکبر کا مکاں،
ماورائے فہم و ادراک یہ دِل و دلدار ہیں

لاکھ تیری معرفت ہو جائے گر ہم کو نصیب
پھر بھی پوشیدہ کئی یا رب تیرے اسرار ہیں

قادرِ مطلق ہے تو، جو چاہے ہم سے کام لے،
ہم تیری مرضی کے آگے بندۂ لاچار ہیں

ٹک نہیں سکتے تیرے ہم عدل کے معیار پر
بس تیرے فضل و کرم کے ہم تو تکیہ دار ہیں

لوگ کچھ اہلِ عمل جنت کے دعویدار ہیں
اے خدا رحم و کرم کے عاصیاں حقدار ہیں
یہ ضروری تو نہیں ہر اک سے ہو یکساں سلوک
کیا عجب کہ ہو کرم ہم طالبِ دیدار ہیں
پوچھ لے اِن سے الٰہی سب کا دینے کو جواب
قافلے کے آگے آگے قافلہ سالار ہیں!
ہو دعا مقبول سالم کی اِلٰہ العالمین
مغفرت ہم سب کی ہو جائے کہ گنہ گار ہیں!

شانِ مصطفٰی اللہ ہی جانے

ہے کیا رتبہ رسول اللہ کا اللہ ہی جانے
کوئی کیا جانے شانِ مصطفٰی اللہ ہی جانے
پرے وہم و گماں سے ہے حقیقت مصطفٰی کی
کسی نے کچھ کسی نے کچھ کہا اللہ ہی جانے
بشر ہے خاک کا پتلا ہے سایہ ہر بشر کا
یہ بے سایہ بشر کیسا ہوا اللہ ہی جانے
زباں سے کون کہتا ہے "کلام اللہ" کہتے ہو
وحی روح الامیں کا فلسفہ اللہ ہی جانے

گئے وہ عرش پر بِلا تے رب سے گرم بستر تھا
ہُوا کیسے سفرِ معراج کا اللہ ہی جانے

جو دیکھا تجھ کو، دیکھا مجھ کو، تیرا ہے سو میرا ہے
یہ فرمانِ خدا یا مُصطفےٰ، اللہ ہی جانے

جُدا، اللہ، محمد کو نہ ہرگز تو سمجھ سالم
ہے اس کے اور آگے بات کیا، اللہ ہی جانے

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نہ دیکھو تنگ دامانی ہماری، یا رسول اللہ
نہیں پابند تمہاری اختیاری یا رسول اللہ

"مِنَ اللہ" آپ ہیں مختار، طالب ہم کرم کے ہیں،
عطا و ظرف دونوں ہوں معیاری یا رسول اللہ

نہیں کچھ مُنحصر بخشش ہماری زہد و تقوے پر،
جو تم چاہو تو ہوگا فضلِ باری یا رسول اللہ

یقیناً دوجہاں کی شادمانی کے لیے ہم کو
ہے کافی اک نظر گر ہو تمہاری یا رسول اللہ

یہی ہے آرزو میری، کہ دائم میری ہستی پر
تمہارے عشق کی مستی ہو طاری یا رسول اللہ

یہ پیاسی پیاسی نظریں کب تلک دیدار کو ترسیں
دکھا دو اپنی صورت پیاری پیاری، یا رسُول اللہ
بھلا قیمت ہی کیا، اس جان و دل کی کیا کروں قرباں
فدا ہے زندگی سالم کی ساری یا رسول اللہ

رقصِ عاشقاں!

نہ جانے یار کی کیوں دید نی میں رقص کرتا ہوں
خودی کو اپنی کھو کر بے خودی میں رقص کرتا ہوں

کبھی "شمس الضحیٰ" کی روشنی میں رقص کرتا ہوں
کبھی "بدر الدجیٰ" کی چاندنی میں رقص کرتا ہوں

نکل آئیں گے وہ گھر سے تماشہ دیکھنے میرا
اِسی اُمید پر، اُن کی گلی میں رقص کرتا ہوں

وہ میرا یار میرے سامنے جب بے نقاب آئے
عجب کچھ عالمِ دیوانگی میں رقص کرتا ہوں

عجب کچھ کیف و مستی ہیں، عجب جوشِ مسرّت ہیں،
بہ پیشِ یار اکثر میں خوشی میں رقص کرتا ہوں

ذرا دیکھو تو چشمِ یار کی دو پتلیوں میں بھی،
کہ کِس اندازِ نازک منظری میں رقص کرتا ہوں

اگر سارا جہاں مجھ پر ہنسے بَن کر تماشائی
مجھے پرواہ نہیں ہے بیگانگی میں رقص کرتا ہوں

کیا میں رقص محفل میں تو محفل ہو گئی رقصاں،
سبھی کو گرد لیکر بے خودی میں رقص کرتا ہوں

کروں جتنا بھی سالم ناز کم ہے رقص پر اپنے
کہ میں نورِ قدم کی روشنی میں رقص کرتا ہوں

○

جھلک اک وہ اپنی دکھلائے تو بس ہے
تمنا یہ دل کی بر آئے تو بس ہے
نکل کر مکاں سے نہ آئیں سہی،
دریچے سے اپنے وہ جھانکے تو بس ہے

سلام بہ بارگاہ سیّدالشہدا علیہ السلام

اے شہنشاہِ شہیداں آپ پر لاکھوں سلام
روحِ دین و جانِ ایماں آپ پر لاکھوں سلام

نورِ عینِ مُرتضیٰ ہو فاطمہ کی جان ہو
رُوئے احمد نورِ یزداں آپ پر لاکھوں سلام

سونپ ڈالا تھا خُدا نے آپ کو کل اختیار
ہو کے خود مختار دی جاں آپ پر لاکھوں سلام

وہ تو کٹنے کے لیئے تیار تھے تم کٹ گئے
اے ذبیح اللہ کے ارماں آپ پر لاکھوں سلام

تم جگر گوشے بہتّر کر کے قرباں دین پر
ڈال دی اسلام میں جاں آپ پر لاکھوں سلام

دشمنوں کے سر ہیں نیچے، آپ کا سر ہے بلند
فاتحِ اعظم ہو ذیشاں، آپ پر لاکھوں سلام

امتِ نانا کی بخشش کا خُدا سے آپ نے
کر لیا سودا بہ احساں آپ پر لاکھوں سلام!

ہے شہِ کرب و بلا سالمؔ کے اب پیشِ نظر،
کہہ رہا ہے جانِ جاناں آپ پر لاکھوں سلام،

ثنائے محبوبِ سبحانی رحمۃ اللہ علیہ

شانِ پیرانِ پیر سبحان اللہ — عظمتِ دستگیر سبحان اللہ
"لاتخف"[۱] کہہ دیئے مریدوں سے — پیر ہیں بے نذیر سبحان اللہ
غوثِ اعظم کی ہر نظر گویا — فضلِ ربِّ قدیر سبحان اللہ
جلوۂ نورِ کبریا ہیں غوث — پنجتن کی نذیر سبحان اللہ
پیر ہم کو ملا ہے ایسا پیر — سارے ولیوں میں میر سبحان اللہ
دولتِ دو جہاں رکھتے ہیں! — ان کے در کے فقیر سبحان اللہ
بادشاہوں کی شان رکھتے ہیں! — ہم غلامانِ پیر سبحان اللہ
مطمئن ہیں وہ دونوں عالم میں — ان کے ہیں جو اسیر سبحان اللہ

کتنا خوش بخت ہے یہ سالمؔ بھی
غوث ہیں دل پذیر سبحان اللہ

۱۔ مت ڈرو

منقبت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ

سب توری نگریا جاتے ہیں، تم موری نگریا آجاؤ
یہ رِیت پرِیت کی تم سب کو، دکھلادو سنوریا آجاؤ

مَن تڑپت ہے جیا ترَست ہے، موری اکھیاں نِیر بہاوت ہے
کیا حَال مورا ہے تمرے بِنا، لینے کو خبریا آجاؤ

سکھ چین ملے اس داسی کو، وے ہند کے راجا درشن دو
اک بار سہی خواجہ پیارے دیکھوں کی صُورتیا آجاؤ

تم آؤ تو تَن مَن میں اپنا، تم پر سے نچھاوَر کردُوں گی
اِس آس میں توری راہوں کو، تکتی ہے نجریا آجاؤ

اب لاج موری تم رَکھ لیجیو، موہے اپنی سُہاگن کر لیجیو!
میں اوڑے چندریا بیٹھی ہوں، تم باندھے پگڑیا آجاؤ

مین ناچُوں گی پیا سَنگ تورے، تا تھیا تھیا تا تا تھیا!
جَل جَل کے مَرے اب سوتنیاں، آجاؤ سنوریا آجاؤ

مَیلی ہے چندریا سلمٰی کی، خالی ہے گگریا سلمٰی کی،
رنگنے کو چندریا آجاؤ، بھرنے کو گگریا آجاؤ!

حمد و ثنا

لا الٰہ الا اللہ

لا الٰہ الا اللہ[1]، لا الٰہ الا اللہ — لا الٰہ الا اللہ، لا الٰہ الا اللہ
بیشک ہے اللہ احد[2] رکھتا ہے وہ شانِ صمد[3] — لم یلد ولم یولد[4] حسبی ربی[5] جل اللہ
یاد اسی کی ہے ہر دم اسکے آگے سر خم ہے — اسکے سوا نہ کوئی صنم، ما فی قلبی غیر اللہ[6]
تیری عبادت کرتے ہیں تیرے تابع رہتے ہیں — ہم تیرے ہی بندے ہیں، لا معبود[7] الا اللہ
ہر جا تو ہے تو ہی تو، تیرا جلوہ چاروں سو — تیرے سوا نہ کوئی ہو، لا موجود[8] الا اللہ
لب پر ہر دم تیرا نام، یاد تیری بس میرا کام — ذکر یہی ہے صبح شام، لا الٰہ الا اللہ
ہم ہیں عاجز تو مختار، ہم ہیں عاصی تو غفار — کر دے کرم بر حالِ زار، یا رحمٰن یا اللہ

چھوڑ دے سالمؔ اپنی انا، یادِ خدا میں ہو جا فنا
ایسی کر تو حمد و ثنا، لا الٰہ الا اللہ......!

۱۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ۲، اکیلا۔ ۳، بے نیاز، ۴۔ کسی کا باپ ہے نہ کسی کا بیٹا
۵، اچھا ہے میرا پروردگار عظمت والا خدا۔ ۶۔ بجز اللہ کے میرے دِل میں کوئی نہیں ہے۔
۷۔ نہیں عبادت کے لائق کوئی اللہ کے سوا۔ ۸، کوئی موجود نہیں سوا اللہ کے

جلوۂ ذاتِ باری

جلوۂ حسنِ یار کا عاشق زار ہے جہاں
میں اور میرا شمار کیا اس پہ نثار ہے جہاں

اہلِ نظر کے واسطے جلوۂ یار ہے جہاں
جسکو نظر ملی نہیں اسکی پکار ہے جہاں

تو جو نہیں تو اے صنم گویا کہ خار ہے جہاں
تیرا¹ اگرچہ ساتھ ہو باغ و بہار ہے جہاں

نثارِ یار پر تمام بر سرِ کار ہے جہاں
"کُن فیکون" کی بات ہے صنعتِ یار ہے جہاں

حسن کی خود نمائی کا دیکھو معیار ہے جہاں
جلوہ گری کا اسکی سب نقش و نگار ہے جہاں

۱۔ ہو جا پس ہو جاتی ہے۔

جس کی نظر میں یار ہو، کیف و خمار ہے جہاں!
تب ہی تو اس کے واسطے جائے قرار ہے جہاں!

وحدت کو اپنے ذات کی کثرت کا شوق جب ہوا
تکمیل ذوقِ عشق کا دار و مدار ہے، جہاں!

پانا اگر ہے یار کو راہِ فرار ہے، جہاں!
سالم میری نگاہ میں مثلِ غبار ہے جہاں

ثنائے حق تعالیٰ

میری آرزو و میرا مدعا تیرا حسن تیرا جمال ہے
میری زندگی کا سکوں فقط تیری یاد تیرا خیال ہے
ہو نگاہ و دل کے تمہیں مکیں یہاں تم ہی تم ہو کوئی نہیں،
جہاں آپ جلوہ فگن رہیں وہاں کیا کسی کی مجال ہے
جو فنا ہوا تیرے عشق میں وہ حیاتِ دائمی پا گیا
نہ مٹا سکے گا جہاں اُسے اُسے موت ہے نہ زوال ہے
میں مکاں ہوں تیرا تو ہی مکیں میں ہوں آئینہ تیرا مہ جبیں،
تیری خود نمائی کے شوق کی یہ میری اک ادنیٰ مثال ہے

میرے آگے تو جو ہے جلوہ گر تو ہوں اپنے آپ سے بے خبر،
تجھے پا کے خود کو نہ پا سکا یہ فراق ہے کہ وصال ہے
ہے یہ زیست سالمؔ خستہ کی وہ تو کب کہ ہاتھوں تیرے بِکی
مجھے فِکر کیا کسی بات کی میرا تُو، جو شامِل حال ہے

نعتِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

جہاں میں جب ہوئی نورِ قدم کی جلوہ فرمائی
زمیں کے ذرے ذرے نے اِسی سے ہی ضیا پائی
مجسم نور نے لی شان سے کچھ ایسی انگڑائی
کہ اِس گلزارِ ہستی میں بہر صورت بہار آئی
محمد مصطفیٰ کی مدح کا حق کیا، ادا ہو گا
مسلّم ہے خدا کے بعد ان کی شانِ یکتائی!
نگاہ و دِل میں میرے اور خیالوں میں تصوّر میں
زہے قسمت شہِ خوباں کی ہے اب جلوہ فرمائی
زمیں والے، فلک والے وہ خالقِ عرش والا بھی
اسی اک پیکرِ انوار کے ہیں سارے شیدائی
خدا کی دید کے طالب کا ارماں اس طرح نِکلا
خدا آیا نظر جب صورتِ احمد نظر آئی!
نثار اس ذاتِ نورانی پہ سالمؔ کیوں نہ ہو جاؤں
گھٹائیں جِس کی نورانی میری ہستی پہ ہے چھائی

ثناءِ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ہے یہ حسرت مدینہ نگر دیکھوں!
اپنی آنکھوں سے آقا کا در دیکھوں!
اپنی آہوں میں ایسا اَثر دیکھوں
دیکھوں پائے نبی اَپنا گھر دیکھوں
میں نہیں ہوں اگرچہ کہ اِس قابِل
پائے احمد پہ میں اپنا سر دیکھوں
جس کا سایہ نہ ہو وہ بشر دیکھوں
رُو کے پٹکہ نہ ایسی کمر دیکھوں
ہر ادا اُن کی ہے کچھ عجب دِل رُبا
کس ادا کو کہو آنکھ بھر دیکھوں
آرزو ہے یہی جلوۂ مصطفےٰ!!
آئے مجھکو نظر میں جِدھر دیکھوں
میرے ہاتھوں میں دامن نبی کا رہے
ایسا منظر میں روزِ حشر دیکھوں
کاش آجائے وہ دن بھی اے سالم
اپنے آقا کو آتے اِدھر دیکھوں!

منقبت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

اللہ رے اویس نے کیا شوخ ادا پائی
کہ عرشِ معلیٰ پر سونے کی جگہ پائی
سونا یہ ڈھائی سے اوڑھے ہوئے کمبل کا
در قربِ کبریائی کیونکر یہ رضا پائی
ستّر برس کا جاگا سویا ہے میرا عاشق
سونے دو حبیب اس کو کہ اس نے شفا پائی
سب اہلِ قرن اِن کو دیوانہ سمجھتے تھے
کیا مرتبہ تھا ان کا دنیا سمجھ نا پائی
کرتے تھے قرآن ہی سے دیدار مصطفیٰ وہ
آئے نہ مدینہ کو، کچھ ایسی نگاہ پائی
تھی فرض والدہ کی خدمت اویس پر جو
محبوب سے عاشق کو اظہر نہ ملا پائی
اک دانت جو نبی کا جنگِ اُحد میں ٹوٹا
سب دانت توڑ ڈالے کیا عشقِ ولا پائی
کی ایسی دعا رب سے، آدھی نبی کی امت
پا کر نجات دیکھو جنت کی راہ پائی
اے اویس کچھ عطا ہو اپنی نظر کا صدقہ
سالم بھی دیکھ پائے جو تم نے نگاہ پائی

منقبت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

بیاں کیا وصف ہو مجھ سے بھلا صدیقِ اکبر کا
"کلام اللہ"[1] میں ہے تذکرہ صدیقِ اکبر کا
پدر ہیں عائشہ کے، یارِ غارِ مصطفےٰ ہیں وُہ
کوئی ثانی نہ دنیا میں ہوا صدیقِ اکبر کا
امام ایسا، امامُ الانبیاء نے اقتداء کی ہے
ہے کیا عظمت، مقام و مرتبہ صدیقِ اکبر کا
عمر کو رشک ہے جس پر، فخر ایثار کو حاصل،
ہے ایسی شان کا مال و متاع صدیقِ اکبر کا
وہی ہے پہلا مومن اور وہی پہلا خلیفہ ہے
رسولِ پاک کا، رتبہ ہے کیا صدیقِ اکبر کا
سُنے جونہی، کئے وہ واقعہ معراج کی تصدیق
لقب بو بکر کو حق سے ملا صدیقِ اکبر کا
خدا چاہے گا سالم، اور چاہیں گے نبی اُسکو
فدائی جان و دل سے جو ہوا صدیقِ اکبر کا

۱۔ اللہ کا کلام یعنے قرآن

قصیدۂ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

جمالِ حق کے مظہر غوثِ اعظم
رخِ حسنِ پیمبر غوثِ اعظم

حسن دادا، حسین نانا تمہارے
اتم بہ شانِ حیدر غوثِ اعظم

"ورفعنالک ذکرک"[1] کی تفسیر
ہے لاکھوں کی زباں پر غوثِ اعظم

قبا محبوبیت کی کیا سجی ہے
زہے محبوبِ داور غوثِ اعظم

ہوئے عاشق بھی تم معشوق بھی تم
خدا کے واہ مقدر غوثِ اعظم

ہوا پیدا نہ ہوگا اولیا میں
تمہارا کوئی ہمسر غوثِ اعظم

یہ عظمت اور یہ رتبہ اللہ اللہ
ہرے جھنڈے ہیں گھر گھر غوثِ اعظم

دکھائی ہر ادا میں اک کرامت
ہے قادر عبدِ قادر غوثِ اعظم

کرن ہے نور کی ظلمت کدوں میں
پکارو اُن کے ہو کر غوثِ اعظم

"مریدی لاتخف"[2] جب کہہ چکے آپ
بھلا اب ہم کو کیا ڈر غوثِ اعظم

رہے مشرق میں یا مغرب میں خادم
پہنچتے ہیں ندا پر غوثِ اعظم

بڑا ہی مطمئن میں جی رہا ہوں
تمہارا نام لیکر غوثِ اعظم

بہر منزل دوہائی کام آئی
عجب جادو ہے منتر غوثِ اعظم

نہیں خدشہ ہمیں گمراہیوں کا
ہیں جبکہ پیر رہبر غوثِ اعظم

مقدر میرا دیکھو کہ کہاں ہیں!
کہاں اللہ اکبر غوثِ اعظم

۱۔ اور بلند کیا تیرے ذکر کو۔ ۲۔ اے میرے مرید مت ڈر۔

میرے سرکار تم پر غوثِ اعظم ؒ   اں صدقے یہ دل و جاں

رہو سالم کے تم قلب و نظر میں
کرم ہو اتنا مجھ پر غوثِ اعظم ؒ

منقبتِ غوثِ پاک رضی اللہ عنہ

پیاس آنکھوں کی بجھا دو غوث پاک
اب رخِ زیبا دکھا دو غوثِ پاک

تیر نظروں کے چلا دو غوثِ پاک
دِل کو زخموں سے سجا دو غوثِ پاک

بے مزہ ہے زندگی جس کے بغیر
وہ مئے الفت پلا دو غوثِ پاک

بن کے پروانہ نثار ہو جاؤں گا
حسن کی شمع جلا دو غوثِ پاک

کب تلک دیوانہ ترسے دید کو!
رُخ سے پردے کو ہٹا دو غوثِ پاک

اک جھلک دکھلا کے اپنی بزم میں!
بر سرِ محفل نچا دو غوثِ پاک

سر رکھے قدموں پہ سالم کی مجال
نقشِ پا اپنا دکھا دو غوثِ پاک

مُناجاتُ

ہم بجز تیرے کِس کو پکّاریں خدا، ایاک نعبد ایاک نستعین
ہے الٰہی یہ تجھ سے ہماری دُعا، ایاک نعبد ایاک نستعین

میرا مطلوب تو میرا مقصود تو، تو جو مِل جائے مجھکو تو سب کچھ ملے
مجھ کو اپنا بنالے تو ہو جا میرا، ایاک نعبد ایاک نستعین،

ہیں تو مجبور، عاجز ہوں بندہ تیرا تو تو مختار، مالک ہے مولیٰ میرا
کر کرم میری حالت پہ ربّ العُلا، ایاک نعبد ایاک نستعین،

ہیں ہوں خو گرِ عصیاں کرم کر کرم طالبِ مغفرت ہوں رحم کر رحم
تو جو چاہے تو ہو پار بیڑا میرا ایاک نعبد ایاک نستعین

فکرِ دُنیا اِدھر، فتنے احباب کے کردیے مجھ کو غافل تیری یاد سے
کر نہ اس بات کا مجھ سے تو مؤاخذہ، ایاک نعبد ایاک نستعین،

کردو عالم کی دَولت ہمیں تو عطا، دُور ہم سے رہے ہر مصیبت بلا
واسطہ تجھ کو تیرے محبّان کا، ایاک نعبد ایاک نستعین

ہم کو گھیرے میں رکھے ہیں اعدا۔ دین تاک میں ہے بہر حال شیطاں لعین
رکھ پناہ میں تو اپنی ہمیں اے خدا ایاک نعبد ایاک نستعین!

ہے دعا بس یہ سالم کی ربّ قدیر میں مروں دین پر اور وقتِ اخیر!
ہو زباں پر میری کلمۂ طیّبہ، ایاک نعبد ایاک نستعین

۱۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

مشربِ صوفیا

نگاہِ یار کا مقصد سُرور وکیف و مستی ہے
یہ انوارِ رخِ روشن سے روشن میری ہستی ہے

قیامِ یار سے آباد میرے دِل کی بستی ہے
زہے قِسمت کرم اس کا میری دنیا چمکتی ہے

خدارا ہو کرم کہ ہوں شرابِ دید کا پیاسا!
میری ہر اک نظر دیدار کو تیرے ترستی ہے

صبا شائد بسا کر خود میں بوئے یار لائی ہے
میرا دِل جھوم اٹھا ہے میری جان مست ہوتی ہے

جو چاہے تو کرے حق میں میرے مختارِ کُل ہے تو
دو عالم میں میرے آقا حکومت تیری چلتی ہے

کہیں پنہاں کہیں پیدا تیری جلوہ گری دیکھی
کہاں تیری تجلی کب نظر بازوں سے چھپتی ہے

اڑا کرتا ہوں چھ پر سے کہ لاہوتی پرندہ ہوں
میری یہ رفعتِ پرواز کب دنیا سمجھتی ہے

اگر ہو ذِکرِ ذاکر کا جو اس کی چھ زبانوں سے
وہی مذکور کو پائے یہ اسکی خوش نصیبی ہے

کہاں ذرّہ صِفت سالمؔ، کہاں وہ نورِ یزدانی
اسی نِسبت سے گویا زیست کی معراج ہوتی ہے

خُدا کا فضل ہے سالم سہارا نا خدا کا ہے
بھنور، گرداب، طوفاں ہیں سلامت میری کشتی ہے

مدحِ محبُوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم

یا تو آ کر ہی مِلو یا بُلا کر ہی مِلو
فاصلے ہند و مدینہ کے مِٹا کر ہی مِلو

ہیں غمِ ہجر میں بیتاب ہوں شاہِ بطحا
اب رُخِ ناز سے پردے کو ہٹا کر ہی مِلو

جلوۂ نورِ قِدم، یا نبی شاہِ امم
پیکرِ حسن اتم، سارے عالم کے صنم
آپ کے نقشِ قدم، چاند سُورج کا بھرم
مظہرِ شانِ کرم، مُحسنِ لوح و دادِ الم
آپ کے ہجر کا غم، ڈھائے مجھ پر ہے ستم
آپ کو میری قسم، اتنا ہو جائے کرم

آپ یزداں[1] سے ملو عرشِ رحماں[2] سے ملو — روحِ پاکاں[3] سے ملو آپ رضواں[4] سے
حور و غلماں سے ملو قصرِ[5] تاباں سے ملو — سب سے مِل مِل کے مجھے اپنا کہا کرہی ملو

آپ محبوبِ خدا یا نبی صلّ علیٰ
آپ ہیں صدرِ العُلیٰ وجہہ تخلیقِ سرا[6]
آپ ہیں شمس الضحیٰ سارے عالم کی ضیا
آپ ہیں بدر الدجیٰ قلبِ انساں کی جِلا
آپ ہیں خیر الوریٰ رحمتِ رب العُلا
شافعِ روزِ جزا سیدّی بہرِ خدا

آپ نبیوں سے ملو آپ ولیوں سے ملو — آپ اپنوں سے ملو نیکو کاروں سے ملو
شاہا شاہوں سے ملو گو امیروں سے ملو — ملنے والوں سے سبھی اپنے ملا کرہی ملو

شاہِ ابرار میرے نور و انوار میرے
صاحبِ سرکار میرے، والی مختار میرے
حامی سردار میرے امی سالار میرے
وے طرفدار میرے وے مددگار میرے
یار و غمخوار میرے بانکے دِل دار میرے
سرمدی پیار میرے میرے سرکار میرے

ہاں یتیموں سے ملو ہاں غریبوں سے ملو — غم کے ماروں سے ملو بے سہاروں سے ملو
عیب داروں سے ملو گنہ گاروں سے ملو — ہے یہ سالم بھی برا نیک بنا کرہی ملو

---

۱. اللہ جلّ شانہٗ ۲. عرشِ اعظم ۳، جبرئیل ۴. جنت کا داروغہ، ۵ جنت کا محل۔
۶. کائنات۔

منقبت شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

پیکرِ انوارِ یزداں شاہ عبدالقادر است
غوثِ اعظم، قطبِ دوراں شاہ عبدالقادر است
جانشینِ مصطفیٰ را بے مثال و بے نظیر
شاہ محی الدین جیلاں شاہ عبدالقادر است
شمعِ بزمِ ولایت نورِ عینِ مرتضیٰ
پیرِ پیراں میرِ میراں شاہ عبدالقادر است
ہادی و ملجا و ماوی، رہبرِ دنیا و دین
پیرہن محبوبِ سبحاں شاہ عبدالقادر است
سجدہ می سازد بہ سوئے جلوۂ پیرانِ پیر
کعبۂ دل قبلۂ جاں شاہ عبدالقادر است
مظہرِ سرِ جلی و واقفِ رازِ خفی!
صاحبِ اسرارِ یزداں شاہ عبدالقادر است،
عاشق و معشوقِ رب جانِ حسن و جانِ عشق،
اک تجلی جملہ خوباں شاہ عبدالقادر است
المدد یا غوثِ اعظم دم بہ دم سالم بگو!
اسمِ اعظم بحرِ فیضاں شاہ عبدالقادر است

ثنائے خواجہ معین الدّین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

بِکا ہوں میں زہے قسمت معین الدین کے ہاتھوں
میری لاج و شرم عزت معین الدین کے ہاتھوں
گدا کو شاہ کر دیں یا کہ شاہوں کو گدا کر دیں
خدا نے سونپ دی قدرت معین الدین کے ہاتھوں
مئے عشقِ نبی سے دل میرا سرشار رہتا ہے
مِلی ہے مجھکو یہ نعمت معین الدین کے ہاتھوں
بگاڑے لاکھ گر دنیا بگڑ سکتی نہیں ہرگز!
بنی ہے میری قِسمت معین الدین کے ہاتھوں
کرے وہ اس جہاں میں کیوں نہ شاہوں پر شہنشاہی
ملے گر تاج اور خلعت معین الدین کے ہاتھوں
لُٹا تا جا کبھی نہ ختم ہوگی تجھ کو اے سالم
مِلی ہے سرمدی دولت معین الدین کے ہاتھوں

منقبت خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ پیا، موری بنتی سُنونا
اپنے ہی رنگ میں موہے رنگو نا،

بندہ نواز رے، گیسو دراز رے
مَن میں نین میں آن بسو نا،

تم شاہ باز رے، صاحب راز رے
کون ہے تم سا تم ہی کہو نا...!

تاجِ ولایت سر تورے ساجے
مورے بھی سر اک تاج دھرونا

تم جانت ہو مَن کی بتیاں،
مَن کی آشا پوری کرو نا...!

تم راجا ہو ملکِ دکن کے
پرجا کی خواجہ لاج رکھو نا.!

میں واری بلہاری تم پر
آئی ہوں در پر درشن دو نا

سالم دُکھی ہے ہجرِ نبی میں
اس دکھین پر کرپا کرو نا،

ذکرِ مولیٰ مِن کل اولیٰ

ہے دِل کا سکوں راحتِ جاں ذِکر خدا کا
اک لُطف کا دریا ہے رواں ذکرِ خدا کا

انوار و رحمتوں کی وہاں ہوتی ہے بارش
ہوتا ہے صِدقِ دل سے جہاں ذکرِ خدا کا،

مصروف ذِکرِ حق میں ہے کونین کی ہر شئے
کرتا ہے پتّا پتّا یہاں ذِکرِ خُدا کا

تخلیق ہوئی خاص یہاں جن و بشر کی !
کرنے کے لیے خاص یہاں ذکرِ خدا کا
اذکار کے طریق بے شمار ہیں مگر.. !
کیجئے گا پاسِ انفاس نہاں ذکرِ خدا کا
مُردہ ہے جو غافل ہے یہاں ذکرِ خدا سے
گویا ہے تیری جان کی جاں ذکرِ خدا کا
سالم یقین جانئے دونوں جہان میں
بخشے گا ہمیں امن و اماں ذکرِ خدا کا

ثنائے احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم !

میرا دِل جھوم جاتا ہے خیالِ رُوئے احمد سے
مری جان مست ہوتی ہے ہوائے بوئے احمد سے
عجب کچھ لُطف کی میں کیف و مستی سے مشرف ہوں
یہ دولت مجھ کو حاصل ہے نبی کی یادِ بے حد سے
مزے لیتا ہوں میں اکثر انھیں کا نام لے لے کر
نہاں لذت ہے جن کے نام میں حرفِ مشدد سے
معطر بھینی بھینی ہے فضا اور نور بکھرا ہے
یہاں پر مصطفیٰ صلِ علیٰ کی آج آمد سے
خدا وہ دِن دکھائے، بارگاہِ مصطفیٰ پہنچوں
دکھائیں مجھ کو آقا روئے زیبا اپنی مرقد سے

بٹھالوں دِل میں اپنے آپ کو، یہ آرزو ہے بس !
شرف بخشو، میرے دِل کو، میرے سرکار آمد سے

ضیائے چشمِ سالم درحقیقت ہے اِسی باعث
مَلا کرتا ہوں میں آنکھیں کفِ پائے محمدؐ سے

رمزِ عاشقاں !

پابندیوں سے ساری مستثنیٰ ہیں دیوانے !
یہ چھوٹ دیوانوں کی زاہد بھلا کیا جانے

خواہش ہے اگر تجھ کو اس رمز کے پانے کی،
آ پی لے ذرا زاہد مئے عشق کے پیمانے

زاہد تیرے حصّے میں دستورِ عمل آیا !
آئے میرے حصّے ہیں دو چشم دُو میخانے

میخانۂ طیبہ کے میخواروں کا کیا کہنا !
مخدومِ دو عالم ہیں خوش بخت یہ مستانے

بے حد و حساب اکثر کر ذکرِ خدا سالم
کیوں پھیرتا رہتا ہے تسبیح کے سَو دانے

نعتِ شریف

ہر بار حالت پہ میری شاہِ بطحا ہے تو بس
سیدؐ کونین کا مجھ کو سہارا ہے تو بس

لاکھ طوفانوں میں گھر جائے اگر کشتی میری
دامنِ سلطانِ دیں کا اس پہ سایہ ہے تو بس

کیا بگاڑے گا میرا، دشمن زمانہ ہو تو کیا
میرا حامی سرورِ عالم اکیلا ہے تو بس

میں وہیں سجدے کروں گا میرے سجدہ دل کیلئے
سامنے وہ میرا کعبہ میرا قبلہ ہے تو بس،

گرمئ محشر کی پرواہ ہے نہ خوفِ تشنگی!
ساقئ کوثر کی نظروں کا اشارہ ہے تو بس

مجھ سے راضی ہو ہی جائے گا بہر صورت خدا
شافع محشر کی نسبت کا وسیلہ ہے تو بس

مجھ کو کچھ تاریکیِ مرقد کا ڈر سالم نہیں
میرے ماتھے پر ذرا سی خاکِ طیبہ ہے تو بس

فراقِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

فراق نبی میں جو آزاریاں ہیں
عجب لطفِ لذت مزہ داریاں ہیں
تراشے ہیں نشتر نے ہجرِ نبی کے
میرے دلِ جگر پر جو گلکاریاں ہیں
جلا کر جو ہستی کو گلزار کر دے
وہ عشقِ محمد کی چنگاریاں ہیں
جُدائی کے دن اور فرقت کی راتیں
بتائے نہ بیتے ستمگاریاں ہیں
تڑپ اور سِسک بے کلی اضطرابی
سبب ہند و طیبہ کی بس دوریاں ہیں
نظر میں خیال و تصوّر میں میرے
محمد کے جلووں کی شاہکاریاں ہیں
تصور کی دنیا حقیقت کا عالم
بہم ایک جیسی وضع داریاں ہیں
یقیں ہے وہ جلوہ دکھائیں گے اِکدن
کہ نسبت کی انکو رواداریاں ہیں
مُعطّر مُعطّر فضا کہہ رہی ہے
اِدھر ان کے آنے کی تیاریاں ہیں
ذرا آکے دیکھو جُدائی کے باعث
جو سالم کی آہ و بکا، زاریاں ہیں

○

منقبت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ

اے دِل پُکار یا علی پھر دیکھ غم کہاں
ٹھہرے جو تیرے سامنے مشکل میں دم کہاں
پیدا خدا کے گھر ہوئے، پائے خدا کا نام!
کونین میں علی سا کوئی محتشم کہاں

پنہاں علی کے نام میں قوت کی ہے صِفت
جو لے علی کا نام وہ طاقت میں کم کہاں
وہ حیدرِ کرّار ہیں، وہ فاتحِ خیبر،
ایسا قوی جہاں میں کوئی ذی حشم کہاں
لازم ہے ولایت کے لیے عشقِ بوتراب
مل جائے ولایت تو پھر رنج و الم کہاں
پا کر علی کو پائے خدا کو رسول کو....
دامن علی کا ہاتھ سے چھوڑیں گے ہم کہاں

ادنیٰ غلامِ حیدرِ کرار ہے سالم!
اس کا مقام و مرتبہ شاہوں سے کم کہاں

منقبت امام ہمام حسین علیہ السّلام

سرتاجِ رسل کے نورِ نظر انوارِ رسالت ہیں شبیرؑ،
زہراؑ و علیؑ کے لختِ جگر سرتاجِ ولایت ہیں شبیرؑ
وہ صبر و رضا کے پیکر ہیں، تسلیم و وفا کے مظہر ہیں،
منشائے الٰہی پر دیکھو براوجِ شہادت ہیں شبیرؑ
جو راہِ خدا میں ہوں گے رواں، تا حشر مسلمانانِ جہاں
پائیں گے بہر منزل روشن انوارِ ہدایت ہیں شبیرؑ

باطل کو شکستِ فاش دیئے وہ فاتح میدانِ حق ہیں،
شاہِ شہداء کرب وبلا سالارِ شجاعت ہیں شبیرؓ
اللہ رے سجدے کی عظمت توقیر اطاعت کھیل نہیں!
شمشیر بکفِ قاتل ہے کھڑا مصروفِ عبادت ہیں شبیر،
قادری ہو کہ چشتی سہروردی، نقشبندی رفاعی شطاری،
سارے ہی سلاسل ہیں گو یا ذی شانِ امامت ہیں شبیر
گھبراؤ نہ ظلمت سے سالم در پیش رکھو عاشورہ کا دِن
ظالم کے مقابل ہیں گویا مظلوم کی طاقت ہیں شبیرؓ

○

ثناءِ غوثِ اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ،

جلوۂ خیرُ الوریٰ ہیں غوثِ اعظم دستگیر
مظہر نورِ خدا ہیں غوثِ اعظم دستگیر
جانشین مرتضیٰ ہیں غوثِ اعظم دستگیر
واصلِ رب العلاء ہیں غوثِ اعظم دستگیر
جانِ حسنین وبتول، تاجدارِ اولیاء
صاحب جود وسخا ہیں غوثِ اعظم دستگیر،
زندگی میری ہے بس، احساس ان کے قرب کا
کب کہاں مجھ سے جدا ہیں غوثِ اعظم دستگیر

ہیں بھٹک جاؤں کسی بھی راہ پر ممکن نہیں
کیوں کہ میرے رہنما ہیں غوثِ اعظم دستگیر

دستِ قدرت میں تمہارے ہیں مسخر دو جہاں
مقتدر، فرماں روا ہیں غوثِ اعظم دستگیر

ہیں فِدا قربان صدقے، آپ پر سو جان سے
آپ میرا مدعا ہیں، غوثِ اعظم دستگیر

کون سمجھا ہے یہاں سالم حقیقت پیر کی
فہمِ انساں سے وَرا ہیں غوثِ اعظم دستگیر!

منقبت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ

یا جیلانی شیئاً للہ یا جیلانی شیئاً للہ
یا جیلانی شیئاً للہ المدد شیئاً للہ

تم ہو نبی کے نورِ نظر اور علی کے لختِ جگر
تم حسنین کے ہو دلبر، یا جیلانی شیئاً للہ

اپنوں کی کچھ لیجئے خبر یا جیلانی دیکھو اِدھر
کافی ہے بس ایک نظر یا جیلانی شیئاً للہ

بگڑی بنائی لاکھوں کی بے کس اور لاچاروں کی
کیجئے مدد ہم ساروں کی یا جیلانی شَیْئاً لِلّٰہ
ہم کو ہے نسبت کا بھرم لاج رکھو ہر جا ہر دَم
ہو ہم پر بھی نظرِ کرم یا جیلانی شَیْئاً لِلّٰہ
اے محبوبِ سُبحانی تم ہو قطبِ ربانی !
پیر ہو بے شک لاثانی یا جیلانی شَیْئاً لِلّٰہ
سالم ہے مشتاقِ کرم اسکی سُنو روُدادِ اَلم
آپ کی فرقت کا ہے غم یا جیلانی شَیْئاً لِلّٰہ

منقبت معین الدین اجمیری رحمتہ اللہ علیہ

سارے ولیوں میں نیارا خواجہ مورا
روپ نبیوں کا دھارا خواجہ مورا
ہے یہ طیبہ کے سائیں کی ہم کو عطا
فضلِ پروردِگارا خواجہ مورا
ملکِ ہندوستان کا راجا وَلی!
معین اجمیری پیارا خواجہ مورا
ہے غریبوں کا دَاتا غریب نواز
سب کا پالنہارا خواجہ مورا

خواجہ قطب، فرید، نظام و نصیر،
سب کا روشن ستارا خواجہ مورا

موری میلی چندریا دُھو دُھو رنگا !
رنگ دیجو اپیارا خواجہ مورا

فکر دو جگ کی کاہے کرے سالم
جب ہے تورا سہارا خواجہ مورا

قصیدہ خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ

پرتوِ نورِ خدا ہیں خواجہ بندہ نواز
نائب خیر الورٰی ہیں خواجہ بندہ نواز،

بے نشاں کا ہے نشاں سید محمد شاہباز
واصلِ ربّ العُلا ہیں خواجہ بندہ نواز

فاطمہ کے لال ہیں حسنین کی تصویر ہیں
نورِ چشم مرتضیٰ ہیں، خواجہ بندہ نواز

بارہا جو ظلمتوں میں جگمگاتی آئی ہے
اُس تجلی کی ضیا ہیں خواجہ بندہ نواز

ظِلِّ رحمت ہے دکن پر سایۂ گیسو دراز
خاص اک فضلِ خدا ہیں خواجۂ بندہ نواز

وہ پہنچ جائینگے منزل پر بلا خوف و خطر
جس کسی کے رہنما ہیں خواجۂ بندہ نواز

کیا کریں گے یہ اطبّاءِ جہاں میرا علاج
درد کی میرے دوا ہیں خواجۂ بندہ نواز

دین و دُنیا دونوں حاصِل ہوگئے سالم اُسے
جس کسی کا مدّعا ہیں خواجۂ بندہ نواز

○

ضیاءِ حق

آنکھوں میں روشنی ہو تو نورِ خدا کی ہو
ہر ایک نظر خود بخود "اللہ" نما کی ہو

جس شئے پہ نظر ڈالوں نظر آئے تو ہی تو
صورت نہ کوئی دُوسری تیرے سِوا کی ہو

اے یارِ تجلّی تیری آنکھوں کے سامنے
ہردم نئے انداز، نرالی ادا کی ہو

اللہ اگر چاہے تو کیا کچھ نہیں مِلتا!
مِل جائے وہ منزل جو وراء الوریٰ کی ہو

مجھ کو پلا دے ساقیا اِتنی شراب دید
باقی نہ رہوں میں کہ یہ حالت نشہ کی ہو
خوش ہوں گے سبھی دیکھ کر جنّت کے مناظر
مجھ کو تو فقط چاہیئے سنگت پیا کی ہو
یارب مریضِ عشق کی ہے تجھ سے یہ دُعا
وہ درد عطا ہو کہ نہ حاجت دوا کی ہو
کچھ اور نہیں چاہیئے اِس کے سوا مجھے
تجھ سے تیرے محبوب سے الفت بلا کی ہو

کھو جائے تیرے عشق میں اسطرح سے سالم
نہ فِکر ابتدا کی نہ کچھ انتہا کی ہو

شبِ براءت !!

ہم کو کیا کیا نہ دیا رب نبی کے صدقے میں
خدائی اپنی ہوئی سب نبی کے صدقے میں
مائل لطف و کرم آسمانِ اوّل پر
نزول کبریا امشب نبی کے صدقے میں

ا۔ آج کی رات

فیصلے ہوتے ہیں ہر فردِ بشر کے حق میں
مانگ جو چاہے اِسی شب نبی کے صدقے میں

شب بِراًت، شبِ قدر مومنوں کیلئے
عظیم تر ملے دو شب نبی کے صدقے میں

حاجتیں پوری ہوئیں، مدعا اپنا پایا!
مانگا اللہ سے جب جب نبی کے صدقے میں

کرم اللہ کا دیکھو براتے خُلد بریں!
منتخب ہو چکے ہم سب نبی کے صدقے میں

وسیلہ ڈھونڈیہ ارشادِ خُدا بھول نہ جا
ہوگی بخشش تیری مذنب[۱] نبی کے صدقے میں

واسطہ لے کے محمد کا یہ سُنّی حضرات
ہوتے ہیں طاہر و طیّب نبی کے صدقے میں

پاس اللہ کے جو دین ہے دین اِسلام
پائے ہم سب وہی مذہب نبی کے صدقے میں

جنابِ قدس میں رکھتا ہوں حضوری کا شرف
مجھ کو حاصل ہے یہ منصب نبی کے صدقے میں

"نحن اقرب"[۲] کی نِدا سُن کے ہے سالم شاداں
بن گیا رب کا مقرب نبی کے صدقے میں

۱۔ گنہگار، ۲، قریب تر ہوں۔

نعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

محمد ہمارے نورالہدیٰ ھیں — شمس الضحیٰ ہیں بدرالدجیٰ ہیں
مدثر، مزمل، یٰسٓ، طٰہٰ — نورِ علیٰ نور، نورِ خدا ہیں،
نبیوں کے سرتاج رشکِ ملائک — حبیبِ خدا مصطفیٰ، مجتبیٰ ہیں
بجز نورِ احمد نہیں کوئی شئے بھی — سبھی ہیں وہ پنہاں شہِ دوسرا ہیں
وہ بے مثل و یکتا اعلیٰ و افضل — محمد ہمارے بعد از خدا ہیں!
بلالو مدینے میں اے شاہِ والا، — غم ہجر میں ہم یہاں مبتلا ہیں
گنہگارو آؤ چلو مطمئن اب — ہمیں بخشوانے شفیع الوریٰ ہیں،
بھلوں کے تو سب ہیں بروں کے محمد — عجب شان والے شہِ انبیاء ہیں
یہ قسمت ہماری مقدر ہمارا — ہمیں مل گئے جو رسولِ خدا ہیں،

ہے ادنیٰ سگِ در یہ سالم تمہارا
دو عالم میں اس کا تمہیں مدعا ہیں

فراق حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

گھٹ رہا ہے اب میرا دم یا محمد مصطفےٰ
آپ کی فرقت کا ہے غم یا محمد مصطفےٰ
آپ کے دیدار کی حسرت میں آقا دیکھئے
یہ میری آنکھیں ہیں پرنم یا محمد مصطفےٰ

خاکِ درگر آپ کی مل جائے میرے واسطے
کیمیا سے کچھ نہیں کم یا محمد مصطفےٰ

ہو نگاہ و دل میں میرے آپ ہی جلوہ فگن!
یہ نہیں احسان کچھ کم یا محمد مصطفےٰ

آپ کے در کے گداؤں کے بھی در پر دیکھئے
بادشاہوں کے ہیں سر خم یا محمد مصطفےٰ

فخر ہے اِس بات پر کہ آپ کے ہیں آپ پر
جان و دل سے ہیں فِدا ہم یا محمد مصطفےٰ

یا محمد یا محمد یا محمد مصطفےٰ
ذکرِ سالم ہے یہ ہر دم یا محمد مصطفےٰ

ثنائے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

مُبارک آج کا دِن ہے نبی جی کی ولادت کا
مبارک آج چمکا ہے ستارہ اپنی قسمت کا

مناؤ جتنی خوشیاں آج کم ہے اے مسلمانو
شرف ہم کو ملا ہے سردرِ عالم کی اُمّت کا

کوئی گر آشنا ہے لذتِ دیدارِ احمد ہو
دو عالم میں نہیں کوئی مداوا ایسی نعمت کا

نکل آیا کمر سے جوں کا توں باندھا ہوا پٹکہ
یہ عالم ہے نبی کے جسمِ اطہر کی لطافت کا

ہوا ایسا بشر کوئی نہ پیدا اور نہ ہو گا
کرے جو چاند کے ٹکڑے نہ سایہ ہو جسامت کا

تمھیں کچھ اور کہنے کو میرا جی چاہتا ہے اب
مگر تم نے لگایا منہ پہ تالا ہے شریعت کا

لحد ہو خُلد ہو، یا ہو حیاتِ مُستعار اپنی!
خدا بخشے شرف ہم کو نبی جی کی معیت کا

سرِ محشر تکے گی ساری خلقت آپ کی جانب
ہے کیا رتبہ محمد مصطفےٰ کی دیکھو اُمت کا

ہیں فکرِ دو جہاں سے یا نبی آزاد ہو جاؤں
رہے گر مجھ پہ سایہ آپ کے دامانِ رحمت کا

محمد مصطفیٰ صلِّ علیٰ سے ہم کو نسبت ہے
یہی تو اک سبب ہے دو جہاں میں اپنی عزت کا

بہر منزل حمایت ہم کو حاصل ہے محمد کی
ہمارے واسطے سالم بھلا کیا ذکر کلفت کا

یقین جانو ہماری مغفرت سالم مسلّم ہے
وسیلہ ہو شفیع المذنبین کی گر شفاعت کا!

ثنائے شیخ عبدالقادر جیلانی

دیدارِ علیؓ، دیدارِ نبیؐ، دیدارِ خدا ہو جاتا ہے
اک جلوۂ غوث الاعظم بھی کن کن کو سامنے لاتا ہے

ہر طرح کی کر کر تدبیریں ناکام ہوا ہو ایسے ہیں،
جو غوث کے در پر آتا ہے وہ اپنی مرادیں پاتا ہے

جو بات زباں سے تم نے کہی ڈھکن فیکوں کی شان کہی
یہ عبدالقادر بھی اکثر قادر کی شان دکھاتا ہے

یہ عبدالقادر جیلانی کیا پیر میرا ہے لاثانی!
ہر آن میرے سنگ رہتا ہے تقدیر میری چمکاتا ہے

جب تک نہ کرے توبہ ہرگز مرنے ہی نہ پائے کوئی مُرید
اس بات کا غوث الاعظم سے اللہ عہد فرماتا ہے

گر لاکھ برا ہو کوئی تو کیا یہ بات مسلم ہے سالمؔ،
جب ہاتھ میں ان کے جاتا ہے کھوٹا بھی کھرا بن جاتا ہے،

منقبت خواجہ اعظم رحمتہ اللہ علیہ

نظر کرم کی ہو مجھ پہ خواجہ تمہارے در کا غلام ہوں نا.....
عطا ہو کچھ صدقہ کچھ اتارا تمہارے در کا غلام ہوں نا

میں ایک مفلس ہوں میرے خواجہ تم ہو غریبوں کے سہارا
بڑھادو دستِ کرم تم اپنا تمہارے در کا غلام ہوں نا

تمہارے ٹکڑوں پہ پل رہا ہوں تمہارے صدقے میں جی رہا ہوں
یوں ہی عنایت رہے ہمیشہ تمہارے در کا غلام ہوں نا

میں گرتے گرتے سنبھل رہا ہوں سب تمہاری نوازشیں ہیں
سنبھالے رکھنا سنبھالے رکھنا تمہارے در کا غلام ہوں نا

اگرچہ پیچھے رہو تمہارے تو چپ سے رضواں بھی چھوڑ دے گا
ہاں ساتھ رکھنا جدا نہ کرنا تمہارے در کا غلام ہوں نا

بروزِ محشر اے میرے خواجہ خدا سے کہنا ہے میرا سالم
ہے یہ حقیقت غلط نہیں نا تمہارے در کا غلام ہوں نا

جلوۂ نورِ یزدانی

ہر سو تیرا جلوہ ہے ہر سو میرا کعبہ ہے
مشتاق نگاہوں نے دیکھا یہ نظارہ ہے
موسیٰ کو دکھایا جو وہ جلوہ جلالی تھا!
یہ جلوہ جمالی ہے جو مجھکو دکھایا ہے
اے چشمِ دلِ بسمل سو بار تیرے قرباں
تھا جس کا تمنائی جلوہ وہ دکھایا ہے
اک برقِ تجلی جو چمکی ہے یہاں اک پل!
ہر اک نفسِ ہستی اک نور کی دھارا ہے
پائے جو نظر دیکھے اِس دِل کے آئینے میں
اس شوخ دلربا کا در پردہ نظارہ ہے
چھوٹا سا یہ دِل اپنا گھر خالقِ اکبر کا!
گویا کہ یہ دِل اپنا اک عرشِ معلیٰ ہے
اک رمزِ حقیقت میں کرتا ہوں بیاں لیکن
سمجھے جو خودی اپنی اِس دُھن میں مٹایا ہے
کِس سمت جھکاؤں سر زاہد ذرا بتلادے
مجھ کو تو یہاں ہر سُو قبلہ نظر آیا ہے،
ہے عقل میری حیراں یہ کیسا تماشہ ہے
اک بلبلے میں سالم دریا جو سمایا ہے

تمنائے وصل حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

لے کے بیٹھا ہوں تمنا آج وصلِ یار کی
زیست کا مقصد یہی ہے دید ہو دلدار کی

اے صبا جا کر مدینہ کہہ مسیحا سے میرے
بے قراری دیکھئے اپنے ذرا بیمار کی!

لیجئے کچھ تو خبر مجبور کی شاہِ امم!
اے میرے آقا اسی میں شان ہے مختار کی

آرزو جنت کی ہے نہ تو طلب دنیا کی ہے
ہے تمنا بس یہی اک آپ کے دیدار کی

اے شہنشاہِ دو عالم رحمتہ للعالمین
دیکھئے حالت ذرا اِس بے کس و لاچار کی

رخ سے پردے کو ہٹا کر دیکھئے میری طرف
دیکھ لوں گا صورتِ زیبا میرے سرکار کی

ہے ہٹیلا اور ضدی آپ کا سالم بہت
یہ نہیں مانے گا ہرگز، چھوڑیئے انکار کی!

منقبت سید الشہداء حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہے کلام اللہ[1] شاہد آیت "تطہیر"[2] سے
کیا مقامِ پنجتن ہے عظمت و توقیر سے

ہم سے کیا مانگے نبی یہ جان لو بہ امرِ ربّ[3]
آپ الّا مودۃ فی القربیٰ[4] کی تفسیر سے

ما کان محمد ابا احد من رجالکم[5]
اک سببِ عشقِ محمدؐ شبّر و شبّیر سے

منصبِ ایثار جو "یطعمون الطعام"[6] کا ہے
حسنین، زہراء و علی کے وابستہ ہے تقدیر سے

قربان اپنی جان جو "فی سبیل اللہ"[7] کرے
منفرد اعلیٰ مثال ہے عیاں شبّیر سے

فہرست جو قرآن میں "انعمت علیہم"[8] کی ہے
صابر، سخی، صالح، شہید وابستہ ہے شبیر سے

۱۔ قرآن، ۲۔ خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے میرے حبیب میں تمہارے اہلبیت کو پاک و مطہر رکھنا چاہتا ۳۔ پروردگار کے حکم سے، ۴۔ نہیں مانگتا ہیں خدا کا تم سے کوئی اجر بجز حسنِ سلوک میرے اقرباء سے، ۵۔ نہیں محمد تم میں سے کسی ایک بھی مرد کے باپ، ۶۔ خدا کی خوشنودی کے لیے کھلاتے ہیں کھانا یتیموں کو، اسیروں کو، مسکینوں کو، ۷۔ اللہ کے راستے میں، ۸۔ جن پر اللہ کی طرف سے انعام ہوا۔

دست در دستِ یزید "یبایعون اللّٰہ" کے بعد !!
کیسے یہ ہوتا گوارا حضرتِ شبیرؓ سے
قربانی ذبیح اللّٰہ "فدینٰہ بذبحٍ عظیم"
تکمیل پائی کربلا میں حضرتِ شبیرؓ سے
ارشادِ رب جو طاعتِ "اولی الامر منکم" ہوا
اس کی نسبت مرشد و سادات سے ہے پیر سے
یاد کیا یہ مومنوں کو "خمس" کی آیت نہیں
حق نبی کی آل کا جو ہم پہ ہے توقیر سے

فرض ہے سالم محبت آلِ رسول اللّٰہ کی
سرکار کی تقریر سے قرآن کی تنویر سے

حُسنِ نانا کو، نواسوں نے دونوں بانٹ لیا
سر تا سینہ حسنؓ، سینہ تا پا حسینؓ، نے

۱۔ بیعت کرنا اللّٰہ سے، ۲۔ بدل دی گئی ایک عظیم قربانی سے، ۳۔ حاکموں کا حکم مانا کرو،
۴۔ مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ آلِ رسول اللّٰہ کا حق ہے۔

مدحِ غوث الوریٰ رضی اللہ عنہٗ

کیا حق کو پانے کی جب جستجو
یہ نقشہ سراپا تے غوث الوریٰ
یہ حُسنِ اتم کی ہے جلوہ گری
مشرّف بہ دیدار ہو جاؤں میں
میں ان کے تصوّر میں جب کھوگیا
بڑوں پر ہے لُطف و کرم کی نظر
فقط اک اشارے کے ہیں منتظر!
کرم کیجئے دینِ حق کے محیؔ!

چلے آتے غوث الوریٰ رُو برُو
محمد کی تصویر ہے ہُو بہ ہُو
تجلّی نورِ قدم خوب رُو
یہی ہے یہی ہے میری آرزو
نظر آتے غوث الوریٰ چار سُو
ہے مِثلِ نبی غوثِ اعظم کی خُو
یہ اربابِ لُطف و کرم دُو بدُو
ہے خطرے میں پھر دین کی آبرو

رہو ساتھ سالمؔ کے یا غوثِ پاک
یہی اِلتجا ہے، یہی آرزو!

ثناۓ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

عجب منظر ہے تیرے روضۂ پُرنور کا خواجہ!
نظر میں گُنبدِ خضراء کا نقشہ کھنچ گیا خواجہ

نزولِ رحمت و انوار ہے دربارِ خواجہ پر
بہر سو نور ہی بس نور کا منظر بنا خواجہ

تیرے روضہ پہ تاجِ خسروی کی شان دیکھی ہے
بنایا ہے خدا تم کو شہنشاہ ہند کا خواجہ

رسول اللہ کی ہم کو عطا ہے فضلِ مولیٰ ہے
ہماری خوش نصیبی ہے کہ تو ہم کو ملا خواجہ

عجب انداز کی جُود و سخا ہے آپ کی خواجہ
کوئی در سے نہ خالی آپ کے سائل گیا خواجہ

یہی حسرت لیئے آیا ہوں در پر آپ کے خواجہ
کہ ہو جاؤں مشرف دید سے اک بار یا خواجہ

کوئی تو سجدے کرتا ہے کوئی تو گرد پھرتا ہے
تیرا در عاشقوں کا قبلہ و کعبہ بنا خواجہ

سخی سردار نے مجھکو خریدا، بک چکا ہوں میں
مقدر سے تیرے ہاتھوں ہوا سودا میرا خواجہ

جہاں میں شان و شوکت اور ہماری عزت و عظمت
یہ سب کچھ آپ کی نسبت کا ہے ہم کو صلہ خواجہ

جہاں میں آپ کے فیضان کا قاسم بنے سالمؔ
کرم ہو جائے اتنا آج اس پر آپ کا خواجہ

پیا کی نگریا!

آؤ چلو رِی سکی مورے پِیا کی نگریا!
رحمتوں سے ہے بھری ..... مورے پیا کی نگریا!

اس کے گلیوں کی کیا بات جیسے جنت کے باغات
سارے جگ میں ہے بھلی مورے پِیا کی نگریا!

دیکھو دیکھو ری دِن رات برسے نور کی برسات
جگمگ جگمگ بھیتوری مورے پِیا کی نگریا

ہر اک منظر واں کا ہائے من لبھائے لیتو جائے
مورے نینن میں بسی مورے پِیا کی نگریا!

واں کے موسم کی بہار جا بجا گل و گلزار
سالم دیکھو چلو رِی مورے پیا کی نگریا

مدح خواجہ بندہ نواز رحمتہ اللہ علیہ

بندہ نواز آلِ رسولِ خدا ہیں آپ
جانِ بتول، دلبرِ مشکل کشا ہیں آپ
حاصل نہ رہے فخر کیوں گلبرگہ شہر کو
انوارِ رسالت کی یہاں پہ ضیا ہیں آپ
انوارِ محمد کی تجلی ہے سراپا !!
اہلِ صفا کے واسطے قبلہ نما ہیں آپ
بندہ نواز شاہِ دکن، باخدا ہیں آپ
گیسو دراز سایہ فگن جابجا ہیں آپ
جتنا ہے بلند آپ کا دربار یا خواجہ
اتنے ہی بڑے صاحب جود و سخا ہیں آپ
ہوتا ہے جب بھی دردِ غمِ عشق اوج پر
آتا ہوں پاس آپ کے اسکی دوا ہیں آپ

دونوں جہاں کی فکر سے آزاد ہے سالم
بندہ نواز جب کہ میرا آسرا ہیں آپ

منقبت سیّد احمد گجراتی رحمۃ اللہ علیہ

للہ کرم اب فرماؤ یا سیّد احمد گجراتی
انکارِ جہاں سے چھڑواؤ یا سیّد احمد گجراتی

اک بار تو در پر بلواؤ پھر در سے مدینہ بھجواؤ
یہ دل کی تمنا بر لاؤ یا سیّد احمد گجراتی

سُن لیجئے خدارا سائل کی بھر دیجئے مرادوں سے جھولی
حسنین کا صدقہ دلواؤ یا سیّد احمد گجراتی

ہے ناز تمہاری نسبت پر وابستہ دامن ہوں میں بھی
منظورِ نظر ہوں فرماؤ یا سیّد احمد گجراتی

غیروں پر عنایت ہوتی ہے میں گھر کا ہو کر جاؤں کہاں
قسمت کا ستارہ چمکاؤ یا سیّد احمد گجراتی

جس طرح بناتے ہو اپنا ویسے ہی بھرم ہر جا رکھنا
پلّے پہ میرے تم آجاؤ یا سیّد احمد گجراتی

جب کوئی مصیبت آن پڑے سالم یہ پکارے گا تمکو
تم میری مدد کو آجاؤ یا سیّد احمد گجراتی !

منقبت یوسفین رحمۃ اللہ علیہمؒ !!

ضیا نورِ یزدانی کلیم اللہ کے جانی ۔ رخِ محبوبِ سبحانی کلیم اللہ کے جانی
رسولِ پاک کے دلبر علی حسنین کے جانی ۔ ضیاؔ چشم زہرانی کلیم اللہ کے جانی
ترا درِ مرکزِ فیضاں تو سب کے درد کا درماں ۔ تیری دنیا ہے دیوانی کلیم اللہ کے جانی
جلا دو پھر چراغ اپنا کرو پھر نور افشانی ! ۔ ہوا ہے تیز طوفانی کلیم اللہ کے جانی
شہر میں ان دنوں اشرار اپنا سر اٹھاتے ہیں ۔ کرو اب تم نگہبانی کلیم اللہ کے جانی
دلِ مضطر سکوں آرام راحت چین پاتا ہے ۔ ترا کوچہ ہے رحمانی کلیم اللہ کے جانی
وہی یوسف اور شریف الدین مصری اور کنعانی ۔ طبیبِ قلبِ انسانی کلیم اللہ کے جانی
مقدر سے ہمارے ہاتھ آیا آپ کا دامن ۔ نہیں اب کچھ پریشانی کلیم اللہ کے جانی
جبیں پر گر نشاں ہو آپ کے در کی گدائی کا ۔ قدم چومے گی سلطانی کلیم اللہ کے جانی

یہ سالم کو بھی مِل جائے کلیم اللہ کا صدقہ
کیا کرتا ہے دربانی کلیم اللہ کے جانی

○

ہمارا اک نظر برحال ما یوسف شریف الدین ؛ کرم کن ایں قدر برحالِ ما یوسف شریف الدین
ندارد جز بہ تو مارا دگر غمخوار و مونس را ؛ نظر کن اک نظر برحال ما یوسف شریف الدین

معراجِ عشق

تصوّر کرتے کرتے یار کی تصویر بن جائے تو کیا کہنے
یہی ہے منزل معراج تیری تو اگر پائے تو کیا کہنے
جنونِ عشق میں جب آئینہ دیکھے تو حیراں ہو کے کیا دیکھے
تیری صورت میں صورتِ یار کی تجھ کو نظر آئے تو کیا کہنے
مٹے گر فرق میں اور تو کا دیکھو اے صنم کیا لطف آئے گا
دوئی کا ہے جو پردہ درمیاں سے اب یہ اٹھ جائے تو کیا کہنے
سوا اس کے نہ کچھ بھی دیکھ پاؤں بس یہی ہے آرزو میری
جدھر دیکھوں ادھر وہ اپنا جلوہ سامنے لائے تو کیا کہنے
سراپا کس کا جلوہ، کون ہے تو، کس کی ہے یہ جستجو تجھ کو ؟
اگر رازِ حقیقت اے بشر تجھ پر یہ کھل جائے تو کیا کہنے
مہ و خورشید بن کر تو جہاں کو سارے چمکائے تو کیا کہنے
تو بن کر بوئے گل گلشن کو سارے آج مہکائے تو کیا کہنے
وہ منزل اے جنوں کب آئے گی تو ہی ذرا سالم کو بتلا دے
کہ ہر شئے میں میرا وہ یار گر مجھ کو نظر آئے تو کیا کہنے

ثنائے خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم

ہم پہ ہو جائے کرم کی اک نظر خیرُ البشر
آپ کے ہو کر بھلا جائیں کدھر خیرُ البشر

شافعِ روزِ جزا ہو رحمتِ عالم ہو تم!
دین و دنیا ہو گئے ہیں بے خطر خیرُ البشر

آپ ہی کے نور سے تشکیل پائی کائنات
ہو تمھیں تو جلوہ گر دیکھوں جدھر خیر البشر

قد کا سایہ ہی نہیں اس بات کی ہے یہ دلیل
نورِ ذاتِ کبریا ہیں سر بہ سر خیر البَشر

زلفِ سنبل کی گھٹائیں آپ کے چہرے کا نور
بن گئے ہیں دیکھیئے شام و سحر خیر البشر!!

آپ کے ابرو ہلالی سجدہ گاہِ عاشقاں!
مے کشوں کی مستیاں جامِ نظر خیر البشر!

شمعِ راہِ ہدایت، آپ کا ہر نقشِ پا،
پُر ضیا ہے زندگی کی ہر ڈگر خیرُ البَشر

آپ ہی سالم کے ہو اک چارہ گر خیر البشر
جان و دل، ایمان صدقے آپ پر خیر البشر

یادِ محبوب !

میرا ہر داغِ دل کچھ کم نہیں شمعِ فروزاں سے
میری دنیائے دِل پر نور ہے جشنِ چراغاں سے
چبھن یادوں کے نشتر کی مسلسل دِل کے زخموں پر
سِتم کی بات اب تو بڑھ گئی ہے تابِ امکاں سے
یہ بحرِ عشق ہے ناداں اترنا پار مشکل ہے
کہاں تو ناتواں ٹکرائے گا موجوں سے طوفاں سے
رقیب اللہ کا خود اس کا بندہ بن گیا دیکھو
لگا بیٹھے ہیں دونوں دل کو اپنے ایک جاناں سے
اتر آئے اگر وہ اک نظر کی سودا بازی پر !!!
کروں گا جان فذِ دل سے اور اپنے دین و ایماں سے
جبیں کی جگمگاہٹ دیکھنا میدانِ محشر میں
سجایا ہے کفِ پائے صنم کے نقشِ تاباں سے

میرے دل کے پھپولوں کی جراحت کے لیئے سالمؔ
مسیحا نے لیا ہے کام اپنے نوکِ مژگاں سے

○

فیضانِ پیر!!

کیا بتاؤں آپ کو فیضان اپنے پیر کے
نت نئے احسان ہیں ہر آن اپنے پیر کے

ہاتھ بھی اٹھنے نہ پائے مِل گیا سب کچھ ہمیں،
کم نہیں ہیں ہم پہ کچھ احسان اپنے پیر کے

مطمئن ہیں کوئی آفت آ نہیں سکتی قریب!
دست وداماں ہم پہ ہیں ہر آن اپنے پیر کے

ہے یہ فرمانِ خدا جو کچھ ہے فرمانِ نبی!
ہیں یہ فرمانِ نبی فرمان اپنے پیر کے

ساقیِ بغداد کی نظروں سے پینے کے لیئے
تشنگو آؤ، بنو مہمان اپنے پیر کے

ساقیِ بغداد کا ہر رِند ساقی بن گیا!
جن سے جاری ہے سدا فیضان اپنے پیر کے

بادشاہوں کے ہیں سر خم سالمؔ ان کے سامنے
ہیں شہنشاہِ جہاں دربان اپنے پیر کے

منقبت خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

دِل کی دنیا میری آباد ہے تم سے خواجہ
زندگانی میری یہ شاد ہے تم سے خواجہ!
ہے کرم آپ کا، یوں ہی کرم ہر حال رہے
ہم غریبوں کی یہ فریاد ہے تم سے خواجہ
آپ کی جلوہ گری ہے جو نگاہ و دِل میں!
آنکھ ٹھنڈی میری دلشاد ہے تم سے خواجہ
تھا جو محتاج بنا وہ تو امیروں کا امیر!
جسکو حاصِل ہوئی امداد ہے تم سے خواجہ
گلشنِ ہند ہے شاداب، سبھی شاداں ہیں
رحمتوں کی جو چلی باد ہے تم سے خواجہ

آپ مِل کر مجھے اللہ سے واصِل کردو
سنئے سالم کی یہ فریاد ہے تم سے خواجہ

○

سلام

بہ بارگاہِ خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ بندہ نواز سلام علیک
شاہِ گیسو دراز سلام علیک

مظہر نورِ حق دلبرِ پنجتن
باصفا پاکباز سلام علیک

کوئی تم سا دکن میں خواجہ نہیں
ہم کو تم پہ ہے ناز سلام علیک

شانِ بندہ نوازی کیا کہنے
دستِ جود دراز سلام علیک

چشتیہ سلسلے میں حاصل ہے
آپ کو امتیاز سلام علیک

ہم بھی در کے فقیر ہیں خواجہ
کیجئے سرفراز سلام علیک

سارے اسرارِ حق ہیں تم پر عیاں
صاحبِ راز و نیاز سلام علیک

منزلِ حسن و عشق میں گویا!
آپ ہیں شہباز سلام علیک

خودبخود میرے کام بنتے ہیں
اے میرے کارساز سلام علیک

ہے یہ سالم کو آپ سے نسبت
خواجہ بندہ نواز سلام علیک

منقبت یوسفین شریفین رحمۃ اللہ علیہ

اے میرے مشکل کشا حاجت روا یوسف شریف
ہو کلیم اللہ کا صدقہ عطا یوسف شریف!

دو شہنشاہوں کا یہ دربار عالی شان ہے،
ہیں یہ دونوں نورِ چشمِ مصطفےٰ یوسف شریف،

کیا نرالی شان کی جود و سخا ہے آپ کی !!
مانگنے جو در پہ آیا پا لیا، یوسف شریف،

اِس شہر کے بے سہاروں کا سہارا آپ ہیں،
سن کے آیا ہوں سہارا دو ذرا یوسف شریف

آندھیوں کا زور ہے بجھنے کو ہیں سارے چراغ
پھر ہواؤں میں جلاؤ اک دِیا یوسف شریف،

آپ کے در کی گدائی پر ہے سالم کو بھی ناز!
ہے فدائی جان و دِل سے آپ کا یوسف شریف

منقبت جگر گوشہ سیّدنا غوث الاعظم!

اے "نجم" دین کے آ، دل میں میرے
چمکے وحدت کی ضیاء، دل میں میرے
پرتو نورِ خدا، نورِ نبی، حسن اتم!
جلوہ گر رہنا سدا دل میں میرے

محی الدین کی آنکھوں کا تارا پیر نجم الدین
جمال پنجتن کا ایک نظارا پیر نجم الدین!
کرم کی اک نظر ہم پر خدارا پیر نجم الدّین!
سہارا دو ہمیں اپنا سہارا پیر نجم الدّین،
نکل جائیں گے ہم بچ کر بہر منزل مصیبت سے
ہے کافی آپ کا بس اک اشارا پیر نجم الدّین،
تمہارا نام لے کر ہم نے اکثر آزمایا ہے!!
بنا ہر کام خود بخود ہمارا پیر نجم الدّین
رہے غوث الورٰی راضی، نبی راضی خدا راضی!
میری قسمت کا چمکا دو ستارہ پیر نجم الدّین
بنے لاکھوں ہی تم سے تم نے لاکھوں کو سنوارا ہے
عجب لطف و کرم ہے یہ تمہارا پیر نجم الدّین!

خدارا دو ہمیں بھی اپنے کچھ اجداد کا صدقہ
ملے کچھ غوثِ اعظم کا اتارا پیر نجم الدّینؒ
نگاہ و دِل میں میرے پیر کی تصویر رہتی ہے
ضیا آنکھوں کی ہے یہ دِل کا تارا پیر نجم الدین

کوئی پہچانتا نہ تھا مگر گمنام سالم کو!
کیا تم نے ہی عالم آشکارا پیر نجم الدّین

ٹھمری!

جی کی بات میں کہتی ہوں سُن ری سکی
جب یاد وں میں پیہو کے رین کٹی!
موہے چھو گئی باد صبا ایسی!
موہے پیہو کے آون کی بِھنک لگی!
کرے رنگھار رنگھٹا جھنک جھنک
جیا جھومت ہے، کرے منوا کتھک!
مورا حال نہیں مورے بس میں سکی!
موہے پیہو کے آون کی بِھنک لگی،
جرا دور ہٹو اے پر یوا ارد ....!
موری بات کا نہ کچھ بُرا مانو ......!

کچھ دیر ٹھہر یمراج[1] ابھی!
موہے پیہو کے آون کی بھنک لگی!

موہے چھوڑ اکیلا سب بھاگے
جب گور میں موہے ڈر لاگے
گھبرا کے نکیروں[2] سے میں کہی،
موہے پیہو کے آون کی بھنک لگی

جب حشر میں پربھو[3] سے ڈر لاگے
ہوئے اپنے پرائے بیرا[4] گے
دہشت میں پیہو کو جو ڈھونڈ رہی!
موہے پیہو کے آون کی بھنک لگی!

میں سورگ[5] میں پہنچی بھاگ جگے،
من سلمیٰ کا حوراں لبھا نہ سکے
تھی نراشِ[6] کہ ایسے میں اے ری سکی!
موہے پیہو کے آون کی بھنک لگی!

سلمیٰ ہے تورا ایسا ساجن!
ہے دونوں جگت کا اک راجن..!
وہ نور کا پتلا ہر کا ہری!
موہے پیہو کے آون کی بھنک لگی!

۱۔ ملک الموت، ۲۔ منکر نکیر (قبر میں سوال کرنے والے فرشتے) ۳۔ خدا، ۴۔ انجان
۵۔ جنت، ۶۔ مایوس۔

ثنائے ربِّ کریم!

ہمیں کیا فکر دنیا کی ہمیں کیا خوف عقبیٰ کا
سہارا مل گیا لاتقنطو من رحمت اللہ کا
وہی مالک وہی خالق وہی ہے قادرِ مطلق!
نہیں جنبش کسی شئے کو نہ ہو گر حکم مولیٰ کا
وہ رکھتا ہے محبت کئی گُنا ماں کی محبت سے
کرم بے انتہا بندوں پہ ہے اللہ تعالیٰ کا
نہ کر حسنِ عمل پر اپنے تکیہ زاہد ناداں
ہے بیڑا پار گر فضل و کرم ہو جائے اللہ کا
گنہ گارو سنو اک نام ہے تواب اللہ کا
گنہ بخشش کیلئے نسخہ مجرب ہے یہ توبہ کا
ہماری حاجتوں کے واسطے اللہ کافی ہے
طلب غیروں سے کیسی ہو کے بندہ ربِ تعالیٰ کا
الٰہی بندۂ عاصی ہے سالم لے کے آیا ہے
وسیلہ شافع محشر کا اور غوث الوریٰ کا

نعت احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم

نورِ مصطفائی کی شمع تو جلا دِل میں
نورِ کبریائی کی پائے گا ضیا دِل میں

جلوۂ رخ احمد جنکی ہے نگاہوں میں
آئے گا نظر اُن کو جلوۂ خدا دل میں

آپ پر تو ظاہر ہے آپ کے کرم ہی سے
آپ ہی کے جلووں کے ماسوا ہے کیا دل میں

سر ہے گنبدِ خضرا سینہ روضہ اقدس!
جلوہ گر محمد ہیں میرے باصفا دِل میں!

زہد ہے نہ تقویٰ ہے علم ہے نہ حسنِ عمل
لے چلا ہوں کافی ہے عشقِ مصطفےٰ دل میں

عشقِ احمد مختار عین اصل ایماں ہے
بات ہے حقیقت کی شک لا ذرا دِل میں

طیبہ جانے والوں کو دیکھ کر میرے آقا!
حسرتوں کا اک دریا موج زن ہے دِل میں

جان و دل کی عظمت کا ذکر کیا کرے سالم
جان میں خدا خود ہے اور مصطفیٰ دِل میں

اک جل اللہ اک صلی اللہ

ہیں عرش بریں پر دو اک جا اک جل اللہ اک صلی اللہ
معراج کی شب یہ شور مچا اک جل اللہ اک صلی اللہ

محبوب و محب کے ملنے کا انداز ہے کیا سبحان اللہ
کہ "قابِ قوسین او ادنیٰ" اک جل اللہ اک صلی اللہ

مومن نہ کریں کیوں ناز بھلا دیکھو تو مقدر ان کا ذرا!
کہ ان کے ہوتے ہیں دو ملجا اک جل اللہ اک صلی اللہ،

بے فکر ہوئی ہے موت و حیات دنیا بھی ملی عقبیٰ بھی ملا
جب اپنے ہوئے بحمد للہ اک جل اللہ اک صلی اللہ،

قربان ہیں اپنی قسمت پر کیا خوب نصیبہ ہے میرا
میرے ہیں محمد میرا خدا اک جل اللہ اک صلی اللہ!

ہے ناز بجا تیرا سالم تکتا ہے تجھے سارا عالم!
کیا نسبتیں تیری ہیں ذاللہ اک جل اللہ اک صلی اللہ،

نعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

پی کر شرابِ شوق کا پیمانۂ محمد
رہتا ہے مست ہر دم مستانۂ محمد

بوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ بوذرؓ بلالؓ سلمانؓ
ہر ایک تھا نرالا پروانۂ محمد

شاہانِ جہاں صدقے دانائے جہاں قرباں
مخدوم دو عالم ہے دیوانۂ محمد

ہر اک نظر میں جسکی جلوے تھے محمدؐ کے
رہتا تھا قرن میں اک مستانۂ محمدؐ

کونین نمائش ہے سب نورِ محمدؐ کی
ہر شئے ہے یہاں گویا فرزانۂ محمد

ہے عرش سے بھی نازک جو مقام زمیں پر
دیکھا ہے مدینہ میں کاشانۂ محمد

نہ روک مجھے زاہد کرنے دے یہاں سجدے
کعبہ ہے میرا کعبہ کاشانۂ محمدؐ

صد شکر کہ سالمؔ اب اس حال میں جیتا ہے
جاں جانِ محمد ہے دلِ خانۂ محمد

ٹھمری!

نعتِ شریف!

جھومت جھومت چال چلت وا کے صدقے ہو ہو جاؤں سکی ری
دھیرت دھیرت پَیَن دھرت وا کے صدقے ہو ہو جاؤں سکی ری
بانکے ساجن، سید عرب وا کے جن کا محمد ناؤں سکی ری
من میں نین میں، آن بست وا کے، صدقے ہو ہو جاؤں سکی ری
دونوں جگت کے راجن پیارے کے درشن نس دن پاؤں سکی ری،
من کی آشا پوری کرت وا کے صدقے ہو ہو جاؤں سکی ری
نور کا دریا تن دھارے ہے، جسکی نہ کوئی چھاؤں سکی ری
جگمگ جگمگ نوری مورت وا کے، صدقے ہو ہو جاؤں سکی ری
جوت کی جھل جھل، سارے جگت وا میں پھیلی ہے گاویں گاؤں سکی ری
شمس الضحیٰ کی کرنی مکھت وا کے صدقے ہو ہو جاؤں سکی ری
راگ، راگنی، سُر، دھن، لحن، سارے اُس کے گلے کے ساز سکی ری
میٹھے میٹھے بول کہت وا کے، صدقے ہو ہو جاؤں سکی ری
بھاگ جگے موسے دونوں جگت وا میں، ہیں ان کا کہلاؤں سکی ری
اپنے بھگت کی لاج رکھت وا کے صدقے ہو ہو جاؤں سکی ری
یادوں میں ان کی، یہ سالم عمریا کیسے کٹی کیا بتاؤں سکی ری
آون آون روپ دکھت وا کے صدقے ہو ہو جاؤں سکی ری

منقبت سیدنا امام حسین علیہ السلام!

کیا نرالی شان کا اک فاتحِ اعظم ہُوا
حشر تک اونچا علی کے لال کا پرچم ہُوا
کس نے یہ اسلام کو بخشی حیات جاوداں
اے حسین احسان تیرا کیا کہیں کیسا کم ہُوا
کربلا کا واقعہ ہی جان ہے اسلام کی!
حشر تک کے واسطے اسلام تازہ دم ہُوا
یا حسین ابن علی اللہ اکبر تیری شان!
کون ہے راہِ خدا میں جس پہ ایسا غم ہُوا
تھے کھڑے تھامے ہُوئے معصوم کا لاشہ حسینؓ
کیا رضائے حق میں یہ بھی صبر کا عالم ہوا
خشک آنکھیں، چپ زباں، سجدے میں سر
کیا نرالی شان کا یہ بھی عجب ماتم ہوا

یا حسین ابن علی کہنا یہ نانا جان سے
آپ کا یہ امتی مجھ پر فدا سالم ہُوا!

○

قصیدہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

جلالِ کبریا فاروق اعظم — جمالِ مصطفیٰ فاروقِ اعظم
نبی کا مدعا فاروق اعظم — خدا کی ہے عطا فاروق اعظم
خدا قرآن میں خود کر چکا ہے — تمہارا تذکرہ فاروق اعظم
خدا کا فیصلہ ہے در حقیقت! — تمہارا فیصلہ فاروق اعظم
نبی کے آپ رشتے میں خسر ہیں — تمہارا مرتبہ فاروق اعظم
نرالی شان والا ہے نبی کا! — خلیفہ دوسرا فاروقِ اعظم
وقارِ اتقیاء فاروقِ اعظم — سراجِ صوفیا فاروقِ اعظم
فقر کا بادشاہ فاروق اعظم — شہنشاہ دین کا فاروق اعظم
عروج اسلام کا دورِ خلافت — زمانہ ہے گواہ فاروقِ اعظم
سخی عادل شجیع کوئی جہاں میں — ہوا نہ آپ سا فاروق اعظم
دفع ہوتا ہے شیطان نام عمر سے — ہے رد ہر بلا فاروق اعظم
غلام ان کا ہے ناقہ پر سوار — چلے ہیں پاپیادہ فاروق اعظم

کرم کی اک رحال سالم
طفیلِ مصطفیٰ فاروقِ اعظم

سلام بحضورِ غوث الانام

سلام اے غوثِ صمدانی سلام
سلام اے قطب ربانی سلام
سلام اے شاہِ جیلانی سلام
سلام اے پیر لاثانی سلام

سلام اے مظہرِ نورِ قدم
سلام اے پرتوِ شاہِ امم
سلام اے پیکرِ حسنِ اتم
سلام اے یوسفِ ثانی سلام

سلام اے جانشینِ مصطفےٰ
سلام اے فاطمہ کے دلربا
سلام اے نورِ عینِ مرتضیٰ
سلام حسنین کے جانی سلام

اے غریبوں مفلسوں کے دستگیر
سخت مشکل میں مسلماں ہیں اسیر
تم سبھی کا ہو سہارا میرے پیر
لو خدارا شاہِ جیلانی سلام

کسمپرسی میں ہے حالت دین کی!
بخشئے اسلام کو پھر زندگی
تم تو آخر ہو محیؔ الدین ہی
اے مسیحِ دینِ حقانی سلام

ہو عطا سالمؔ کو کچھ ایسا مقام
فیض کا دریا بنے یہ بھی غلام
قادری کہنے لگے دنیا تمام
لو میرا محبوبِ سبحانی سلام

قصیدۂ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ،

مظہر شانِ کرم حضرت غوث الثقلین
پرتو شاہِ اُمم حضرتِ غوث الثقلین،

ہے یقیں مجھکو بہر حال کہ سُن ہی لیں گے
میری رُوداد الم حضرتِ غوث الثقلین،

ہم غلاموں کو نہیں فکرِ دو عالم میں کوئی
ہو اگر چشم کرم حضرتِ غوث الثقلین

منزلِ اہلِ نظر، مرکزِ اہلِ ایماں!
آپ کے نقشِ قدم حضرتِ غوث الثقلین

دیکھتے رہتے ہیں سرکار کے چشم و ابرو
سارے اربابِ کرم حضرتِ غوث الثقلین،

کیوں نہ حاصل ہو سرافرازیٔ ہستی ہم کو
کس کے کہلاتے ہیں ہم حضرتِ غوث الثقلین

جلوہ گر قلب و نظر میں رہو سالکم کے سدا
اتنا ہو جائے کرم حضرتِ غوث الثقلین!

قصیدۂ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

کرم چاہتا ہوں کرم غوث اعظم
دو عالم میں رکھ لو بھرم غوثِ اعظم

ہے جلوہ گری یہ تو نورِ قدم کی
تجلّی حسنِ اتم غوثِ اعظم

محمد کی صورت محمد کی سیرت
سراپائے شاہِ اُمم غوثِ اعظم

جمالِ حسن ہو ادائے حسینی!
محی دین کے محتشم غوثِ اعظم،

ہیں نقشِ کفِ پائے احمد سے ثبت
تمہارے نقوشِ قدم غوثِ اعظم

محمد پہ ہے نازِ ملکِ عرب کو
ہوئے آپ فخرِ عجم غوثِ اعظم

لیئے اولیا سارے کندوں پہ اپنے
خوشی سے تمہارے قدم غوثِ اعظم

کہاں جائیں ہم چھوڑ کر آپ کا در
ہیں وابستہ تم ہی سے ہم غوثِ اعظم

اگر تم سے ہوجائے نسبت جو محکم!
نہیں پھر ہمیں کوئی غم غوثِ اعظم

ہوا لاتخف کا جو ارشادِ عالی
ہوئے دور ہم سے الم غوثِ اعظم!

حضوری ہیں دل ہے یہ آنکھیں یہ سر ہے
جہاں چاہے رکھو قدم غوثِ اعظم!

چلے بات سالم کی کونین میں اب
ہوا ادنیٰ گدا بے درم غوثِ اعظم!

یا خواجہ

میں اک حقیر غلام آپ کا ہوں یا خواجہ
نگاہِ لطف و کرم چاہتا ہوں یا خواجہ
تمہارے در کی گدائی میں بادشاہی ہے
زہے نصیب کہ میں بھی گدا ہوں یا خواجہ
کرم رہے یوں ہی ادنیٰ غلام پر اپنے
میں آپ کا ہوں فقط آپ کا ہوں یا خواجہ
سپرد کر کے تمھیں ساری زندگی اپنی......!
بڑا ہی مطمئن میں جی رہا ہوں یا خواجہ
درِ حضور سے لوٹا نہیں کوئی محروم!
کرم سے میں بھی نوازا گیا ہوں یا خواجہ
قطبؔ، فریدؔ، نظام و نصیر کا صدقہ!!
عطا ہو بہرِ خدا مانگتا ہوں یا خواجہ

بڑا ہی ناز ہے سالمؔ کو اپنی نسبت پر
کہ در کا آپ کے ادنیٰ گدا ہوں یا خواجہ

جمالِ یار !!

کِسی شب میں اچانک گر جمالِ یار دیکھوں گا
فِدا ہو ہو کے سو سو میں بَلائیں اس کے لے لوں گا

اسی اک آرزو میں عمر گذری وہ اگر آئیں !
تو دامن تھام کر ان کا ذرا جی بھر کے رولوں گا

یوں ہی دن رات تڑپوں اور روؤں انکی فرقت میں
یہی مرضی اگر ہے یار کی تو یوں ہی جی لوں گا!

طوافِ کعبہ جا کر کیوں کروں بتلا ذرا واعظ
مِرا کعبہ صنم میرا میں اس کے گرد گھوموں گا

کہیں زحمت نہ پابوسی سے ہو ان پائے نازک کو
اسی خاطر میں ان کے نقشِ پا آنکھوں سے چوموں گا

تمہاری دید کو کب تک بھلا ترسے گا یوں سالم
چلے آؤ خدارا آپ کو اک بار دیکھوں گا!

○

حمدِ باری تعالیٰ:

تیرے بندوں کو ترا قرب اے اللہ بس ہے
نحن اقرب کا میرے واسطے مژدہ بس ہے

ہو مبارک یہاں شہرت وہاں جنت، زاہد
ہر جگہ میرے لیئے اک مرا اللہ بس ہے

درحقیقت سنو معراجِ بندگی ہے یہی!
گر خدا اپنا کہے بندہ کو بندہ بس ہے

اور کیا چاہیئے بندوں کو ترے اس کے سوا
میرے اللہ تیرے عشق کا سودا بس ہے

مطمئن ہوں میں اسے سونپ کر سارے ہی امور
وہ جو چاہے کرے، خوشنودیِ اللہ بس ہے

راضی رکھنے کیلئے اپنے خدا کو ہر دم
اللہ اللہ کا ہر آن وظیفہ بس ہے

میں ہوں عاصی مگر اللہ کریم نکتہ نواز!
میری بخشش کے لیئے اک ذرا حیلہ بس ہے

خود خدا کہتا ہے بخشش کیلیئے محشر میں!
گر کوئی لائے محمد کا وسیلہ بس ہے

سالم مٹنے کیلئے نامۂ اعمال سیاہ
ابرِ رحمت کا فقط ایک ہی قطرہ بس ہے

معراج نامہ!

رفعتیں پوچھو نہ کچھ سرکار کی بالا سے بالا تر ہیں بالا سے بالا تر
عظمتیں پوچھو نہ کچھ سرکار کی اعلیٰ سے اعلیٰ تر ہیں اعلیٰ سے اعلیٰ تر

لو اچانک جبرئیل لائے پیامِ کردگار
آج کی شب رب کو بے حد آپ کا ہے انتظار
ہو گئے تیار حضرت سُن کے یہ پیغامِ یار
گھر سے اپنے چل پڑے بُراق پر ہو کر سوار

رفعتیں پوچھو نہ کچھ سرکار کی بالا سے بالا تر ہیں بالا سے بالا تر
عظمتیں پوچھو نہ کچھ سرکار کی اعلیٰ سے اعلیٰ تر ہیں اعلیٰ سے اعلیٰ تر

مسجد اقصیٰ وہ پہنچے ساتھ تھے روح الامیں
کی امامت انبیا کی تب امام المرسلین
سارے نبیوں سے متعارف ہو کے دیکھو شادیں
لو چلے افلاک پر محبوبِ رب العالمین

رفعتیں پوچھو نہ کچھ سرکار کی بالا سے بالا تر ہیں بالا سے بالا تر
عظمتیں پوچھو نہ کچھ سرکار کی اعلیٰ سے اعلیٰ تر ہیں اعلیٰ سے اعلیٰ تر

بہرِ استقبال تھا ہر آسماں پر اک نبی!
سیر کی ساتوں فلک کی خلد و دوزخ دیکھ لی
آ کے سدرہ پر کہے روح الامیں حد ہو گئی
عرش کی جانب چلے رفرف پہ تنہا خود نبی

رفعتیں پوچھو نہ کچھ سرکار کی بالا سے بالا تر ہیں بالا سے بالا تر !
عظمتیں پوچھو نہ کچھ سرکار کی اعلیٰ سے اعلیٰ تر ہیں اعلیٰ سے اعلیٰ تر

جب میرے سرکار پہنچے عرشِ اعظم کے قریب
آئی یہ آواز کہ نعلین سے آؤ حبیب!
عرش پر پہنچے' ہُوا دو کا مِلن سالم عجیب'
"قاب قوسین او ادنیٰ" ہو گئے اِتنے قریب

رفعتیں پوچھو نہ کچھ سرکار کی بالا سے بالا تر ہیں بالا سے بالا تر
عظمتیں پوچھو نہ کچھ سرکار کی اعلیٰ سے اعلیٰ تر ہیں اعلیٰ سے اعلیٰ تر

ٹھمری !

کیسے پہنچوں گی میں طیبہ نگری

دیکھو آئی ہے پھر رُت بہار کی موہے سجنا نا ہی بلاوت ہے
میں تو گاؤں میں اپنے بیراگن بنی موہے سجنا نا ہی بلاوت ہے

بولو برہا کی اگنی میں کبتک جلوں' اپنے سکھوں کے طعنے میں کبتک سہوں
ایسی بھاری خطا کیا مجھ سے ہوئی موہے سجنا نا ہی بلاوت ہے

پنکھ ہوتے تو اڑ کر پہنچ جاتی، پیسہ ہوتا تو کر کے خرچ جاتی!
کیسے پہنچوں گی میں طیبہ نگری موہے سجنا نا ہی بلاوت ہے

تھی بڑی آس مجھکو کہ اب کی برس آئیگا مورے بلما کو مجھ پہ ترس
ہائے بیتن لاگے برس یہ بھی، موہے سجنا نا ہی بلاوت ہے

دن بدن گرتی جاتی ہے حالت میری آس جینے کی اب کم سے کم ہو چلی
جانے کب یاد آئے گی ان کو میری، موہے سجنا نا ہی بلاوت ہے

بھول جاؤں گی سارے گلے شکوے وہ جو کر پاسے اپنی بلالیوے
میں تو بن کر رہوں گی چرن داسی، موہے سجنا نا ہی بلاوت ہے

سلمیٰ اتنی نہ ہو جا نراش ری تو آئیگا ایک دن وہ بھی دیکھے گی تو!
پا کے پیو کو کہے گی یہ میں نہ کہی موہے سجنا نا ہی بلاوت ہے

○

رباعی!

منظر اک عجب برسرِ میدانِ حشر ہے
حاضر خدا کے سامنے ہر ایک بشر ہے
کوئی نہیں یار و مددگار کسی کا!
اک شافعِ محشر ہی پہ ہر اک کی نظر ہے

کعبے کا کعبہ!

کعبے کا رخ اُدھر ہے جدھر طیبہ نگر ہے
کعبے کا کعبہ اک میرے سرکار کا گھر ہے!
گیسوئے محمد ہی کا سایہ ہے یہ راتیں!
عکسِ رُخِ روشن ہی سے تابندہ سحر ہے
وہ نور ہی بس نورؔ کے پیکر ہیں سراپا!
تب ہی تو نبی میرے اک بے سایہ بشر ہے
کچھ رازِ حقیقت ہے نہاں مثلِ بشر ہیں
پھر صاف کیوں نہ کہتے بشر خود کو اگر ہے
محسوس یہ کرتا ہوں کہ تم پاس ہو لیکن
دیدارِ تجلی کو یہ بے چین نظر ہے
ہونے کو فدا آپ پر یا سیّد کونین..!
آ گے ہے جگر دل سے کبھی دل سے جگر ہے
کیا کیا نہ جانے مانگ رہا ہے یہ آپ سے
چوکھٹ پہ بہت دیر سے دیوانے کا سر ہے
دل دیکھتے انداز تکلم نہ دیکھتے.....!
سالمؔ شریکِ بزم اک بے علم و ہنر ہے

یارسول اللہ!

دیکھیے خیر البشر میری طرف
اک نظر بس اک نظر میری طرف
اپنے دیوانے سے کیوں ہے بے رخی
اے صنم دیکھو اِدھر میری طرف!
سوچتا ہوں کیا کروں کیا نہ کروں
آپ آجائیں اگر میری طرف!
دو جہاں کی مجھ کو دولت مِل گئی
اٹھ گئی ان کی نظر میری طرف
آپ کا ہوں آپ ہی کا دیکھیے
مجھ کو اپنا جان کر میری طرف!
کِس نور کا پَرتو ہے یہ کہنے لگے
دیکھکر شمس و قمر میری طرف

حکم دیجیے یا رسول اللہ مجھے
تو بھی کر سالمؔ سفر میری طرف

نعت شفیعِ محشر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

فِدا محمد پہ جان میری نِثار دِل اور رُوح قربان
انھیں کا صدقہ یہ میری ہستی انھیں کی بخشش یہ میرا ایمان

وہ پیکرِ حسنِ لایزالی وہ جلوۂ نورِ حق تعالیٰ..!
اسی کا مظہر یہ حسن عالم اسی کا پرتو ضیاءِ اِمکاں!

ہماری یہ پُرسکوں راتیں ہے سایۂ گیسوئے محمد
ہوئے ہیں روشن یہ دِن ہمارے بہ عکسِ انوارِ روئے تاباں

یہ بزمِ کونین سب نمائش حضورِ انور کے نور ہی کی
خدا نے بس اک انھیں کی خاطر سجائی ساری یہ بزمِ خوباں

ہیں اور میرا شمار ہی کیا فدا خدائی خدا بھی شیدا
سبھی کے وہ مرکزِ نظر ہیں سبھی گرفتارِ حُسنِ جاناں

ہم عاصیوں پر اے شاہِ بطحا نگاہِ لُطف و کرم خدارا
ہماری بخشش کا ہے وسیلہ بروزِ محشر تمہارا داماں

بڑا ہی اب مطمئن ہے سالمؔ نہ فکرِ دنیا نہ فکرِ عقبیٰ!
شفیعِ محشر رسولِ اکرم کا سایہ افگن ہے جبکہ داماں!

○

خدا ہے نورِ مطلق اور نورِ اوّلیں احمد
ہے ذاتِ گنجِ مخفی کی تجلّی برزمیں احمد
خدا کے بعد ان کی بزرگی سالمؔ مسلّم ہے
کہ فخرِ انبیا ہیں اور ختمُ المرسلین احمد

سید الشہدا السلام السلام !!

سید الشہدا السلام السلام
شاہِ کرب و بلا السلام السلام

نورِ عین نبی فاطمہ کے جگر
دلبرِ مرتضیٰ السلام السلام

اے وہ دوشِ نبی کے پیارے سوار
مرحبا مرحبا السلام السلام

راہِ حق میں کٹا کر بہتّر کا سر
حق ادا کر دیا السلام السلام

سینچا شبیر نے دے کے اپنوں کا خون
یہ چمن دین کا السلام السلام

روحِ اسلام کی دین کی جان ہو
سیدا سیدا السلام السلام!

سر ہے سجدے میں قاتل ہے سر پہ کھڑا
شانِ سجدہ نما السلام السلام

ہے وراء الورا یہ مقامِ حسین
شانِ صبر و رضا السلام السلام

سہہ کے ظلم و ستم ظالموں کو دیے
راہِ حق کی دعا السلام السلام

کربلا کی زمیں کہہ رہی ہے یہی!
ہائے یہ کیا ہوا السلام السلام

ہے یہ سالمؔ غلام میرے آقا حسینؑ
لیجئے اب میرا السلام السلام

اے غوث پیارے "مستزاد"

حسنین وعلی، فاطمہ زہراء کے دُلارے اے غوث پیارے
محبوبؐ و محب حق کے محمد کے ستارے، اے غوث پیارے

اک حسن اتم نورِ قدم کی ہے تجلی اے پیکرِ نوری ... !
پروردہ حُسن آپ کے سارے ہیں نظارے اے غوث پیارے

ہیں سارے غلام آپ کے مخدوم دو عالم اے غوثنا الاعظم!
شاہنشہی کرتے ہیں مریدیں تمہارے اے غوث پیارے

بے خوف وخطر جابجا پھرتے ہیں اکڑ کر دامن کو پکڑ کر ... !
بے فکر جیا کرتے ہیں خدام تمہارے اے غوث پیارے

ہے یاد ہمیں لاتخف ارشاد تمہارا، ہے خوب سہارا
پھر کیوں نہ مصیبت میں بھلا تم کو پکارے اے غوث پیارے

سر پر جو دھرے تاج تو اب لاج بھی رکھنا، رسوا نہیں کرنا
لازم ہے بھرم رکھنا میرا جبکہ سنوارے اے غوث پیارے

ہوروشی غلام آپ کا سالم ہے سیدی یا پیر مرشد ی!
جیتا ہوں، مروں گا اسی نسبت کے سہارے اے غوث پیارے

شاہ محی الدین جیلاں غوثِ اعظم دستگیر !!

غوثِ اعظم پیرِ پیراں پیکرِ حسن و شباب
نائب خیرالوریٰ ہیں جانشین بوتراب
شاہ محی الدین جیلاں غوثِ اعظم دستگیر
سرورِ کل اولیا ہیں بے مثال ولاجواب!
ذرّے ذرّے کو پلائی غوث نے ایسی شراب
پی کے جسکو ہوگیا ہر ذرّہ مثلِ آفتاب
یہ نصیب اللہ اکبر، کیا مقدر ہے میرا!
ہے قوی نسبت جو مجھ کو غوثِ اعظم سے جناب
آئے ہیں دیوانے در پر آپ کے پیرانِ پیر
واسطہ اجداد کا جلوہ دکھادو بے حجاب
جمع ہیں آنکھوں سے پینے مئے کشوں کی عید ہے
آج میخانے میں ساقی جلوہ گر ہے بے نقاب

ہو چکے ہیں دو جہاں کی فکر سے آزاد ہم
غوثِ اعظم کا کرم ہم پر ہے سالمؔ بے حساب

منقبت خواجہ اجمیری رحمتہ اللہ علیہ

مِل گیا وہ پیر ہم کو ہے جو اک جانِ بتول
خواجۂ اعظم معین الدین احسانِ رسول

میں مریضِ عشق خواجہ ہوں، یہ ہے میرا علاج
میری پیشانی پہ مَل دیجیے درِ خواجہ کی دھول

بُوئے خواجہ سے ہوں میں مسرور کہ خواجہ میرا
ہے گلستان ولایت کا مہکتا ایک پھول

آرزو بغداد و طیبہ کی لیے اجمیر چل
اک نظر خواجہ کی ہو تو، ہو مُرادِ دِل حصول

خوگرِ عصیاں ہوں خواجہ کیجیے مجھ پر کرم!
تم جو چاہو تو خدا کی رحمتوں کا ہو نزول!

ہے یہ سالم بھی کرم کا یا معین امیدوار
تم اسے کرلو غلامی کے لیے اپنی قبول!

قصیدۂ خواجہ بندۂ نواز رحمۃ اللہ علیہ !!

ہو نگاہِ کرم خواجہ بندۂ نواز
رکھ لو میرا بھرم خواجہ بندۂ نواز

دل ضیائے تجلی سے روشن رہے
حُسن نور قدم خواجہ بندۂ نواز

دلبرِ پنجتن بادشاہِ دکن..!
اک نظرِ محترم خواجہ بندہ نواز

نقشِ پا ڈھونڈتی ہے جبینِ نیاز
رحمت اک قدم خواجہ بندۂ نواز

مجھ کو کیا فکر جبکہ ترے ہاتھ ہے
میری لاج و شرم خواجہ بندۂ نواز

حق میں میرے تو ہے آپ کی بارگاہ
جیسے باغِ ارم خواجہ بندۂ نواز

آپ اپنا سا مجھکو بنا دیجئے
اتنا کر دو کرم خواجہ بندۂ نواز

آپ ہی کی محبت ہے میرے لیے
میرا دین و دھرم خواجہ بندۂ نواز

ذکرِ حق سے میرا قلب جاری رہے
ہر نفس دم بدم خواجہ بندۂ نواز

دیکھ کر لوگ مجھکو کہیں آپ کا!
اتنا ہو کم سے کم خواجہ بندۂ نواز

ہے یہ سالم بھی وابستہ در سے حضورؐ
اس کا رکھ لو بھرم خواجہ بندۂ نواز

آپ ہی کی تو نسبت سے انمول ہے
سالم بے درم خواجہ بندۂ نواز

غزل بہ رنگِ ٹھمری!

میں تو ہرگز نہ چھوڑوں گی دامن تورا چاہے محشر بپا ہو جو ہو سو ہو
خوش رہوں گی پیا تم سے ہر حال میں ہو جفا یا وفا ہو جو ہو سو ہو

دور چرنوں سے اپنے نہ کیجیو مجھے در پہ اپنے پڑی رہنے دیجیو مجھے
مر بھی جاؤں تو دفناد و آنگن ہی میں یہ میری انتہا ہو جو ہو سو ہو

بھاگ میں مورے اب تو تورا ساکھ ہے موری آواز میں تو رہی راگ ہے
موری ہر بات اب تو توری بات ہے ہو بُرا یا بھلا ہو جو ہو سو ہو

سارا جگ مجھ سے روٹھے تو روٹھے سہی تم نہ روٹھو پیا ہے یہ بنتی موری
مورے اپنے پرائے ماتا پتا لاکھ مجھ سے خفا ہو، جو ہو سو ہو!

موری لاج و شرم اب تورے ہاتھ ہے توری داسی ہے سلمیٰ تورے ساتھ ہے
چاہے یہ جگ ہو یا وہ جگت ہو پیا تم نہ مجھ سے جدا ہو جو ہو سو ہو!

فقط اللہ ہی اللہ ہے!

بنی یہ ساخت بینائی کی کیا ہے فقط اللہ ہی اللہ ہے فقط اللہ ہی اللہ ہے
نظر آنکھوں کو جو کچھ آ رہا ہے فقط اللہ ہی اللہ ہے فقط اللہ ہی اللہ ہے
ہوالاوّل ہوالآخر خدا ہے ہوالظاہر ہوالباطن خدا ہے
سمجھ میں آ گیا کیا واقعہ ہے فقط اللہ ہی اللہ ہے فقط اللہ ہی اللہ ہے
بنی ہر چیز نورِ احمدی سے یہ نورِ احمدی نورِ خدا ہے
تو گویا صاف یہ ظاہر ہوا ہے فقط اللہ ہی اللہ ہے فقط اللہ ہی اللہ ہے
کثافاتِ وجودی کو مٹا کر ذرا دیکھو لطافت کی نظر سے...
عیاں کیا ہے نہاں کیا ہے فقط اللہ ہی اللہ ہے فقط اللہ ہی اللہ ہے
خدا خود صاف ہم سے کہہ رہا ہے بہر سو جلوۂ ربّ العلا ہے
نہ مانے گر تو یہ تیری خطا ہے فقط اللہ ہی اللہ ہے فقط اللہ ہی اللہ ہے
خودی اپنی بہر صورت مٹا کر دوئی کا بیچ سے پردہ ہٹا کر
کوئی ساالم سنو سچ بولتا ہے فقط اللہ ہی اللہ ہے فقط اللہ ہی اللہ ہے

سلام

بہ بارگاہِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

غلام حاضر ہے در پہ شاہا سلام لیجئے سلام لیجئے
اے سرورِ دین شاہِ بطحا سلام لیجئے سلام لیجئے

حبیبِ داور، شفیعِ محشر، تمام خلقت کے شاہ و سرور
اے تاجدارِ رسل ہمارا سلام لیجئے سلام لیجئے

اے رُوحِ ایماں اے جانِ قرآں اے قبلۂ دل اے کعبۂ جاں
اے مظہرِ نورِ حق تعالیٰ سلام لیجئے سلام لیجئے

میری نگاہوں میں آپ ہر دم سمائے رہنا رسولِ اکرم
ہو مجھ پہ اتنا کرم خدارا سلام لیجئے سلام لیجئے

تمہارا صدقہ یہ میری ہستی تمہاری بخشش یہ میرا ایماں
ہے تم پہ سب کچھ نثار میرا سلام لیجئے سلام لیجئے

نہیں ہے کوئی بجز تمہارے ہمارا غمخوار اور مونس
یا مصطفیٰ سیدی خدارا سلام لیجئے سلام لیجئے

کبھی تو سالم کے پاس آ کر یا در پہ اپنے اسے بلا کر
شکستہ دل اور چشمِ نم کا سلام لیجئے سلام لیجئے

نعت حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم

حبیبِ خدا تم ہو سلطانِ عالم
شہہ انبیا فخر شاہانِ عالم

تمھیں سے نمایاں ہوا حسنِ عالم
محمد تمھیں ہو تمھیں جانِ عالم

ہوا تم سے ظاہر ہے زندہ تمھیں سے
یہ دینِ خدا اور ایمانِ عالم

گلوں میں یہ سارے تمہاری ہی بو ہے
یہ مہکا تمھیں سے گلستانِ عالم

ہیں محتاج سب آپ ہی کے محمد
امیر و غریب اور شاہانِ عالم

تمہارے ہی دامن کو تھامیں گے عاصی
شفیع الوریٰ ہو بہ ایقانِ عالم

بھرے کیوں نہ اب میرا دامانِ مقصد
میں ادنیٰ گدا تم ہو سلطانِ عالم

ہوا ہے نہ ہو گا حسین تم سا پیدا
فدا تم پہ سارے حسینانِ عالم

تمہارے کرم کا ہے محتاج سالم
خدارا اِدھر اک نظر جانِ عالم

صلِّ علیٰ محمدٍ

پرتو نورِ مطلقست صلِّ علیٰ محمدٍ
ذات و صفت را مشتقست صلِّ علیٰ محمدٍ
کون و مکاں شیدائے تو ارض و سماں فدائے تو
بر تو خدا خود عاشقست صلِّ علیٰ محمدٍ
کعبۂ جانِ مَن توئی قبلہ دینِ مَن توئی !
مطلوب و مقصودِ عاشقست صلِّ علیٰ محمدٍ
نورِ مبین صورت است خلقِ عظیم سیرت است
برحق امین و صادقست صلِّ علیٰ محمدٍ
اک جنبش انگشتِ تو دارد اثرایں معجزہ !
بنید جہاں قمر شقست صلِّ علیٰ محمدٍ

خواہم کہ کن کرم شاہا بر حال سالمؔ بے نوا
ادنیٰ غلامِ صادقست صلِّ علیٰ محمدٍ

منقبت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

سیرت نبی کی سیرت عثمان غنی ہے
حق کی تجلی صورتِ عثمانِ غنی ہے

کس شان کی سخاوت عثمان غنی ہے
اللہ سے تجارت عثمانِ غنی ہے

دو بیٹیاں رسول کی ہیں آپ سے منسوب
کیا مرتبہ و عظمت عثمانِ غنی ہے

تھے ساتھ نبی کے وہ ہر جہاد میں شریک
دکھلائی کیا شجاعت عثمانِ غنی ہے

کیئے ہر قدم پہ مصطفیٰ کے اک غلام آزاد
بے مثل یہ ضیافت عثمانِ غنی ہے

بعد از عمرؓ نبی کے خلیفہ ہیں تیسرے!
دورِ اماں خلافت عثمانِ غنی ہے

اسلامی سلطنت کی کچھ وسعت نہ پوچھیے
کس شان کی سیادت عثمانِ غنی ہے

وہ خوش نصیب ہے وہ دو عالم میں غنی ہے
حاصل جسے حمایت عثمانِ غنی ہے

راضی رسولِ پاک کو رکھنا ہو تو سنو
بے حد ضروری الفت عثمانِ غنی ہے

اسلام کی تاریخ کا ہے سانحہ عظیم
ہوئی ایسی کچھ شہادت عثمانِ غنی ہے

ہے سالم بنو عثمان قبیلے سے حضرمی
اس پر بڑی عنایت عثمانِ غنی ہے

سلام !

بہ بارگاہِ غوث الانام !!

غوثنا سلام علیک قطبنا سلام علیک
شیخنا سلام علیک صلوات اللہ علیک

حامی و سرور ہمارے ہادی و رہبر ہمارے
محسن و یاور ہمارے شافع محشر ہمارے

نائب خیر الوریٰ ہو ثانی مشکل کشا ہو
دافع رنج و بلا ہو صاحبِ جود وسخا ہو

آپ کا بیمار ہوں میں بے کس لاچار ہوں میں
طالبِ دیدار ہوں میں منتظر سرکار ہوں میں

نزع میں تشریف لانا شکل نورانی دِکھانا
کلمہ طیب پڑھانا ہم کو اللہ سے مِلانا !

المدد یا غوثِ اعظم دم بدم کہتا ہے سالکؔ
اے میرے پیرِ معظم ہو کرم یا قطبِ عالم !

○

مدح خواجہ معین الدین حسن

مقصودِ من مہمانِ من خواجہ معینُ الدّیں حسَن
درچشم و قلب و جانِ من خواجہ معین الدّیں حسن

آقائے من مولائے من ملجائے من ماوائے مَن
مطلوبِ من ارمانِ من خواجہ معین الدیں حسن!

مومن شدم، عارف شدم، عاشق شدم واصل شدم
از لُطف تو جانانِ من خواجہ معین الدیں حسن

اے مرشدِ من رہبرِ مَن شیخ من ہادیٔ مَن!
ایمانِ من، قرآنِ من، خواجہ معین الدیں حسن!

امروز، روزِ عیدِ من، چوں یافتم دیدارِ دوست
محبوبِ من، مہمانِ من، خواجہ معین الدیں حسَن،

اے مظہرِ نورِ قدم اے پیکرِ حسُنِ اتم.....!
اے خسروِ خوبانِ من خواجہ معین الدیں حسن!

بیمارِ الفت راشفا دیدارِ معشوقست، دَوا!
معشوقِ مَن درمانِ من خواجہ معین الدیں حسن

سالمؔ گدائے کمتر است نازد بہ ایں نسبت شرف
آقائے من سلطانِ من خواجہ معین الدین حسن!

○

منقبت خواجہ نظام الدّین محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ

بہ انداز ٹھمری

○

اپنی داسی کی لاج رکھو جی نظام
موری پلّے پہ ہر جا رہو جی نظام
دیکھ کر لوگ موہے نظامی کہے
اپنے رنگ ہی میں موہے رنگو جی نظام
مورے ہردے کی ٹھنڈک ہے درشن تورا
جوت نینن کی بن کر رہو جی نظام
دھوم ہے جگ میں تورے دیا کی بڑی
اب دیا مہہ پہ بھی تم کرو جی نظام
مورے من میں نین میں تم آن بسو
مورے سنگ سنگ سدا تم رہو جی نظام
مہہ پہ کردو کرم کی نجر یا نظام
موری خالی گگر یا بھر و جی نظام
در پہ آئی ہوں خالی نہ جاؤں گی میں
صدقہ بابا فرید کا دو جی نظام

سلمیٰ کہلانے دو جگ میں داسی توری !
اتنی سلمیٰ پہ کرپا کرو جی نظام ... !

○

ہیں نہ ہے قسمت کہ در پر آپکے آہی گیا
اے میرے خواجہ نظام الدین محبوب الٰہ
لیجئے میرا سلام، للّٰلہ کرم فرمائیے
ہو عطا سالم کو کچھ صدقہ فریدالدّین کا !

یاسیّدی سلمان گیلانی

کرم کی اک نظر یا سیّدی سلمان گیلانی
تصدق آپ پر یا سیّدی سلمان گیلانی

عطا ہو پنجتن کا کچھ اتا را جد کا کچھ صدقہ
کھڑا ہوں آن کر یا سیّدی سلمان گیلانی!

تلاشِ حق میں سرگرداں ہوں حق کی راہ دکھلاؤ
ہے کافی اک نظر یا سیّدی سلمان گیلانی

پکڑ کر دِل کے ہاتھوں سے ملاؤ غوثِ اعظم سے
کرم ہو اِس قدر یا سیّدی سلمان گیلانی

میری آنکھوں میں دِل میں اور تصوّر میں خیالوں میں
رہو تم جلوہ گر یا سیّدی سلمان گیلانی

اٹھاؤں گا بھلا کیسے گِراں بارِ امانت ہے
نظر ہے آپ پر یا سیّدی سلمان گیلانی

پلاؤ مجھکو جامِ مطمئنہ اپنی آنکھوں سے
ہے سالمؔ منتظر یا سیّدی سلمان گیلانی

منقبت سیّد محمد بادشاہ حسینیؒ قادریؒ

پیر ہے میرا بانکا نِرالا سیّد محمدؐ پاشاہ حسینی
آنکھوں کی ٹھنڈک دل کا اُجالا سیّد محمد پاشاہ حسینی

غوث الوریٰ کی آنکھوں کا تارا سیّد عُمر کا راجدلارا
پیارا نبی کا اللہ والا سیّد محمد پاشاہ حُسینی

پیر طریقت شیخ کامِل، عابد، زاہد، عالم، فاضِل
صوفی سالک واعظ نِرالا سیّد محمد پاشاہ حُسینی!

شیخ الاِسلام اس کا لقب ہے نسبت اس سے فضلِ رب ہے
حسن میں یکتا خُلق میں اعلیٰ سیّد محمد پاشاہ حُسینی!

لاج رکھو یا پیر خُدارا موروثی خادِم ہے یہ تمہارا
سالمؔ فدائی ہے متوالا سیّد محمد پاشاہ حُسینی!

سیّد عمر کے لال نگاہِ کرم خُدارا
سالمؔ ہے خستہ حال نگاہِ کرم خُدارا
بہ حق غوثِ پاک بہ طفیل پنجتن!
اے پیرِ باکمال نگاہِ کرم خُدارا

حمد ذاتِ باری تعالیٰ

ذرا پہلے کرے نظر ایسی پیدا
کہ ہر سُو نظر آئے اللہ ہی اللہ !
ہزاروں ہی پردوں کے پیچھے صنم ہے
یکے بعد دیگر اُٹھا بڑھ کے پردہ
جو اُٹھ جائیں اک آن میں سارے پردے
نہیں ہے کسی کو بھی تابِ نظارہ
وہ ہے ذات نورٌ علیٰ نور جس کی
تیرے دِل میں موجُود ہے اُسکا جلوہ
یہ ہے جسم اپنا مثالِ سمندر
اسی میں ہے موتی جو ڈوبا سو پایا !!
میری جان احمد میری رُوح اللہ
میرا جسم گویا ہے دونوں کا پردہ
یہ دَم کا تیرے آنا جانا سمجھ لے !
یہی یار کا آنا جانا ہے گویا !
یہ ہے قول سچ عارفوں کا یقیناً
وہاں کیا وہ دیکھے یہاں جو نہ دیکھا

یہ سالمؔ سے مِل کر کہا ایک صُوفی !
جو جانا سو دیکھا جو دیکھا سو بولا !

نعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم :

میری تو زندگی فقط یادِ نبی سے ہے
ان کے سِوا نہ واسطہ مجھ کو کسی سے ہے
مشغولِ حق ہوں بندگیٔ مصطفےٰ میں میں
یہ شانِ بندگی میری حق آگہی سے ہے
ہو آپ ہی تو باعثِ تخلیقِ کائنات
سارے نظارے آپ کی جلوہ گری سے ہے
مرضی جو ہے رسول کی منشاء خدا کا ہے
تبدیل کعبہ دیکھئے کِس کی خوشی سے ہے
تفسیر والضحیٰ رُخِ روشن رسُول کا!
واللیل کی نسبت جو ہے زلفِ نبی سے ہے
یٰسٓ، طٰہٰ، نور، مزمل، حضُور کو.....!
حق نے پکارا پیار سے کِس خوشروی سے ہے
بلوا کے مدینے میں کر و شاد خدارا
وابستہ آرزو یہی اک زندگی سے ہے
یا رحمۃ اللعالمین دونوں جہان میں
سالمؔ اُمیدوار کرم آپ ہی سے ہے

نعت شہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم

خانۂ دِل میں میرے آج وہ مہماں آیا
مِل کے اللہ سے جو صاحبِ ذیشاں آیا
جس کا سایہ ہی نہیں یہ عجب انساں آیا
خاک کا پتلا نہیں پیکرِ سبحاں آیا!
مرحبا صلِ علیٰ رحمتِ عالم بن کر
تا ابد سب کے لیئے مرکزِ فیضاں آیا!
گنجِ مخفی کی تجلّی ہے سراپائے نبی
دیکھئے موسیٰ ذرا مظہرِ یزداں آیا!
اے زلیخا تیرا یوسف ہو مبارک تجھ کو
میری جانب تو شہِ خسروِ خوباں آیا!
نہیں ہے اس کے بجز کوئی وجود کوئی نمود
ہر ایک شئے میں وہی صاحبِ دوراں آیا
اپنی بخشش کی بھلا فکر کریں کیوں جب کہ
گنہ گاروں کے لیئے شافعِ عصیاں آیا،
تھام کر دامنِ اقدس کو کہوں گا آقا
اک غلام آپ کا یہ بے سروساماں آیا!
ایک مدّت سے غمِ ہجر میں تڑپا سالم
آج مائل بہ کرم درد کا درماں آیا!

شانِ غوثِ اعظم

صدرِ محفل جانِ محفل شمعِ محفل آپ ہیں
یا محی الدین جیلاں سب کا حاصل آپ ہیں
کیا نرالی شان ہے یا غوث اعظم آپ کی!
شاملِ مخلوق رہ کر حق سے واصل آپ ہیں
میں فِدا قربان صدقے آپ پر پیرانِ پیر!
جانِ جاں، نورِ نظر، رونقِ دِل آپ ہیں
ہوگیا دُنیائے دِل کا گوشہ گوشہ پُرضیاء
ہے یہ جس کی روشنی وہ ماہِ کامل آپ ہیں
حشر ہو یا کہ لحد ہو یا حیاتِ مُستعار
اک بہر منزل ہمارے حلِّ مشکل آپ ہیں
'قُم باذنی' کہہ کے مُردوں کو جِلایا آپ نے
اللہ اللہ کس قدر قدرت کے حامل آپ ہیں
ہے یہ عاصی پُرخطا سالم کمینہ ہے بہت
پھر بھی نہ جانے بھلا کیوں اس پہ مائل آپ ہیں

منقبت امام حسینؑ علیہ السلامؑ !!

رضائے حق ہیں وراء الوریٰ مقامِ حسینؑ
عروجِ مظہرِ شانِ وفا امام حسینؑ !
پیئے ہیں جو کہ بہتر شہید جامِ حسینؑ
دیئے ہیں صبر و رضا کا ہمیں پیامِ حسینؑ
سدا بہار یہ گلشن ہے جو محمدؐ کا !
اسی چمن کا مہکتا گلاب نامِ حسینؑ !
کسی نبی سے بھی ملتی نہیں مثال ایسی
پرے گماں سے ہے یہ عظمت و مقامِ حسینؑ
بہائے یاد میں شبیرؑ کے جو چند آنسو !
رہیں گے خلد میں وہ بھی قرینِ امام حسینؑ

فدا حسینؑ پر سالمؔ حیات ہے میری
بنایا مجھکو ازل سے خدا غلامِ حسینؑ !

حسنِ جاناں!

اللہ اللہ شباب کا عالم
سر سے پا تک شراب کا عالم

دیکھئے عکسِ روئے جاناں سے
کیا ہوا آفتاب کا عالم!

رک گئی ان پہ جا کے میری نظر
خوب ہے انتخاب کا عالم

چین لوٹا، قرار چھین لیا!
اک نگاہِ جناب کا عالم!

اس پہ قرباں جہاں کے سارے حسیں
حسنِ مطلق جناب کا عالم

پاس ہے پر نظر نہیں آتا ...!
ہے عجب یہ حجاب کا عالم

سالم دریا سمائے رہتا ہے
دیکھئے اک حباب کا عالم

منقبت سرتاجِ اولیاء

اغثنی اغثنی یا غوثِ اعظم!
اغثنی اغثنی یا غوثِ اعظم

اے قطب عالم پیرِ معظم
زہے جانشین رسول مکرم،

کیا تم کو قادر خداوندِ عالم!
کرم ہو خدارا کرم غوثِ اعظم!

اغثنی اغثنی یا غوثِ اعظم،

ہم بے سہاروں کا تم ہو سہارا،
کرو دستگیری ہماری خدارا
دو عالم میں ہو پار بیڑا ہمارا
مریدوں کا رکھ لو بھرم غوثِ اعظم
اغثنی اغثنی یا غوثِ اعظم

علی و نبی فاطمہ کے دُلارے
حسن اور حسین کی آنکھوں کے تارے
تمھیں آج نانا کی اُمت پکارے
کہ ہو جائیں ہم سُرخروئے دو عالم
اغثنی اغثنی یا غوثِ اعظم،

ہر سمت ظلمت کی چھائی گھٹا ہے
کہ اسلام پھر ناتواں ہو چلا ہے
محی دین کے وقت امداد کا ہے
خدارا نگاہ کرم قطبِ عالم!
اغثنی اغثنی یا غوثِ اعظم!

میں کہتا ہوں یا غوث یا غوث جی سے
گذرتے ہیں دن رات میرے خوشی سے
بناتا ہوں میں کام اپنے اسی سے
یہی اک وظیفہ ہے سالم کا ہر دم
اغثنی اغثنی یا غوثِ اعظم
اغثنی اغثنی یا غوثِ اعظم!

○

اے میرے دل نشیں تیرے قربان میں !
میں جہاں تو وہیں تیرے قربان میں !
نحن اقرب الیہِ من حبل الورید
مرحبا، آفرین تیرے قربان میں !

جلوۂ نورِ ازل !!

حجاب جلوۂ نورِ ازل ہے ساری کائنات !
اِسی کی بے حجابی کا نتیجہ حشر برپا نے کی بات

پسِ صد پردہ کیا ہے بس فقط حیرت ہی حیرت ہے
کہوں کیا لامکاں و بے نشاں کے جلوہ فرمائی کی بات

اسی اک نور ہی نے نور سے اِس نور کو اپنے بکھیرا ہے !
سمیٹے گا جو اپنے نور کو تو ہو رہے گی ایک ذات'

ہے کس کو تاب نظارہ جو دیکھے نورِ مطلق کو !!!
بہ قدر ظرف آتے ہیں نظر اس ذات کے ہم کو تجلیات

بہر سو ذاتِ واحد ہی کے جلوؤں کی نمائش ہے'
وہ یکجا اپنے جلوؤں کو کرے سالم تو ہوگی ختم بات

○

ثنائے صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم

لاکھ چاہا میں مدینہ آؤں ہوا ممکن نہیں
میرے آقا آپ گر چاہیں تو کیا مُمکن نہیں

"کُنت کنزاً مخفیاً"[1] کی آپ ہو پہلی کِرن
آپ کے شایانِ شان مدح و ثنا ممکن نہیں

دیکھی "مازاغ البصرو ماطغیٰ"[2] اللہ کو ...!
واللہ ایسی آنکھ والا دوسرا ممکن نہیں

گر رسالت کا نہ ہوا قرار الا اللہ کے ساتھ
جان لیجیے خلد میں ہو داخلہ ممکن نہیں

اس صاحب لولاک کا ثانی تو کیا سایہ نہیں
مثلِ بشر کی اصل کو پہچاننا ممکن نہیں!

کیا لگا دی ہے خدا نے "فاتبعونی"[3] کی شرط
یہ نہ کر پاؤ تو پھر حق کی رضا مُمکن نہیں!

اے طالب دیدارِ حُسن جلوہ رسول اللہ کا!
کُھل نہ جائے چشمِ دِل تو دیکھنا ممکن نہیں،

اے میرے پیارے محمد، اے حبیبِ کبریا،
درپہ سالم آپ کے مرجائے کیا ممکن نہیں!

۱۔ پوشیدہ خزانہ۔ ۲۔ چشم مازاغ بغیر پلک جھپکائے، ۳۔ پس میری اتباع کرو

منقبت محبوبِ سُبحانی !!

موٗرے محبوب سُبحانی سیّاں ۔۔۔ تو ہے دیکھن کو ترست ہے انکھیاں
تم جو آؤ تو غوث پیارے ۔۔۔ صدقے ہو ہو کے لوں گی بلیّاں !
چندر موہن ہے غوث پیارا ۔۔۔ ہے یہ ہم ساکھے سارے نبیاں
آج ہے عید کا دِن سکی ری ۔۔۔ آئے گھر موٗرے بغدادی سیّاں
تم سے بِنتی ہے بس موری اتنی ۔۔۔ سر سے موٗرے ہٹاؤ نہ پیّاں
کس کے رنگ میں رنگوں اللہ پوچھے ۔۔۔ میں تو بولی تورا رنگ سیّاں

ہائے سلمیٰ کی سُدھ بُدھ بسری
کیسے ساجن سے لڑ گئی انکھیاں !!

ظاہری کسب میرا فاعلِ حقیقی تو ۔۔۔ میں تو اک کھلونا ہوں جس کا ہے کھلاڑی تو
تیری خود نمائی کا تیری کارسازی کا ۔۔۔ آئینہ ہوں آلہ ہوں مجھ میں سرِ حالی ... تو

خواجہ خواجگان غریبؔ نواز

منتظر ہوں میں حکم سفر چاہیئے خواجہ خواجگاں یا غریب نواز
مضطرب ہوں یہاں در پہ بلوائیے خواجہ خواجگاں یا غریب نواز
دُور آقا سے کبتک رہے یہ غلام آپ مختار ہو کچھ کرو انتظام
پاس بلوائیے یا تو آجائیے خواجہ خواجگاں یا غریب نواز۔
خوب واقف ہو تم کسکو کیا چاہیئے مجھ کو میری طلب سے سوا چاہیئے
صدقہ عثماں ہاروں کا دلوائیے، خواجہ خواجگان یا غریب نواز
دم بدم وصل کے جام پیتا رہوں سرمدی کیف و مستی میں جیتا رہوں
میری آنکھوں میں دل میں سما جائیے خواجہ خواجگاں یا غریب نواز
کچھ مئے معرفت مجھکو پلوائیے اتنا مجھ پہ کرم آپ فرمائیے
اپنے اللہ سے مجھکو ملوائیے خواجہ خواجگاں یا غریب نواز
شاد ہو جائے میرا یہ قلب حزیں یا معیں یا معیں یا معیں یا معیں
اپنے دَر سے مجھے طیبہ بھجوائیے خواجہ خواجگاں یا غریب نواز!
ہمنوا کہہ رہے ہیں کہ سالم چلو چل کے اجمیر خواجہ کے مہماں بنو!
کیا کہیے ان سے مجبور فرمائیے خواجہ خواجگاں یا غریب نواز

ٹھمری

قصیدہ شاہِ دکن خواجہ بندہ نوازؒ

شاہِ دکن سرکار مہہ پہ کرپا کرو !
آئی ہوں توُرے دُوار مہہ پہ کرپا کرو !
بندہ نواز رے گیسُو دراز رے   اے شاہبازؔ صاحب راز رے
تم ہو میرے مُختار مہہ پہ کرپا کرو !
علی نبی جی کے راج دُلارے   فاطمہ بی بی کی آنکھوں کے تارے
حُسینی سالار مہہ پہ کرپا کرو !
آئی ہوں در پر خالی نہ پھیرو   دامن مرادوں سے خواجہ بھر دو
تم ہو سخی سردار مہہ پہ کرپا کرو !
دُر دُر کرت ہے اپنے پرائے   کوئی نہ موہے اپنا بناتے
آن پڑی ہوں دربار مہہ پہ کرپا کرو !
آج دِکھا دو اپنی صُورتیا   تکتی رہوں گی ساری عُمریا
دِل میں رہو دِلدار مہہ پہ کرپا کرو !
سلمیٰ داسی توُرے بلہاری   تن من اپنا تم پر واری !
ہونے دو اس کو نثار مہہ پہ کرپا کرو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

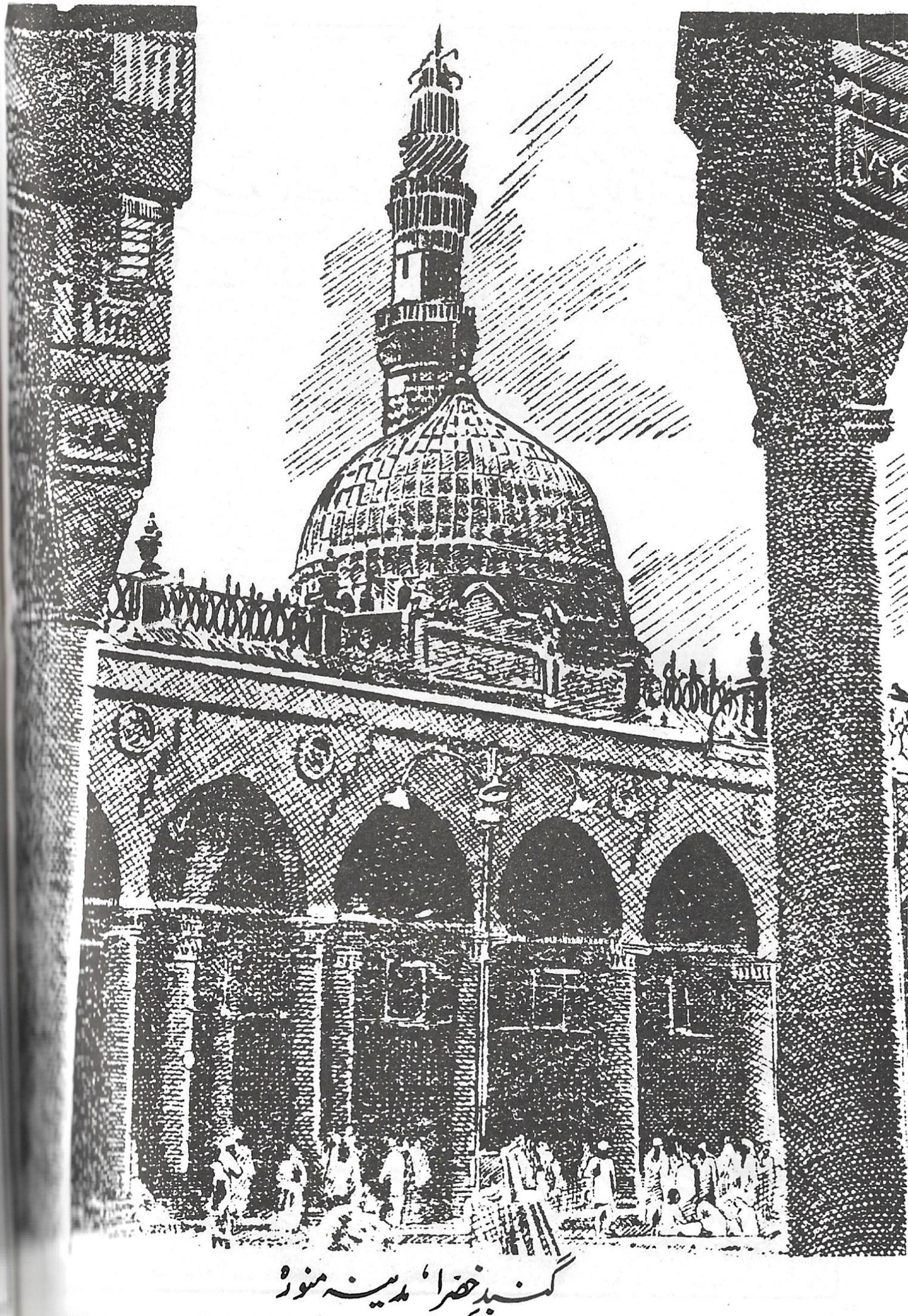
ذکرِ کثیر چودہ صدی سے ہے نبی کا
یوں تو ازل سے جاری محمدؐ کی ثنا ہے

تا حشر نہیں بلکہ قیامت کے بعد بھی
ہوتا رہے گا ذکرِ نبی حق کی رضا ہے

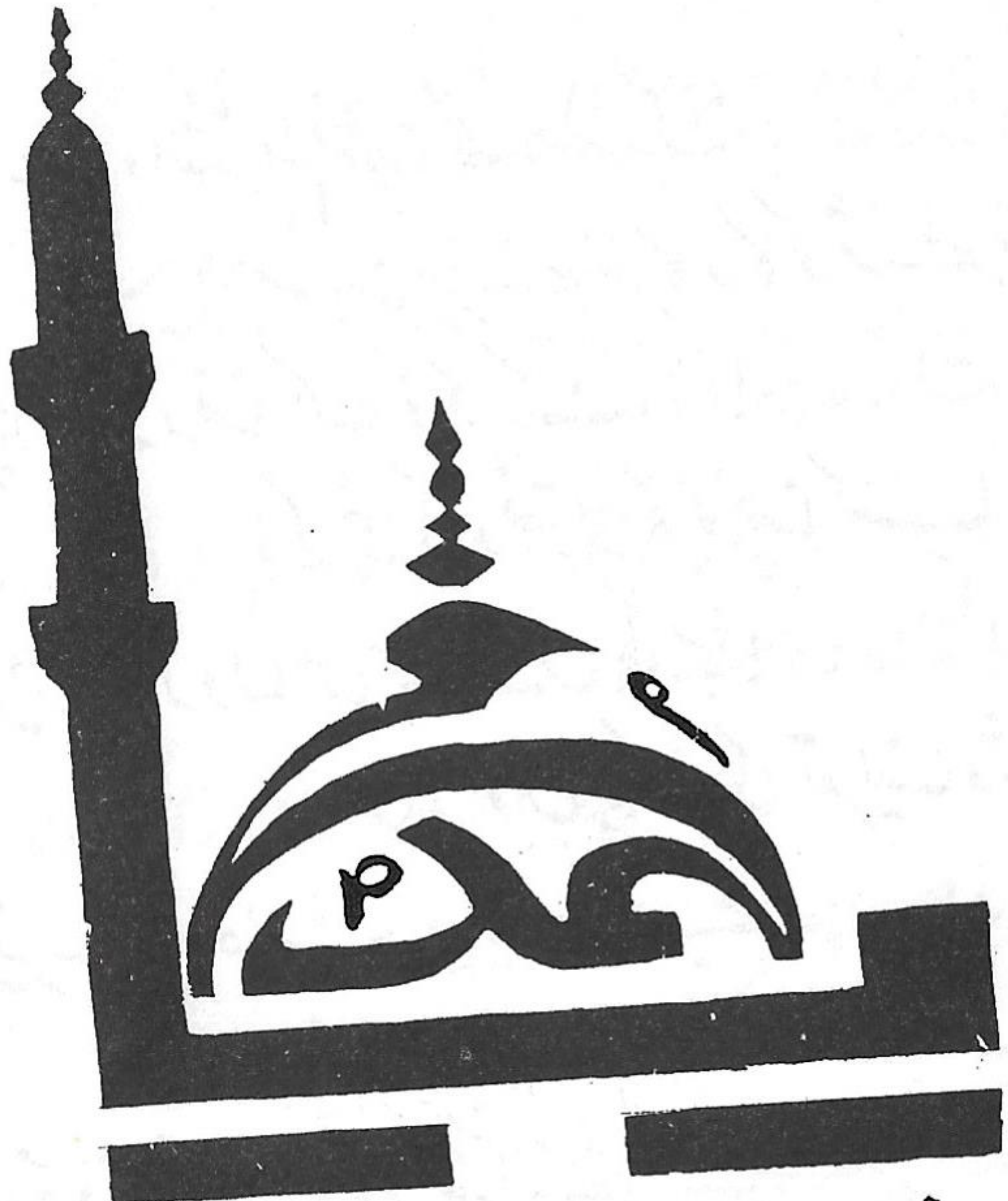
نوائے سرمدیؒ

کہتا ہوں محمدؐ تو چمٹتے ہیں میرے لب
کیا لطف کیا مٹھاس کیا لذت ہے مزہ ہے

ہر شعر ہے پیمانہ مئے عشق نبی کا!
پڑھ کر نبی کا ہر کوئی مستانہ بنا ہے



گنبدِ خضرا، مدینہ منورہ



نوائے نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کامل نبی کی مدح تو اللہ نے کیا ہے
بندوں کو اعادہ کے سوا رہ گیا کیا ہے
تعریف میں اللہ نے اپنے حبیب کی !
لولاک لما خلقت الافلاک کہا ہے
یٰس، طٰہٰ، نور، مدثر، و مزمل ......!
کیا کیا خدا نے آپ کو القاب دیا ہے
چہرے کی قسم کھانے کو فرمایا "والضحیٰ"
زلفوں کی قسم کھانے کو واللیل کہا ہے

اک راز ہے واللہ الم نشرح لک صدرک،
سینہ میرے سرکار کا کوثر سے بھرا ہے
جب کہہ چکا اللہ رفعنا لک ذکرک !
ذکرِ نبی کی رفعتوں کو پوچھنا کیا ہے
اذانوں میں نمازوں میں مجالس میں جا بجا!
جاری رسولِ پاک کی تعریف وثناء ہے
سراجِ نیر ہے وہ بشیر و نذیر ہے
پیغمبرِ اسلام ہے وہ نورِ ھدیٰ ہے
نبی پر دروُد بھیجتا ہے خود خدائے پاک!
اور اس کے ملک، ہم پہ بھی یہ فرض ہُوا ہے
کی نور ہی نے نور سے تخلیقِ کائنات!
ذاتِ خدا ہے نور، نبی نورِ خُدا ہے
گویا کہ تجلی ہے یہ پوشیدہ ذات کی!
اللہ محمد ہی کی صوُرت میں ملِا ہے
مشکل ہے محمدؐ کی حقیقت کو سمجھنا!
آسان پھر بھی جاننے عرفان خدا ہے
مثلِ بشر تو کہتے ہو بتلاؤ تو ذرا!
بے سایہ جسامت کا بشر کوئی ہوا ہے،
ارشاد خدا ہی تو ہے ارشادِ مصطفےٰ
قرآن میں جو کچھ ہے کہو کس نے کہا ہے،

سرتاجِ رسل، ہادیٔ کل، سرورِ عالم!
ماہِ مدنی، نورِ خدا، صلِ علیٰ ہے
وہ احمدِ مختار ہے، وہ سیدِ ابرار
اللہ کا حبیب شہ ہر دوسرا ہے
وہ رحمۃ للعالمین وہ شافعِ محشر!!
ہمارے ہیں دو عالم میں ہمارا تو بھلا ہے
وہ عرش پر احمد ہے محمد زمین پر!
افلاک پر وہ احمد و محمود رہا ہے!
معطی ہے خدا، خیر کے قاسم ہیں مصطفیٰ
ملتا ہے ہمیں جو کچھ ان ہی کی عطا ہے
راضی اگر نبی ہے تو اللہ بھی راضی...!
جس پر نبی خفا ہے خدا اس پہ خفا ہے
ذکرِ نبی اور حبِ نبی، طاعتِ نبی!
لازم ہے فرضِ عین ہے یہ حکمِ خدا ہے
جب لے کے محمد کا وسیلہ اٹھے جو ہاتھ،
مقبول الٰہ ہوگئی آدم کی دعا ہے
وسیلے سے محمد کے دعا مانگو خدا سے
ہوگی قبول خود خدا قرآں میں کہا ہے
نبیوں کا نبی سارے رسولوں کا ہے رسول
میرا نبی حبیبِ خدا صلِ علیٰ ہے

ختم الرسل کے امتی ہونے کی آرزو
کی انبیاؑ نے اور شرف ہمکو مِلا ہے
از حبِ محمدؐ زمیں ساکت ہے دمِ بخود
فلک عشقِ محمدؐ کے سہارے یہ ٹِکا ہے
یہ شمس و قمر اور یہ انجم یہ کہکشاں..!
انوارِ نقشِ پائے محمدؐ کی ضیا ہے
اقرارِ رسالتؐ سے ہے کِسکو بھلا انکار
زباں سے نہ سہی ہر دلِ کافر بھی گواہ ہے
افسوس کہ دعوئِ مسلمانی ہے لیکن
کیوں طاعتِ رسولؐ میں شرمندۂ وفا ہے
جو شخص دل و جاں سے محمدؐ پہ فِدا ہے
کامِل اسی کا دین حقیقت میں ہُوا ہے
بو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور حیدرِ کرّارؓ!
خلفاء ہیں یہ نبی کے ان کا رتبہ بڑا ہے
سلمانؓ، بلالؓ، بو ذرؓ، اویس قرنیؒ کو!
کیا عِشق تھا رسولؐ سے تاریخ گواہ ہے
یہ نعمتِ عظمیٰ کہاں سب کو ہُوئی نصیب!
حبِ نبیؐ تو خاص اک اللہ کی عطا ہے
جو مَر مِٹے عشقِ نبیؐ میں وہ وَلی بَنے
جن کو نہ خوف و حزن ہے نہ جنکو فنا ہے

حسّان، جامی، سعدی، بوصیری کے ہیں قرباں
جن کو رسولِ پاک نے انعام دیا ہے
کرتا ہی رہوں شام و سحر مدحتِ رسُول!
کرتا ہی رہا پھر بھی میرا جی نہ بھرا ہے
کہتا ہوں محمد تو چمٹتے ہیں میرے لب!
کیا لُطف کیا مٹھاس کیا لذت ہے مزہ ہے
ذکرِ کثیر چودہ صدی سے ہے نبی کا!
یوں تو ازل سے جاری محمد کی ثنا ہے
تا حشر نہیں، بلکہ قیامت کے بعد بھی!
ہوتا رہے گا ذکرِ نبی حق کی رضا ہے
جو اُمتی ہے احمدِ مختار خوش بخت!
جتنا بھی کرے ناز، اُسے ناز بجا ہے
شاہکار نعت ہے یہ مکمل قرآن پاک!
ہر جا، نئے انداز سے حضرت کی ثنا ہے

ہے نعت گوئی اصل میں آموختہ سالم
ظاہر ہے محمد ہی خود تعریف شدہ ہے

○

صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم
کی
ولادت باسعادت

ہاتھوں میں مسرت سے قلم جھوم رہا ہے
میلادِ مصطفےٰ کا یہ راقم جو بنا ہے
توریت میں، انجیل میں، زبور میں، دیکھو!
سرکار کے آنے کی خبر اللہ دے دیا ہے
آدم تا عبداللہ رہا پنہاں نورِ پاک!
پھر ان سے شرف بی بی آمنہ کو ملا ہے
تشریف فرما شکمِ آمنہ میں جب ہوئے
کچھ کیفیت عجیب آمنہ نے کہا ہے
کہتی تھی آمنہ کہ عجب حال میرا ہے
تن میں ہے لطافت، نہ عمل بوجھ بنا ہے
بلقیس، حوا، ہاجرہ، مریم و صفورا...!
کہتی ہیں آکے آمنہ میں نور چھپا ہے

کہتا ہے کوئی مجھ سے مبارک ہو آمنہ
کانوں میں میرے غیب سے آئی یہ صدا ہے
حصے میں آئی آمنہ کے یہ نعمتِ عظمیٰ ......!
محمد کی ماں بننے کا شرف انکو مِلا ہے
بارہ ربیع الاول بروز پیر صبح دَم!
پیدا ہوئے سرتاج رسل صل علیٰ ہے
عالم میں بہار آئی ولادت سے نبی کی!
ہر ذرّہ مسرت میں یہاں جھوم اٹھا ہے
ظلمت کدۂ دہر میں اب نور چھا گیا!
باطل مِٹا، ہر سمت، جاء الحق کی صدا ہے
پھیلی ہے دو عالم میں ضیا نور نبی کی!
شمس الضحیٰ ہے میرا نبی بدر الدجیٰ ہے
ولادت سے قبل ہو چکا والد کا انتقال!
کیوں کہ مُربّی آپ کا خود ذات خُدا ہے
بہ دستورِ عرب دُودھ پلائی کے واسطے
سرکار کو گودی میں حلیمہ نے لِیا ہے
کیا خوب نصیبہ ہے تیرا دائی حلیمہ
گودی میں تیری سیّد کونین پَلا ہے
دیکھا جو حلیمہ نے محمد کا عجب حال
بچہ یہ نرالا ہے سب بچوں سے جُدا ہے

حرکات نرالے ہیں کچھ، ہر بات انوکھی !
عقل و فہم سے سارے زمانے کی ورا ہے
تھی عُمر پانچ سال یا چھ سال کی ابھی !
حلیمہؓ نے آمنہ کو، انھیں سونپ دیا ہے
ہوا ماں کا انتقال، بنے دادا سرپرست !
ہوئے آٹھ برس کے تو ہوئی جد کی قضا ہے
پھر تو ملی چچا ابوطالب کی شفقت ..... !
جنھوں نے محمد کا بہت ساتھ دیا ہے
حالات ہیں ایسے نہ ملی آپ کو تعلیم
اُمی لقبی آپ ہوئے صلِ علی ہے
لڑکپن سے تھی مکہ میں بہت آپ کی شہرت
صادق ہے یہ امین ہے پابندِ وفا ہے
روزی کا جب خیال ہوا، کی ہے تجارت،
تجارت کو برکتوں کا شرف ان سے ملا ہے
شام و یمن، بصرہ گئے بغرض تجارت !
تھا مال خدیجہ کا نفع خوب دیا ہے
حضرت کی دیانت و وجاہت کو دیکھ کر !
خدیجہؓ کا دل فریفتہ حضرت پہ ہوا ہے
عمرِ شریف جبکہ تھی پچیس ۲۵ برس کی !
خیر البشر کا عقد خدیجہ سے ہوا ہے

اللہ رے یہ بی بی خدیجہ کا مقدر
رفیقِ حیات جن کو محمد سا ملا ہے
محمد پہ دل و جاں سے خدیجہ نثار تھیں
قرباں سبھی مال و متاع اپنا کیا ہے
تھا دورِ پُر شباب جوانی کا وہ عالم..!
جس حسنِ لاجواب کا ثانی نہ ہوا ہے
وہ پیکر حسن اتم وہ نورِ مجسم....!
جس پر کہ حسنِ یوسفِ کنعاں بھی فدا ہے

جب حسنِ محمد کی چلی بات ہے سالم
حلیہ نبی کا لکھنا یہاں تجھکو روا ہے

○

نبی مکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم
کا
حلیہ مبارک !!

حلیہ نبی کا لکھنا شروع میں نے کیا ہے
کاغذ پہ بار بار قلم سجدہ نما ہے

حُسنِ جمالِ کبریا ہے چہرہ نبی کا !
دیدارِ مصطفٰےؐ ہی تو دیدارِ خدا ہے
ہر ایک کا وہ نورِ نظر منبعِ انوار ... !
حُورِ جناں و حُسنِ ملک جس پہ فِدا ہے
قدرے بڑی، مخمُور ہیں آنکھیں حضوُرؐ کی !
ہر اک ہیں ڈورے لال اور پُتلی سیاہ ہے
ان نرگسی آنکھوں میں ہے مازاغ کا سُرمہ
جن آنکھوں نے اللہ کا دیدار کیا ہے
تاثیر نگاہِ ناز کی فارُوقؓ سے پُوچھو،
لینے کو گئے جان فِدا جان کیا ہے
ہے رنگ سفید سُرخی مائل میرے نبی کا !
شرمندہ رنگِ یُوسفی اس رنگ پہ ہُوا ہے
ہیں پیچدار کسی قدر گیسوئے مُبارک
وَالّیل کی تفسیر ہیں، رنگ جن کا سیاہ ہے
شانوں تلک رہتے تھے کبھی گیسوئے اطہر
کانوں تلک دراز کبھی ان کو رکھا ہے
اصلاح بنانے کی خبر سُن کے صحابہ
ہر اک نے بڑھ کے مُوئے مبارک کو لیا ہے
ہوتے رہے گی موئے مبارک کی زیارت
ہے جن کے پاس انھوں نے محفوظ رکھا ہے

واضح کشادہ، اونچی ہے پیشانیِ انور !
چھنتا ہے جس سے نورِ خدا اصل علیٰ ہے
پیوست و سیاہ ابروئے خمدار کے قرباں
جن کے ادائے ناز پر ہر جان فدا ہے
بھرے بھرے نہ زیادہ کچھ ابھرے ہوئے رخسار
سرکار کے جن پر گل و گلزار فدا ہے
مناسب نکیلی اونچی ہے کیا بینیِ حضرت !
موزونیت پہ جس کی فدا قلب مِرا ہے
پتلے سے کسی قدر ہونٹ جاذبِ نظر
لبھائی جہاں کو مسکراتے لب کی ادا ہے
کیا صاف اور شفاف ہیں دندانِ مبارک
جیسے کہ موتیاں سفید اللہ نے جڑا ہے
ہے ریشِ مبارک گھنی، بھرواں حضور کی
بے حد ہی دیدہ زیب اس کا طول رہا ہے
ہے سر کسی قدر بڑا سرکار کا میرے
گردن صراحی دار کہ حسن اوج رسا ہے
بالین مبارک کی کچھ پوچھو نہ دِل کشی
گویا کہ عیاں حسن کی تنویرِ عُلا ہے
بازو مصطفےٰ کی اداؤں کا بانکپن
کیا پوچھتے ہو جس پہ فدا خلقِ خدا ہے

کیا خوشنما ہیں دستِ مُبارک کی انگلیاں
ہر اک سے معجزات کا اک باب کھُلا ہے
سینہ کشادہ اور ابھار و رسول کا
پیوستہ شکم، حسن کو دو بالا کیا ہے
ہے پُشتِ مبارک پہ لگی مُہرِ نبوّت!
رسالت کی اک دلیل ہے اسمیں بھی ضیا ہے
چوڑی کسی قدر ہیں کلائیاں حضوُر کی!
ریشم سے بھی ملائم کفِ دستِ شہا ہے
دِلکش ہیں عجب دیکھیے حضرت کے پائے ناز
قدموں کی نزاکت پہ فدا قلب ہوُا ہے
جسامت ہے دِلفریب' میانہ قد زیبا!
سراپائے محمد پہ دِل و جاں فِدا ہے
جبہ، عمامہ، کرتا و تہہ بند ہے زیبِ تن!
کالی کملیا اوڑھے کبھی اوڑھے بردا ہے

حلیہ نبی کا خوب ہی سالم نے لکھا ہے
سرکار کا کرم ہے، بڑا فضلِ خدا ہے!

مکے کے حالات

مکے کا ہر اک فرد تھا سرکار سے مانوس
گرویدہ ہر اک خوئے محمد کا رہا ہے
لیکن تھا عجب حال کچھ مکے کا اُن دِنوں!
ہر فرد ظلمتوں کی جہالت میں گِھرا ہے
مُشرک تھے سبھی اہلِ عرب مستغرقِ گناہ
پرستش بتوں کی کرتے تھے تاریخ گواہ ہے
مے نوشی، زناکاری، غرض کوئی بُرائی
چھوٹی نہ تھی جیسا کہ مورّخ نے لِکھا ہے
یہ حالتِ گمراہی پہ اکثر میرے حضور
رہتے ملول تھے کہ عجب حال بُرا ہے
یہ فکر میں رہتے کہ انھیں کیسے سُدھاریں!
کی ہادیٔ مطلق سے ہدایت کی دُعا ہے
عمرِ شریف جب ہوئی چالیس برس کی!
اعلانِ رسالت کا حکم رب سے مِلا ہے
پہلی وحی کا جس جگہ نزول ہوا ہے
مقدس عبادت گاہِ نبی غارِ حِرا ہے

ٍٍ٥

لے آئے اور لاتے رہے جبرئیل وحی!
موقع بہ موقع حق کا پیغام آتا رہا ہے
اک دھوم مچی مکے میں اِس بات کو سُن کر
اعلان رسالت کا جب حضرت نے کیا ہے
پس چند کے سوائے سبھی ہو گئے دشمن
کئی کئی طرح سے آپ کو پہنچائے ایذا ہے
پہلے پہل بچوں میں علی بڑوں میں بو بکر!
عورتوں میں کلمہ گو ہوئے بی بی خدیجہ ہے
عتبہ، ابو جہل، ابو سُفیان اور شیبہ!
سردار تھے جنھوں نے بڑا ظلم کیا ہے
بڑھتا ہی گیا ظلم و سِتم مُشرکین کا...!
لیکن نبی نہ فرض سے کچھ باز رہا ہے
ہر حال میں دیتے رہے اِسلام کی دعوت!
سِوا چند کے ہر فرد عدوان کا بنا ہے
ایسے میں تھے ملول حبیبِ خُدا بہت
آیا پیام وَصلِ خدا صلِ علیٰ ہے

○

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

یہ مرتبہ خصوصی محمدؐ کو ملا ہے...!
بلوا کے سرِ عرش جو اللہ ملا ہے
تھی جو ستائیسویں شب ماہِ رجب کی!
لے آئے جبرئیل یہ پیغام خدا ہے
ہے منتظر اللہ بہت آپ کا اِمشب
چلیئے حبیب عرشِ بریں خوب سجا ہے
کیا درسِ احترام نبی ہمکو ملا ہے
روح الامیں نے گال کفِ پا سے ملا ہے
براق ہے رفرف ہے سواریِ بے مثال!
معراج کے سفر میں شہ ہر دوسرا ہے
گھر سے چلے براق پر ہو کر سوار آپ..!
پہلا قیام مسجدِ اقصیٰ میں کیا ہے
کی مسجد اقصیٰ میں امامت حضورؐ نے
کل انبیاء نے کی یہاں نماز ادا ہے
پھر کر کے ملاقات سبھی انبیا سے آپ
چلے آسماں کی سمت شہ ہر دوسرا ہے

کی سیرِ آسمانوں کی تھا خاص انتظام
ہر سمت سے آئی یہ صدا صلِ علیٰ ہے
دیکھا ہے جہنم کیا جنت کا نظارہ
پھر عرش کی جانب چلا حبیبِ خدا ہے
سدرہ تلک تھا ساتھ جبرئیل امین کا
سدرہ کے آگے تنہا چلا نورِ خدا ہے
آؤ چلے آؤ قریب اے میرے حبیب
نعلین ہی سے آؤ کہا ربِ علا ہے
رتبہ رسول پاک کے نعلین کا دیکھو......!
قدموں سے جو چمٹے رہے وہ عرش رسا ہے
بمثلِ قاب قوسین ہے قربِ کی منزل!
اللہ جو نبی سے سرِ عرش ملا ہے
ہوا وصل کچھ عجیب یہ محبوب و محب کا
دو ہیں مگر نظارہ ایک جلوہ نما ہے
باتیں نہ جانے کیا کیا ہوئیں راز و نیاز کی!
ہاں تذکرہ امت کی مغفرت کا ہوا ہے
"فاوحیٰ الیٰ عبدہ ما اوحی" کی ہے نوید!
کہنا جو تھا رسول سے اللہ کہتا ہے
ملا عرش پر نبی کو یہ تحفہ صلوٰۃ کا!
معراج مومنوں کی ہے معراجی عطا ہے

ہے فرض پانچ وقت کی نماز جو سالم
پنہاں اسی میں عشقِ نبی حُبِّ خدا ہے

مُشرکوں کا جور و ستم اور ہجرت

جب واقعۂ معراج مُشرکوں نے سُنا ہے
ہو کر چراغپا، انھوں نے طنز کیا ہے
بڑھتا ہی گیا جور و ستم مشرکین کا!
ہر دِن نئے انداز سے پہنچائی ایذا ہے
حد ہو گئی تھی ظُلم کی تاریخ گواہ ہے
شعب ابی طالب کا کٹھن دور کٹا ہے
جب دشمنانِ مکہ ہوئے قتل کے درپے
ہجرت کا خدا نے نبی کو حکم دیا ہے
مکّے سے چل پڑے حضور جانب یثرب
تب ہی سے سنِ ہجری کا آغاز ہوا ہے
تھے ساتھ ابو بکرؓ یارِ غارِ مصطفےٰ!
قرآں میں جن کا تذکرہ اللہ کیا ہے
تعاقب کیا ہے کافروں نے آپ کا بے حد
حضرت نے غارِ ثور میں قیام کیا ہے

نِکل کر حضورِ سرورِ دین غارِ ثور سے!
چلے سمتِ مدینہ کہ یہی حق کی رضا ہے
پہنچی یہ خبر اہلِ مدینہ کو جس گھڑی
ہر فرد مسرت میں مدینے سے چلا ہے
تاکہ کریں نبی کا استقبال بڑھ کے سب
پہنچے میرے حضور تو اک شور مچا ہے
خوش آمدید، مرحبا، صلِ علیٰ نبی...!
ہر ایک کی زباں پہ یہی ایک صدا ہے
ہر اک کی تمنا ہے کہ مہماں بنیں حضور..!
شرف یہ ابوایوب انصاری کو ملا ہے
شیدائی مصطفیٰ کے بنے اہلِ مدینہ!
جنھوں نے محمد کا بہت ساتھ دیا ہے
ہر ایک مہاجر بنا، برادرِ انصار!
حقدار بھائی جیسا وراثت میں بنا ہے
پھر دعوتِ اسلام کا وہ دور چلا ہے
کئی لوگ اختیار کئے دینِ خدا ہے
بڑھتی ہی گئی پھر تو مسلمانوں کی تعداد
مقابل میں جاری مشرکوں کی جور جفا ہے،
ہر طرح صلح چاہی مشرکوں سے نبی نے
لیکن وہ مخالف ہی رہے شر ہی کیا ہے

ستاتے ہی رہے مومنوں کو تب بھی مشرکین
پھر حکمِ خدا دیکھیئے اس طرح ہُوا ہے
اگرچہ کہ بہت کم تھے مشرکوں کے مقابل
لیکن جہاد فرض خدُا، ان پہ کیا ہے
اب ہو چُکے تھے کافی جاں نِثار نبی کے
اب جور و سِتم سہنا گوارا نہ ہُوا ہے
جنگ بدر کا واقعہ، فتح رسُول کی!
اک معجزہ ہے سارا جہاں دنگ رہا ہے
جب ذِکر آیا معجزے کا سینئے معجزات..!
جو کہ رسولِ پاک کو اللہ دِیا ہے..!

معجزات رسَالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

قرآن کا نزُول جو حضرت پہ ہُوا ہے
سب سے عظیم معجزہ میرے نبی کا ہے
الصلوٰۃ والسلام علیک نبینا!
اشجار سے پہاڑوں سے آئی یہ صدا ہے
سینے کو محمد کے کیئے چاک فرشتے
بحکم خدُا ایسا ہوا چار دفعہ ہے

رہتا تھا ابر سایہ فگن میرے نبی پر!

سایہ نہ زمیں پر شہِ والا کا پڑا ہے

اس معجزہ کا ہو چکا مشاہدہ دیکھو...!

اُنگلی کے اِشارے سے قمر شق جو ہوا ہے

چاہے نبی ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا!

کیونکر نماز علی کی بھلا ہوتی قضا ہے

باندھے ہوئے پٹکے کا نِکل آنا کمر سے

کیا خوب یہ اک نورِ مجسم کی ادا ہے

بوجہل کی حیرانی کا عالم نہ پوچھیئے!

جب کنکریوں نے کلمۂ توحید پڑھا ہے

ٹیکے سے مشرف نبی کے تھا جو اک ستون

محرومیٔ شرف پہ کیا آہ و بکا ہے

پائی شفا مریضوں نے جو لاعِلاج تھے

جس کو نبی کے دستِ مبارک نے چھوا ہے

آیا درخت چل کے، ہوا حاضرِ خدمت

پا کر اشارہ جھاڑ کیا، پہاڑ چلا ہے

جب تشنگی سے جاں بہ لب اصحاب ہو گئے

میرے نبی کی انگلیوں سے پانی بہا ہے

سرکار کے پسینے کی خوشبو کے مقابل

خوشبوئے مشک و عنبر مانندِ ہوا ہے

اَنَا مدینۃ العِلم ہے، ارشادِ مصطفےٰ
ہر قول ان کا ایک بحرِ علم بنا ہے
ہر ایک پہلو واقعۂ معراج کا سالم!
ہے معجزہ، عقلوں سے زمانے کی ورا ہے
ہیں معجزہ ہی معجزہ سرتا پا محمدؐ
معجز نما سرکار کی ہر ایک ادا ہے
یہ بھی تو ایک معجزہ ہے میرے نبی کا!
دیوانے سے لکھوائی نعت صلِ علیٰ ہے
ہر فعل مصطفےٰ کا ہے اک معجزہ سالم
ہر بات محمد کی اک پیغامِ بقا ہے
یوں تو ہیں بے شمار معجزات نبی کے
جن میں سے چند کا تذکرہ سالم نے کیا ہے

سیرتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نازاں ہے قلم آج اس کا ناز بجا ہے
کہ اسوۂ حسنہ کا یہ راقم جو بنا ہے
لپٹے ہوئے حریر میں ختنہ کئے ہوئے
پیدا ہوئے حبیبِ خدا صلِ علیٰ ہے

دُودھ ایک ہی پستانِ حلیمہ کا پیا ہے
فرزندِ حلیمہ کا حق ملحُوظ رکھا ہے
چَراتے حضوُر بی بی حلیمہ کی بکریاں!
سِیرت میں آنحضوُر کی ہاں یہ بھی لکھا ہے
بچپن ہی سے خموشی و تنہائی تھی پسند
کی بات تو ایسے کہ لگے پھُول جھڑا ہے
اخلاق و مُروّت، رحم دِلی و شفقت!
یہ تو میرے سرکار کا کِردار رہا ہے
صَادق ہے وہ امین ہے وہ محسنِ اعظم
غریبوں کا یتیموں کا سَہارا بخُدا رہا ہے
ہو کر لہوُلہان سنگ بَاری سے آنحضرت
کی دشمنوں کے حق میں ہدایت کی دُعا ہے
پتھر شِکم پہ باندھا ہے سہ یوم کا فاقہ
صدقہ میں جس کے مِلتی سبھی کو تو غِذا ہے
کثرت سے رہا کرتے تھے روزے شہِ وَالا
پانی، نمک، کھجوُر سے اِفطار کیا ہے
سِرکہ، شہد، کھجوُر اور دُودھ و ثرید کی!
سَادہ سی غِذاؤں پہ گذر اِن کا رہا ہے
مال و متاع، حشمت و شوکت سے بے نیاز
الفقر فخری کا تاج سر اقدس پہ سجا ہے

چٹائی پہ جلوہ گر ہے دو عالم کا شہنشاہ
کیا فقر کیا شاہی کیا نرالی یہ ادا ہے
تھی یہ بھی اک خصوصیت سرکار کی میرے
تحفے قبول تھے کبھی صدقہ نہ لیا ہے
محمد کی سخاوت پہ ہے جود و سخا کو ناز
خالی کبھی سائل نہ کوئی در سے گیا ہے
مہمان نوازی تھی بہت آپ کو عزیز
مہمان کھائے، گھر نبی کا فاقہ رہا ہے
بیماروں کا ضعیفوں کا ہمدرد و مددگار
بچوں پہ جوانوں پہ مہربان رہا ہے
شب بھر کھڑے رہتے تھے عبادت میں مصطفےٰ
متورم پائے ناز ہوتے صلِ علیٰ ہے
وہ عابد و زاہد، مفکر، ذاکر و شاغل!
ہوگا نہ محمدّ سا کوئی اور نہ ہوا ہے
اُمتّ کی فکر ان کو شب و روز رہی ہے
کی ہر گھڑی اللہ سے بخشش کی دُعا ہے
تقسیم کئے مالِ غنیمت تو سبھوں میں
لیکن خود اپنے واسطے حبّہ نہ لیا ہے
حسنِ سلوکِ مصطفےٰ کیا پوچھتے ہو آپ!
معافی ہی نہیں اعداء کو امان دیا ہے

ہو معاملہ اپنوں کا کوئی یا ہو غیر کا !
حق گوئی، عدل آپ کا شیوہ ہی رہا ہے
پیوند زدہ ہے پیرہن شاہِ دو جہاں
کیا سادہ زندگی کا سبق ہم کو مِلا ہے
سارے ہی خوبیوں کے ہیں پیکر میرے نبی!
ہر اک بدی سے پاک تھے اللہ گواہ ہے
قرآن میں بیان ہے خُلقِ عظیم کا !!
خُلقِ نبی کا ذکر جو اللہ نے کیا ہے
سیر میرے نبی کی ابتداء تا انتہا
قرآن ہی قرآن ہے شہکارِ بقا ہے
میں کر رہا ہوں سیرِ خیرالوریٰ رقم
ہاتھوں میں مسرت سے قلم جھوم رہا ہے
سالم فدا حیاتِ طیّبہ پہ نبی کی ...... !
سیر تمام مظہرِ اوصافِ خُدا ہے

فتوحاتِ مومنین و فروغِ دین

جنگِ بدر میں تین سو تیرہ [313] کا اِک گروہ
اک لشکرِ جرّار کو شکست دیا ہے

جس میں ہوئے ہلاک بہت سارے مشرکین

مکے کے سرغنوں کا زور ٹوٹ گیا ہے

پھر جنگِ احد غزوۂ احزاب کی جنگیں !

شجاعت کے ساتھ مومنوں نے خوب لڑا ہے

پھر تو نہ پوچھو مومنوں کی فتحیابیاں ..!

مکہ بھی ہوا فتح ، کعبہ جھوم گیا ہے

تھا خانۂ کعبہ تو بت کدہ بنا ہوا ...!

اصنام سے کعبہ کو پاک حضرت نے کیا ہے

ظلمتوں کا دور کٹا ، مٹ گیا باطل

ہر سمت جاء الحق کی یہاں گونجی صدا ہے

اہلِ عرب تھے ، ساری برائیوں کے مرتکب

جن کو رسولِ پاک نے پاکیزہ کیا ہے

پھر عام و خاص ہونے لگی دین کی تعلیم !

احکامِ الٰہی کا نزول ہوتا رہا ہے

رُخ سوئے نبی کر کے بلال بر سرِ کعبہ

دینے لگے اذان ہوا فضلِ خدا ہے

پیکر تھے نیکیوں کے یہ اصحابِ مصطفےٰ

پاکیزہ زندگی کا جن سے درس ملا ہے

ہر ملک میں گئے وہ دیئے دین کی تعلیم

تب ہی تو یہ اسلام عالمگیر ہوا ہے

ایسا کوئی خطہ نہیں دنیا کا جہاں پر!
ہوگا نہ مسلمان ایسا ہو نہ سکا ہے
یہ دین ہے دینِ خدا "اسلام" برملا
اکملت لکم دینکم' ارشادِ خدا ہے
ہوا بول بالا دین کا پھر سارے جہاں میں!
اور پھیل گیا حشر تک یہ دینِ خدا ہے
پیدا کیا اماموں کو علمائے دین کو......!
اللہ نے' اس کا بڑا احسان رہا ہے
شریعت' طریقت اور حقیقت و معرفت!
عطیہ نبی کا درسلوکِ صدق و صفا ہے
مرشد و شیخ پیر اور رہبر و رہنما!
ہر دور میں موجود ہیں یہ حق کی رضا ہے
خواجہ قطب' اوتاد' ابدال و اولیاء
نائب ہیں مصطفٰے کے ان کا رتبہ بڑا ہے
ہر دور میں' تا حشر اس اسلام کو سالم
بھلا کیوں نہ ہو فروغ کہ یہ دینِ خدا ہے

مدینہ، اسلام، اور سرکارِ مدینہ!

تعریف مدینے کی قلم لکھنے چلا ہے
سالم نے عقیدت سے قلم چوم لیا ہے

یثرب کا نام طیبہ، مدینہ ہوا بطحا،
جب سے قیام گاہِ مصطفےٰ یہ بنا ہے

پھر دین مکمل ہوا پہنچا کلامِ حق. . . !
کامل ہیں اسلام کا دستور ملا ہے

پھر جوق در جوق ہونے لگے بندگانِ حق!
اسلام میں داخل جو ہوا فضلِ خدا ہے

ہر ایک چلا سوئے مدینہ بہ سر و چشم
کہ دین کا سردار یہاں جلوہ نما ہے

سرشار ہوئے جاتے تھے دیدارِ نبی سے
پاتے تھے علمِ دین کا ہر صبح و مسا ہے!

پروانہ وار رہتے تھے حضرت پہ جاں نثار
قربان دل و جاں سے ہر ایک ہوا ہے

دی جان جاں نثاروں نے جو دیں کی خاطر
بشارت انھیں اللہ نے جنت کی دیا ہے

کچھ ایسا سنوارا گیا ہر ایک صحابی !
جیسے کہ محمدؐ ہی کی سیرت میں ڈھلا ہے
تھا جذبہ ایمان صحابہ میں موجزن !
ہر اک نے زندگی کو اپنی وقف کیا ہے
تریسٹھ برس کی زندگی میرے حضورؐ کی
مکمل نمونہ حیات صدق و صفا ہے !
نورِ خدا کا دورِ سفر ختم ہوا ہے
پردہ کئے جہاں سے ہوا وصلِ خدا ہے
ہے آرامگاہِ مصطفٰےؐ یہ گنبدِ خضرا !
اک مرکزِ نگاہِ دو عالم جو بنا ہے
مدینے کی سرزمین کو حاصل ہے یہ شرف
یہاں سرورِ کونین کا مرقد جو بنا ہے
کیا عرض کروں کیسی مدینے کی فضا ہے
جان مست ہوئی جاتی ہے دل جھوم رہا ہے
کیا نور برستا ہے دیارِ نبوی پر . . . !
چاروں طرف چھائی ہوئی رحمت کی گھٹا ہے
ہے جنت الفردوس مدینے کی سرزمیں
کیا کیف کیا سرور کیا مستانی ہوا ہے
ملائک و خلائق کا ہے آٹھوں پہر ہجوم !
درود و سلام جاری یہاں صبح و مسا ہے

عشاق کی نظروں میں ہے یہ عرشِ مُعلّٰی
مقدس جو مدینے میں اک روضہ نبی کا ہے
تھا خشیتِ الٰہی سے وہ لرزہ بر اندام!
حاجی کو سکوں چل کے مدینے میں ملا ہے
خواہش پہ نبی ہی کے تو قبلہ بنا کعبہ
کعبہ کا کعبہ روضۂ حبیب خدا ہے
ہر اک دلِ مومن کی تمنّا ہے مدینہ
خوش بخت ہے وہ جو کہ مدینے کو گیا ہے
زائر میری مزار کا فرماتے مصطفٰے...!
ایسا ہے جیسے زندگی میں مجھ سے ملا ہے
ان آنکھوں پہ قربان، ان نگاہوں کے نثار
جنھوں نے دیکھا گنبد خضرا عُلا ہے
اکسیر و کیمیا سے بھلا اسکو کیا نسبت
مٹی جو ہے مدینے کی وہ خاکِ شفا ہے
جن کے گھر مدینے میں ان کے بڑے نصیب ہیں
سارا جہان ان کے مقدر پہ گواہ ہے
پایا پچاس ہزار نمازوں کا وہ ثواب
جو مسجدِ نبوی میں اک نماز پڑھتا ہے
چوکھٹ سے نبی کی بھلا محروم کون گیا
دامنِ گل مقصود سے ہر اک کا بھرا ہے

گلیوں میں مدینے کی لوٹوں سر کے بل چلوں
دیوانہ اگر لوگ کہیں مجھ کو روا ہے
چوموں گا بار بار اپنی آنکھیں ملوں گا
دہلیزِ مصطفےٰ ہی میرے سجدوں کی جا ہے
یہ جان میری، دل مرا، قربان نبی پر
ماں باپ میرے اور مرا گھر بار فدا ہے
تصوّر میں خیالوں میں، میرے قلب ونظر میں
جلوہ تمہارا سیّد کونین بسا ہے
لطف و کرم کا منتظر ہوں شاہِ مدینہ
تم صاحبِ مختار، یہ مجبور گدا ہے
ہے ہجر میں غلام مضطرب میرے آقا!
اک عمر سے دلِ ہند میں بے چین رہا ہے
اب جلد مدینے میں بلا لیجئے مجھ کو...!
تم کو حضور واسطہ آلِ عبا ہے
بوقتِ نزع شربتِ دیدار پلانا!
بڑی سخت گھڑی ہوتی ہے قرآں میں لکھا ہے
تنہائی میں لحد کی معیّت نصیب ہو..!
یاسیّدی کرم کا امیدوار گدا ہے
یاشافعِ روزِ جزا، بخشوا لیجئے مجھے!
اعمال نامہ میرا خطاؤں سے بھرا ہے

ہر اک کی نظر شافع محشر پہ ہے سالمؔ
ہر اک کا شفیع ایک یہی روزِ جزا ہے
خود انبیاؑ تمام اور ان کی امتیں
طالب ہیں شفاعت کے محمدؐ کی ہوا ہے
سعادت نصیب مجھکو ہوئی نعت گوئی کی!
وسیلہ میری بخشش کا یقیناً یہ بڑا ہے
ہر شعر ہے پیمانہ مئے عِشق نبی کا......!
پڑھ کر نبی کا ہر کوئی مستانہ بنا ہے
ہے گردِ کف پائے محمدؐ کا اک ذرہ!
سالمؔ یہ غوثِ پاک کا جو ادنیٰ گدا ہے

بارگاہِ یزدی میں شاعر کی دُعا

یا رب تیرے حبیب کی لکھی ہے میں نے نعت
بندہ یہ تیرا تجھ سے امیدوار صلہ ہے
رہتا ہے ملک ہند میں دیوانہ نبی کا!
پہنچا دے مدینے میں الٰہی یہ دُعا ہے

کل انبیاؑ و اولیاء کا واسطہ یا رب!
اور واسطہ نعت شہ ہر دُوسرا ہے
کر سرفراز نعمتوں سے دونوں جہاں کی
ہر ایک مسلمان کو یہ میری دُعا ہے
آفاتِ دو جہان سے محفوظ رکھ ہمیں،
یہ تجھ سے اِلتجا میری یا رب العُلا ہے
عِشق رسُول پاک ہر مومن کو عطا کر...!
جو دین کی ایمان کی متاع علاٗ ہے
دِکھلا دے مدینے میں اُسے روضہ نبی کا!
اس نعت کو جو کوئی بھی اک بار پڑھا ہے
ہے واسطہ تجھکو تیرے حبیب کا یا رب
ہو خاتمہ بخیر یہ عاصی کی دُعا ہے
پہنچوں درِ حبیب پہ تب آئے مجھ کو موت
یہی آرزو ہے دِل کی یہی میری دُعا ہے
ہو مغفرت ہماری الٰہی بروز حشر!
بندوں کو بھروسہ تیری رحمت کا بڑا ہے
کر داخِل جنّت ہمیں تو ساتھ نبی کے
دیدارِ تجلّی کا جہاں وعدہ تیرا ہے
سالمؔ کی اس دُعا کو الٰہی قبول کر!
کہ نازِ کریمی پہ تیری اِس کو بڑا ہے

(تمت بالخیر)

ملنے کے پتے

- **کاشانۂ قادریہ** 5-2-17 روبرو مسجد ریتی چھاؤنی نادِ علی بیگ یاقوت پورہ حیدرآباد، آندھراپردیش (انڈیا)
اسی پتہ پر بذریعہ ڈاک منگوا سکتے ھیں

- **محمد صدیق مدراس لنگی شوروم** شاپ نمبر 30-4-20
نزد مکہ مسجد، شاہ علی بنڈہ روڈ، حیدرآباد

- **آسام ٹی ٹریڈرس** نزد یاقوت محل ٹاکیز، یاقوت پورہ حیدرآباد

- **اَلقلم** مسجد چوک حیدرآباد

- **کمرشیل بک ڈپو** چارمینار، حیدرآباد

- **کتب فروش** بارگاہ یوسفین، نامپلی

- **کتب خانہ** الگیلانی عالمی سوسائٹی بیکر ہاؤز چادر گھاٹ



خراجِ تہنیت

میں بڑی خوشی ومسرت کے ساتھ مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ مکاشفاتِ سالم نوائے سرمدی جو سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیا کرام کی منقبتوں کا انمول گلدستہ عقیدت ہے زیورِ طباعت سے آراستہ ہوکر منظرِ عام پر آرہا ہے

منجانب — بشیر احمد —

مالک آسام ٹی ٹریڈرس

چنندہ آسام اور نیلگری کے باغات سے راست منگوائی ہوئی چائے !!

- اسٹرانگ و خوش ذائقہ • آپ کے ذوق کے عین مطابق

آسام ٹی ٹریڈرس نزد یاقوت محل ٹاکیز

- یاقوت پورہ، حیدرآباد، فون ۵۲۵۴۴۴

مبارکباد

میں شمع محمدی کے پروانوں کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ان کے روحوں کی حلاوت اور ان کے عشق کو دوبالا کرنے کیلئے مکاشفاتِ سالم دنوائے سرمدی جیسا عشق میں ڈوبا ہوا مجموعۂ کلام کی طباعت ہوکر ناظرین کی خدمت میں پیش ہے

خادم
محمد نورالدین المعروف پاشا بھائی

محمد صدیق مدراس لنگی شورومُ
۲۰-۴-۳۰، قریب مکہ مسجد حیدرآباد

ہفتہ واری مجالس فیضان غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ

الگیلانی عالمی سوسائٹی برانچ حلقۂ یاقوت پورہ حیدرآباد کے زیر اہتمام ہر اتوار کو دوپہر ۳/تا ۵/ساعت دن بمکان شیخ سالم باوزیر قادری 5-2-17 روبرو مسجد ریتی چھاؤنی نادِ علی بیگ یاقوت پورہ "مجلسِ فیضانِ غوث الاعظم" کا انعقاد عمل میں آتا ہے جس میں ☆تفسیر قرآن اور تعلیماتِ غوثیہ پر بیان وحلقۂ ذکر اور نعت خوانی جیسے مشاغل ہوا کرتے ہیں۔ ان بابرکت مجالس میں شرکت کی خواہش کی جاتی ہے۔

نوٹ

انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ایک ماہنامہ کی اشاعت عمل میں آئے گی جو تفسیرِ قرآن، احادیث نیز دینی ومذہبی مضامین پر مشتمل ہوگا۔ عامۃ المسلمین سے التماس ہے کہ اس کے خریدار بن کر علومِ دینیہ کی تشہیر کے معاون بنیں۔

مزید ملنے کے پتے

- **بمکان مصنف**، بیت الفیض، 5-2-17، یاقوت پورہ، چھاؤنی، حیدرآباد۔
- **وحید بک سیلرس**، نزد چارمینار، حیدرآباد۔
- **محمد صدیق لنگی سنٹر**، چارمینار بس ڈپو، حیدرآباد۔
- **معاذ سیل فونس پوائنٹ**، روڈ پرانی عیدگاہ، مادنا پیٹ، حیدرآباد
- **خاک طیبہ**، صحیفہ مسجد، آعظم پورہ، حیدرآباد۔
- **دکن فرنیچرس**، نیو روڈ پانی کی ٹانکی، مادنا پیٹ، حیدرآباد۔